بیماری، دوا، دُعا اور شفا کے توسط سے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے ملیئے۔

ہومیو پیتھی پر ایسی کتاب گزشتہ دو صدیوں میں نہیں لکھی گئی۔

قرآن اور موجودہ علم کی روشنی میں

پوٹاینسی میڈیسن کے راز کو

آواز ہومیو پیتھی + ٹچ ہومیو پیتھی

کے واسطے سے سمجھیئے

مصنف

ڈاکٹر مشتاق احمد علی محمد

(ایم ایس سی کیمسٹری، پنجاب یونیورسٹی)

(پی ایچ ڈی کیمسٹری سٹر تھ کلائیڈ یونیورسٹی گلاسگو)

(ڈپلومہ ہومیو پیتھی، کراچی)

ملنے کا پتہ: اُردو بازار، غزنی سٹریٹ، لاہور

بک مارٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

ہومیو پیتھیس اعزازی کتاب حاصل کرنے کیلئے مصنف کو اپنا ایڈریس 0336 – 5100002 نمبر پر WhatsApp کریں۔ یا کمپیوٹر کاپی کیلئے اپنا E-mail ایڈریس abaidullah5175@gmail.com پر بھیجیں۔

یہ کتاب ہومیو پیتھی کے فروغ، ترویج اور افادہ عام کیلئے شائع کی جارہی ہے۔ اس کے مندرجات پر مصنف کے کوئی ذہنی حقوق ملکیت نہیں۔ کوئی بھی شخص یا ادارہ ان خیالات کو بلا اجازت مصنف کاروباری، علمی اور تحقیقی مقاصد کیلئے استعمال کر سکتا ہے۔

نام کتاب: قرآن اور موجودہ علم کی روشنی میں

ہومیو پیتھی —اور— ایک نئی اختراع

آواز ہومیو پیتھی

مصنف: ڈاکٹر مشتاق احمد علی محمد

کمپوزنگ اینڈ پرنٹنگ: عبید اللہ گھمن (0301 – 3209397)

ایڈیشن: ششم (جنوری 2026ء)

کتاب ملنے کا پتہ: بک مارٹ — امین پور بازار فیصل آباد

0322 – 6212012

To The Point Publisher, Lahore. 042 – 37231626

تعداد کتاب: 50

قیمت کتاب: 1000روپے

تمام حمد وثناء، توصیف اور شکریہ

اس خلاّق علیم کا

جس کی توفیق، وسائل اور راہ نمائی سے یہ کام مکمل ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

انتساب

بحضور سرورِ کائنات

حضرت محمد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین	باب
9	اس کتاب میں کیا ہے؟	1.
13	پیش لفظ — چھٹا ایڈیشن	
14	مصنف اور MM کا پس منظر	2.
16	ڈاکٹر جاوید اقبال کا خط	3.
19	ڈاکٹر منصور اعوان کا خط	4.
20	ماہ نامہ معالج ستمبر 2025ء میں شائع ہماری کتاب پر تبصرہ	5.
22	اللہ تعالیٰ قانون بناتے ہیں، سائنسدان دریافت کرتے ہیں بنام ڈاکٹر بنارس خاں معرفت ماہ نامہ معالج	6.
26	ڈاکٹر علیم الحق (کوئٹہ۔اسلام آباد) کا تبصرہ	7.
	حصہ اوّل (اللہ جل جلالہ اور انسان)	
29	قرآن کا انسان اور ڈارون کا انسان	8.
38	میں بیمار کیوں ہوتا ہوں؟	9.
47	مادہ — دو سطحی وجود	10.
49	انسانی شخصیت — تین سطحی وجود	11.
50	A) نفس	
55	B) ذہن	
58	ہومیوپیتھس کیلئے نفسیات	12.

66	جذباتی دباؤ یا حالات کا دباؤ	13.
75	جذباتی ذہانت سے فزیالوجی تبدیلیوں سے بیماریوں سے تحفظ	14.
80	ہارمونز	15.
86	ہارمونز سے مدافعت اور شفاء	16.
89	قوت حیات اور نفس میں فرق	17.
96	خیال — تخلیقی توانائی کا لازوال سرچشمہ	18.
101	ہومیو علاج اور دُعائیں اور روحانی علاج	19.
108	ہومیو دوا — دُعا ہی تو ہے	20.
114	دنیا کے دو رُخ	21.
123	خوف اور غم کے سائے تلے چھپی بیماریاں	22.
128	قسمت میں لکھی بیماریاں	23.
حصہ دوم (ہومیوپیتھی کیا ہے؟)		
133	ہومیو پیتھی کیا ہے؟	24.
138	طب نبوی ﷺ — ہومیو پیتھی کی پیش رو	25.
141	پوٹاینسی کا ارتقاء	26.
145	ہومیو پیتھک میجنگ — رونا	27.
154	مکمل علامات	28.
160	بیماری سے بکھرتا توازن	29.
171	ہومیو ادویات فیل کیوں ہوتی ہیں؟	30.
180	شخصیت میں ڈنٹس	31.
187	Synergy — ایک اور ایک گیارہ	32.
191	ایک میان دو تلواریں	33.

196	قانون شفاء—سب کیلئے ایک	.34
198	ہینی مین کے میٹریا میڈیکا میں جھول	.35
204	ری پروونگ کیوں؟	.36
207	فلسفہ ہومیوپیتھی پر نظر ثانی کیوں؟	.37
211	ہینی مین کے مغالطے	.38
216	ہینی مین کیلئے کلمات تحسین	.39
	حصہ سوم (آواز ہومیوپیتھی)	
219	ہومیوپیتھی کا ایک چھپا گوشہ	.40
230	ہومیوپیتھک ادویات—قطرے میں بند جذبات	.41
233	راز منکشف ہوتا ہے۔	.42
236	تجربات	.43
240	فارمیسی	.44
241	▪ MMبنانے کے طریقے	
242	▪ دوہرائی	
242	▪ MMکی زبان	
243	▪ احتیاطی تدابیر	
244	▪ MMکادائرہ کار	
245	▪ خودلگائے زخم	
246	▪ قوت مدافعت	
247	▪ MMکیسے عمل کرتی ہے؟	
247	▪ MMکیونکرناکام ہوتی ہے؟	
249	▪ سمٹ کرسمندر کوزے میں بند	
249	▪ زبانیں لاتعداد—ردعمل یکساں	

251	آواز—تصور سے نیورو سگنلز تک	.45
254	ڈرگز سے ماوریٰ	.46
259	مثبت میسجنگ	.47
262	ہومیو پیتھی بمقابلہ MM پس منظر کی ہومیو پیتھی	.48
267	ٹچ ہومیو پیتھی	.49
272	مشتاق—اب کیا کرنا؟	.50
حصہ چہارم (پوٹینسی—جو ایک راز تھا)		
279	بالوں سے ہومیو اویات کی ترسیل	.51
280	پنڈولم سے ہومیو دوائی کی ترسیل	.52
283	جادو اور ہومیو پیتھی	.53
289	NIHI POTENTIZER ڈاکٹر قاسم فتیانہ کا اپنے انسٹرومنٹ بارے لکھا تعارف	.54
295	حوالہ جات	.55

1 اس کتاب میں کیا ہے؟

اس کتاب میں بیان کیا گیا ہے کہ ہومیو میڈیس میں نہ کوئی مادی جز ہوتا ہے اور نہ کوئی انرجی بلکہ خالی پڑیا۔ انرجی کا تصور باطل ہے کیونکہ ان میں انرجی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ تو سوال اٹھتا ہے کہ شفا کیونکر دیتی ہیں۔ اس کا کوئی معقول جواب ہومیو پیتھس کے نہ دے سکنے کی وجہ سے کئی ممالک میں ہومیو پیتھی Ban کر دی گئی۔

انسانی مشاہدے سے صرف دو چیزیں ایسی ہیں جو غیر مادی اور غیر مرئی ہونے کے باوجود انسانوں کو متاثر کرتی ہیں۔ ایک ہیں خیالات اور دوسرے جذبات۔ پہلے پُر سکون جبکہ دوسرے احساسات (Feelings) سے بھرپور۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ ہومیو ادویات خیالات یا جذبات ہوں۔ پرووِنگز (Provings) کے دوران مشاہدہ کیا گیا کہ ہومیو دوائیاں صحت مند انسانوں میں جو جذبات اور علامات پیدا کرتی ہیں ان ہی جذبات اور علامات کو قدرتی امراض میں شفا دیتی ہیں۔ اس لئے اغلباً جذبات اور علامات کا مجموعہ ہیں۔ اس بیانیے کی تصدیق کیلئے ضروری ہے کہ ہومیو ادویات کو خیالات یا جذبات سے بنا کر مریضوں پر ٹیسٹ کیا جائے۔ اگر یہ ویسے ہی کام کریں جیسے کمرشل دوائیاں تو ثابت ہو جائے گا کہ ہومیو ادویات میں جذبات / خیالات اور علامات (Impinged/Print) ثبت ہیں۔

ہم بیرون جسم اپنے خیالات، گفتگو (آواز) سے ظاہر کرتے ہیں اور یہی گفتگو نیورو سگنلز سے اندرون جسم منتقل ہوتی ہے۔ لاشعور اور تمام اندرونی اعضا آپس میں نیورو سگنلز سے پیغام رسانی کرتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ خیالات یا آواز (گفتگو) اور نیورو سگنلز آپس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں (Inter convertible)۔ لہٰذا کسی ہومیو دوائی کو کھانا / پینا / لینا ضروری نہیں۔ دوائی کی آواز (Name of Medicine) کو کسی میڈیم (Medium) میں جذب کر کے یہی کام لیا جا سکتا ہے۔ دوائی کی آواز میڈیم میں جذب ہو کر نیورو سگنلز میں تبدیل ہو کر لاشعور کو ویسے ہی متحرک کرے گی جیسے کمرشل دوائی۔ اس منطقی مفروضے کو ٹیسٹ کرنے کیلئے سادہ گولیوں کی کاغذ کی پڑیا بنا لیں۔ پڑیا کو

ہونٹوں کے نزدیک لا کر متعدد مرتبہ اونچی آواز میں دوائی کا نام پکاریں۔ دوائی کے نام کی آواز گولیوں میں جذب ہو کر گولیاں دوائی بن جائیں گے۔ اس تجربے کو ہم نے گذشتہ دس سال سے زائد عرصہ میں سینکڑوں ہزاروں مرتبہ دوہرایااور درست پایا۔ اس کو ہم نے "مسیج میڈیسن(Message Medicine: MM)" نام دیا ہے۔ MM کو کسی بھی زبان میں ہر کوئی بنا سکتا ہے۔ کسی میڈیکل علم کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک سائنس ہے۔ اور آواز کی لہروں سے شفایابی کا کام لیا گیا ہے۔ یہ کوئی روحانیت نہیں۔ تجربہ دوہرانے سے قبل ہمارا تفصیلی مضمون فارمیسی مطالعہ کریں۔ MM کی فلاسفی کو سمجھنے کیلئے آئندہ صفحات پر پیش کئے گئے مضامین کو بغور پڑھنا چاہیے۔ مختصراً چند نتائج کا ذکر کرنا ضروری ہے۔

- ❖ ہومیو پیتھی کی پڑیا خالی نہیں بلکہ اس میں بیماری، علامات، منفی جذبات اور منفی خیالات نیورو سگنلز کی صورت کنندہ (Impinged) ہیں۔ یہ نیورو سگنلز لاشعور اور مدافعت کے اعضا کو متحرک کر کے مماثل بیماری، علامات وغیرہ کو متضاد کیمیکلز سے شفا میں بدلتے ہیں۔
- ❖ باڈی (جراثیم / وائرس) اور انٹی باڈی حرکیات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ شفا ہمیشہ متضاد کیمیکلز اور قوتوں سے ہوتی ہے۔ قانون بلمثل دوا کے انتخاب کیلئے ایک عمدہ قانون ہے۔ لیکن یہ قانون شفا نہیں۔
- ❖ انسانی شخصیت کے تمام پہلوؤں کو سمجھے بغیر صرف جسم کا علاج جزوی علاج ہے۔ انسان جسم کے علاوہ بھی "بہت کچھ" ہے اور یہ "بہت کچھ" چونکہ لیبارٹری آلات اور ٹیسٹوں سے ماوراہے اس وجہ سے اس "بہت کچھ" کو سمجھے بغیر علاج کرنا اپنے آپ اور مریضوں کو دھوکہ دینا ہے۔ اس کتاب میں انسانی شخصیت کے "بہت کچھ" کو انسانی شخصیت کے تین پہلوؤں پر بحث سے نمایاں کیا گیا ہے۔
- ❖ اس کتاب میں وضاحت کی گئی ہے کہ منفی خیالات اور منفی جذبات بھی انسان کو ایسے ہی بیمار کرتے ہیں جیسے جراثیم اور وائرس اور ان قدرتی امراض کو آواز کی لہروں کی بنی ہومیو ادویات (Message Medicine) سے شفایاب کیا جا سکتا ہے۔
- ❖ اس کتاب میں انفیکشن کے مابعد اثرات (After Effects) پر گفتگو سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ اثرات ہی میازم (Miasm) ہیں۔ اور جب تک مابعد اثرات کو ختم نہ کیا جائے شفا بھی مشکل یا قریباً ناممکن ہی رہتی ہے۔ ہر میازم کو اسی جراثیم / وائرس سے بنی (No SODE) سے ختم کرنا ممکن ہے اور ہر نوسوڈ کو میسج میڈیسن سے بنانا ممکن ہے۔

- اس کتاب میں بتایا گیا ہے کہ پاکستان میں رائج تینوں طریقہ علاج ادھورے ہیں اور مرض کے تمام پہلوؤں کو شفا دینے سے قاصر۔ مکمل شفا کیلئے ان تینوں کے ادغام (Merger) کے بارے سوچنا چاہیے یا کم از کم ایک دوسرے کی ادویات سے استفادہ کرنا(Synergy) چاہیے۔
- دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ ہومیو12C پوٹاینسی یا اس سے بلند پوٹاینسیوں میں مادی جز نہیں ہوتا۔ لہٰذا اونچی پوٹینسیاں بنانے کیلئے Dilution کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ صرف جھٹکوں (Succussion) سے یہ کام ہو سکتا ہے۔اس پر مزید کام کی ضرورت ہے۔
- اگرچہ انفیکشن بیماری کی بڑی وجہ ہے لیکن جذباتی دباؤ(Tension/Stress) تمام بیماریوں کی ماں ہے اس سے کمزور مدافعت کو انفیکشن لگنا آسان ہو جاتا۔
- ڈرگز کیمیکل عملیات(Chemical Reaction) سے بیماری سے پیدا کردہ ابتری کو متوازن کرتے ہیں۔ جبکہ ہومیو ادویات، بدن میں موجود مدافعت کو اکسا کر(Stimulate) وہ کیمیکلز اندرون جسم خوراک سے بناتی ہیں اگر جسم میں مناسب غذائی اجزا موجود نہ ہوں تو ہومیو ادویات فیل ہو جاتی ہیں۔علاوہ ازیں اگر مدافعتی اعضا(Defence Organs) یا اینڈوکرائینل گلینڈز (Endocrinal Glands) کی کارکردگی کم ہوگئی ہو تو ہمیوادویات سے شفا مشکل یا دیر لگ سکتی ہے۔

اس کتاب میں ہومیوپیتھی کے مقبول تصورات کی ایک نئی تشریح اور تعبیر پیش کی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے یہی خیالات اور بہت سے صاحب علم حضرات وخواتین کے ذہن میں بھی ہوں یا اس سے ملتے جلتے خیالات ہوں لیکن وہ اپنی عدیم الفرصتی کی بنا پر ان کا اظہار نہیں کر سکے۔ اس کتاب کے مندرجات کے مطالعہ کے بعد وہ کچھ کہنا چاہیں تو اُن کی تنقید کا خوش دلی سے استقبال کر کے جواب دیا جائیگا۔ اس بحث ومباحثہ سے سچ نکھر کر سامنے آنے سے علاج میں مزید وسعت اور آسانیاں پیدا ہوں گی۔ انشاءاللہ

مشاق احمد علی محمد

21 اکتوبر 2023

MM کے فلسفے کی وضاحت کیلئے ہم نے قرآن کے تصور کائنات، انسان اور آدمؑ سے راہ نمائی لینے کی وجہ سے کتاب کے نام (چوتھے ایڈیشن سے) میں "قرآن" کا اضافہ کر کے نیا نام:

"قرآن اور موجودہ علم کی روشنی میں

ہومیوپیتھی

اور ایک نئی اختراع

آواز ہومیوپیتھی"

کر دیا ہے۔

مشتاق احمد علی محمد

10اپریل2025ء

پیش لفظ — چھٹا ایڈیشن

چھٹے ایڈیشن میں نہ صرف کتاب کا نام تبدیل کیا گیا ہے بلکہ مضامین کو نئی ترتیب دے کر چار حصوں میں تقسیم سے مضامین میں تسلسل پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ بعض مضامین کے مواد میں دوہرائی کی وجہ سے نکال دیا گیا ہے اور چند مضامین کا اضافہ بھی کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود بھی کئی مقامات پر دوہرائی سے ناگواریت ہو گی۔ قارئین سے التماس ہے کہ وہ اس خامی کو معاف فرماتے ہوئے کتاب کا مطالعہ فرمائیں۔

”گر قبول افتدز ہے عزو شرف“

مشتاق احمد علی محمد

20 جنوری 2026ء

2 مصنف اور MM کا پس منظر

کیمسٹری میں پی ایچ ڈی کے تقریباً20 سال بعد میں نے ہومیو پیتھی میں ڈپلومہ کیا(1985)۔ کوئی بھی سائنس کا طالب علم ہومیو پیتھی کو بادل نخواستہ اسی وقت ہی قبول کرتا ہے جب اس کے علاج سے معجزانہ شفانہ حاصل کرلے۔ میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا اور اِسی جذبہ احسان مندی نے اکسایا کہ ہومیو پیتھی کی ماہیت بارے موجودہ علم کی روشنی میں کچھ کام کرنا چاہیے تاکہ دوصدیاں قبل لکھی گئی فلسفیانہ بحث کو موجودہ علم کی زبان میں بیان کرکے ہومیو پیتھی بارے شبہات کو دور کیا جاسکے۔

بہت جلد احساس ہوا کہ خیالات اور جذبات انسانی شخصیت پر ظاہری اور باطنی اثرات ڈالتے ہیں اور بیماری اور شفا کے محرک اور منبع بھی ہیں۔ چونکہ خیالات اور جذبات کا اظہار زبان سے ہوتا ہے لہٰذا آواز ان کی منتقلی میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ آواز سے ہومیو پیتھک ادوّیات بنانے کی سوچ قریباً25 سال پرانی ہے لیکن اس پر تن دہی سے کام گذشتہ دس سال میں کیا گیا۔ تمام تجربات اپنے عزیزواقارب، دوستوں، ہم عصر فیکٹری ملازمین اور انجان مریضوں پر کیے۔ بعض کو علم میں لاکر اور بعض کو لاعلم رکھ کر Place bo Effect ہمیشہ ذہن میں رہی۔ یہ تجربات بار بار مختلف زبانوں اور بیانوں میں دہرائے گئے تاکہ کسی خوش فہمی کے سحر سے غلط نتیجہ اخذ نہ ہوجائے میں اپنے تمام مریضوں، بیٹوں اور بیٹیوں اور ان کی اولادوں کا شکر گزار ہوں کہ ان کے تعاون سے کام کرنے میں مدد ملی۔ میرے بھائی اکرم خاں کو اس علاج سے فائدہ ہوا تو انہوں اصرار کیا کہ اس کام کو اُردو میں عوام کے لیے اور انگریزی میں علم دوست سائنس دانوں کے لیے لکھا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ ظاہری طور پر بے وقت نظر آتی اختراع میں کوئی گہرے معنی پوشیدہ ہوں۔ انگریزی تحریر ان کے مشوروں اور اصلاح سے ہی ممکن ہوسکی۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس میں میڈیکل اصطلاحات کم سے کم استعمال ہوں تاکہ عوام کو سمجھنے میں آسانی ہو۔ یہ انگریزی تحریر کا ترجمہ نہیں بلکہ اس کے مفہوم میں کچھ خذب اور اضافہ کرکے کچھ مذہبی حوالے بھی ڈال دیئے ہیں۔ تاکہ ہمارے معاشرے میں اوہام کی پھیلائی دھند صاف ہوسکے۔

ہم نے اکثر MM بنانے کے لیے انگریزی زبان استعمال کی ہے۔ لیکن اُردو، پنجابی، جرمن اور میڈیکل اصطلاحات بھی استعمال کی گئیں اور MM کو ہر زبان میں قابل اعتماد اور دہرائے جانے کا حامل پایا۔ انگریزی میں MM بنانے کی وجہ سے بچے اسے انگریزی میں "دم" بھی کہتے ہیں۔ MM کو بچے بوڑھے، عورتیں اور مریض سب بنا سکتے ہیں۔ کسی میڈیکل علم کی ضرورت نہیں۔ مریض کا پڑھا لکھا ہونا بھی لازم نہیں۔ شرط صرف یہ ہے کہ الفاظ کی ادائیگی صحیح اور اونچی آواز میں ایک ہی آہنگ Rhythm میں ہونی چاہیے۔

MM اقدرتی امراض سے باسہولت، باکفایت اور بسرعت معجزانہ شفا پانے کا آسان حل ہے اور خاص طور پر الکحل کے حرام جز سے نجات کے لیے عطیہ خداوندی ہے۔ MM ایک فرسٹ ایڈ (First Aid) ہے اور مرض کو پیچیدہ ہونے سے پہلے ہی ختم (Abort) کر دیتی ہے۔ یہ کام ہومیو ادویات کی ماہیت سمجھنے کیلئے شروع کیا گیا تھا۔ یہ کسی طور پر بھی ایک نیا یا متوازی نظام صحت نہیں بلکہ ہومیو پیتھی کیلئے ایک Adjunct یا فوری سہولت ہے۔ ہومیو ادویات تخلیقی عمل کا الٹ جبکہ MM آواز سے بنی ہیں۔ ان کا آپس کا تعلق ایسے ہی ہے جیسے قدرتی خوراک اور جنیاتی تبدیل شدہ خوراک (Genetically Modified Food) جی ایم فوڈ کا۔ MM پانی کے میڈیم میں بنی حرام الکحل سے پاک اور عطیہ خداوندی ہیں۔ روزوں میں ایک گھونٹ پانی میں بنی MM، منہ میں ایک منٹ روک کر گھونٹ پانی پھینک دیں اثرات ایسے ہی ہوں گے جیسے حرام کمرشل دوائی کے۔

میں حکیم ڈاکٹر منصور احمد اعوان صاحب کا بے حد ممنون ہوں کہ انہوں نے رضاکارانہ اس کتاب کی غلطیوں کی بہت جانکاری سے نشان دہی کی۔ میں باوجود کوشش ان غلطیوں کو ڈھونڈنے میں ناکام رہا۔

3 ڈاکٹر جاوید اقبال کا خط

DR JAVED IQBAL
Author & Columnist
Homoeopathic Consultant

تاثرات

محترم جناب ڈاکٹر مشتاق علی محمد صاحب سینئر اور پڑھے لکھے ہومیو پیتھ ہیں؛ سینیارٹی کے حوالے سے تو میری بات پر کوئی شک نہیں کرسکتا ڈاکٹر صاحب کے پڑھے لکھے ہونے کا دعویٰ کرنے میں صد فیصد حق بجانب ہوں کیوں کہ ان کی موجودہ تخلیقی کاوش کسی عام ہومیو پیتھ معالج یا عام مصنف/اسکالر کی نہیں ہوسکتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہمارے ہاں (پاک و ہند میں) ہومیو پیتھک علاج کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور کئی ''بڑے'' ہومیو پیتھ اس اہم علم کو محض مزاراتی یا کرشماتی علم ثابت کرنے میں آسمان سے قلابے ملا رہے ہوتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دیگر شعبہ طب کے ماہرین کو اس پر انگلی اٹھانے کا موقع ملتا ہے۔ خوش قسمتی سے ڈاکٹر مشتاق صاحب کی موجودہ تخلیق کا مطالعہ کرنے کے بعد تشفی ہوتی ہے کہ میرے ہم خیال معالج بھی حلقۂ ہومیوپیتھی میں موجود ہیں جو کہ اس اہم علم (ہومیوپیتھی) کو اس کی خوبیوں خامیوں سمیت قبول کرنے میں کسی قسم کا عار محسوس نہیں کرتے۔

ڈاکٹر صاحب کی تخلیق Message Medicine ایک تحقیقی مقالہ ہے جسے انہوں نے اُردو زبان میں بھی ''آواز ہومیوپیتھی'' (موجودہ علم کی روشنی میں نئی اختراع) کے نام سے ڈھالا ہے۔ اس کتاب میں ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کو رد کرنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے؛ ڈاکٹر صاحب نے ایک نئے زاویے سے ہومیوپیتھی کے علم سے روشناس کرانے کی کوشش کی ہے اور اسے سائنٹفک طریقے سے ثابت بھی کیا ہے۔ سب سے اہم اور مثبت پہلو اس تحقیق میں مجھے یہ لگا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تحقیق کے حق میں انتہا پر نہیں گئے بلکہ اس حوالے سے جو کمی یا ناکامی کی صورت ہوسکتی ہے اس کا برملا اظہار کر دیا ہے۔ میسج میڈیسن (Message Medicine) ایک نئی اختراع ہے اور سائنسی طور پر اسے دُنیا بھر میں مانا جاسکتا ہے کیوں کہ اس کی سچائی یا حقانیت سے انکار ممکن نہ ہوسکے گا۔ ڈاکٹر صاحب نے اپنے تحقیقی مقالے میں جس طریقے کو روشناس کرایا ہے وہ ایک نیا طریقہ ہے جسے ذہنی طاقت کے ذریعے سے شفایابی سے بھی سمجھا جاسکتا

POSTAL ADDRESS: PO BOX 1227 GPO RAWALPINDI CANTT 46000
+923335208186 Dr Javed Iqbal @DrJavedHomeo
E-MAIL US drjaved_malik@yahoo.com drjaved.iqbal

DR JAVED IQBAL
Author & Columnist
Homoeopathic Consultant

ہے؛ دُنیا بھر میں موجودہ دُور کے سائنسی یا نفسیاتی علوم کے ماہرین اسے Mind Power کا بھی نام دیتے ہیں۔ ڈاکٹر مشتاق صاحب نے اپنے مشاہدے اور علم کی بنیاد پر اس اہم علم کو کامیابی سے ہمکنار کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب کا طرزِ تحریر لاجواب ہے اور تحریر کی پختگی بھی مثال کی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس کتاب میں زیادہ زور انسانی سوچ' جذبات اور ذہنی رجحانات پر دیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ مثبت سوچ نہ صرف انسانی صحت کے لیے ضروری ہے بلکہ معاشرے میں بھائی چارے اور امن کے لیے بھی لازمی ہے۔ اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ خیالات انسان کی تقدیر کی تشکیل کرتے ہیں، اُس کی شخصیت کی تعمیر کرتے ہیں، اس کی کامیابی یا ناکامی کا تعین کرتے ہیں۔ ہر خیال انسان کی شخصیت پر ایک نقش چھوڑ جاتا ہے ایسا نقش جو ہمیشہ قائم رہتا ہے۔ غلط خیالات کی وجہ سے کئی امراض لاحق ہونے کا خدشہ رہتا ہے' جب کہ اچھے خیالات صحت کا ضامن ہوتے ہیں۔ عموماً لوگوں کے دکھ محض ان کے خیالات کی وجہ سے ہی ہیں ایسے لوگوں کے امراض کا چاہے کتنا ہی علاج کیوں نہ کیا جائے انھیں اس وقت تک کلی صحت حاصل نہیں ہوتی جب تک کہ ان کے خیالات میں مثبت تبدیلی نہیں لائی جاتی۔

ڈاکٹر صاحب نے جدید تحقیقی نتیجے کو اپنی تحریر میں بھی ثابت کیا ہے کہ مثبت انداز میں سوچ بچار کرنے والا خود کو خوش رکھنا سیکھ لیتا ہے' اسے خوش رہنے کی امید ہوتی ہے اور وہ خوشی حاصل کر لیتا ہے۔ مثبت اندازِ فکر رکھنے والے لوگ خوشی کے منتظر رہتے ہیں۔ ایک رومن فلسفی کا قول ہے: ''وہ شخص خوش نہیں رہ سکتا جو خوشی کی امید نہ رکھے۔'' اگر دل نفرت اور خود غرضی سے بھرا رہے تو خوشی کی روشنی اس سے نہیں پھوٹ سکتی۔ خوشی کی روشنی پھیلانے کے لیے ضروری ہے انسان اپنے خیالات کو مثبت رُخ دے۔ مشہور فلسفی ایلبرٹ ہوبارڈ کا قول ہے: ''صبح دس بجے تک مگن اور دلشاد رہو پھر دن کا باقی حصہ خود ہی اپنی خبر گیری کر لے گا۔''

POSTAL ADDRESS: PO BOX 1227 GPO RAWALPINDI CANTT 46000
+923335208186 Dr Javed Iqbal @DrJavedHomeo
E-MAIL US drjaved_malik@yahoo.com drjaved.iqbal

DR JAVED IQBAL
Author & Columnist
Homoeopathic Consultant

ڈاکٹر صاحب نے شخصیت پر بھی اظہارِ خیال کیا ہے اور جدید تحقیق اس بات کی شاہد ہے کہ خیال ایک ایسی قوت ہے جس کا مقابلہ شاید ہی دنیا کی کوئی طاقت کر سکتی ہو۔ انسانی جسم کا ہر فعل اور ہر حرکت محض خیال کا ہی اظہار ہوتی ہے۔ ماہرین نفسیات کا کہنا ہے انسانی فطرت میں ایک مقناطیسی قوت موجود ہے کمزور سے کمزور اور طاقتور سے طاقتور انسان اس قوت کا کچھ نہ کچھ حصہ اپنے پاس ضرور رکھتا ہے۔ اسی مقناطیسی قوت کی تربیت و تکمیل کا نام قوتِ ارادی اور قوتِ خیال ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے کتاب میں مختلف مشاہدات کو بیان کیا ہے اور ان کے نتائج کی روشنی میں کامیابی اور ناکامی کا برملا اظہار کیا ہے؛ کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ حقیقت سامنے آتی ہے کہ ان کا مشاہدہ عمیق، تجربہ وسیع اور اندازِ بیان شگفتہ ہے۔

ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کی روشنی میں ہومیوپیتھی فیلڈ میں نئی راہیں کھلے گی اور کئی نوجوان ہومیوپیتھس ڈاکٹر صاحب کی تحقیق کو مشعلِ راہ بنا کر اس کی مزید گرہیں کھولیں گے۔

دُعا گو: ڈاکٹر جاوید اقبال، راولپنڈی

POSTAL ADDRESS: PO BOX 1227 GPO RAWALPINDI CANTT 46000
+923335208186 Dr Javed Iqbal @DrJavedHomeo
E-MAIL US drjaved_malik@yahoo.com drjaved.iqbal

4 ڈاکٹر منصور احمد اعوان کا خط

حکیم ڈاکٹر منصور احمد اعوان لاہور سے لکھتے ہیں:

محترم جناب ڈاکٹر مشتاق احمد علی محمد صاحب!

السلام علیکم !اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے۔

"ہومیو پیتھی موجود علم کی روشنی۔۔۔۔" حرف بہ حرف پڑھی اور مستفید ہوا۔ ماشاء اللہ اتنی خوبصورت کتاب (جس میں جناب نے ہومیو پیتھی کے علم سے روشناس کرانے کی بہت عمدہ اور مدلل کوشش کی ہے) شائع کرنے پر (اعلیٰ سفید کاغذ، بہترین پرنٹنگ، مضبوط بائنڈنگ) بہت بہت مبارک قبول فرمائیں۔ بہت اچھی کوشش، زبردست خوب بہت خوب۔

ڈاکٹر صاحب! آپ نے ہومیو علاج سے معجزانہ شفاء کا ذکر کیا ہے۔ (دیکھیے مضمون؛ مصنف کا پس منظر) اسی طرح ڈاکٹر کاشی رام نے میٹریا میڈیکا کے ابتدائی صفحات میں غالباً 1908 کا ذکر کیا ہے کہ خونی بواسیر کا مرض لاحق ہو گیا تھا۔ بہت علاج کروانے کے بعد کلکتہ ڈاکٹر سی پی موندرا سے ہومیو پیتھی کی دو گولیاں زبان پہ رکھنے سے شفایاب ہو گیا پھر پنجاب لوٹ آیا مگر ہومیو پیتھی میں انٹری ہو گی۔ "خیال تخلیقی توانائی کا لازوال سرچشمہ" میرے خیال میں کتاب ہذا کا Master Piece ہے۔ فارمیسی بنانے کا MM طریقہ بہت سادہ اور آسان اور قابل عمل ہے۔ البتہ تسبیح بہتر ہے۔ ڈرگز سے ماوریٰ Drug Free Treatment بہت اچھی تحقیق اور معلوماتی ہے۔ مختصرات، Message Medicine, Synergy آپ کے الفاظ کہ تمام قدرتی امراض جو قدرتی وجوہات سے پیدا ہوتے ہیں وہ MM سے قابل شفا ہیں۔ (دیکھیے مضمون؛ مختصرات)، ڈاکٹر صاحب آپ کا تحقیقی مقالہ بہت بڑی نیکی ہے مخلوق خدا پر۔

بطور قاری معذرت کے ساتھ چند پروف ریڈنگ کی اغلاط اور دیگر درستی کیلئے اگر ممکن ہو تو نئے ایڈیشن میں ترمیم فرمالیجئے گا۔ بہت شکریہ۔ جزاک اللہ

والسلام

عاجز، دعاگو

حکیم وڈاکٹر منصور احمد اعوان

ناز ٹاؤن، لاہور

13-09-2024

5 ماہنامہ معالج ستمبر 2025ء میں شائع ہماری کتاب پر تبصرہ

ڈاکٹر صاحب کی مشاہدات / نظریات

ہومیوپیتھک ڈاکٹر بنارس خان اعوان (واہ کینٹ)

قومی کونسل برائے ہومیوپیتھی پاکستان (NCH) جو ملک میں ہومیوپیتھی کی نمائندہ اور ریگولیٹری باڈی ہے، بدقسمتی سے آج تک علمی و تحقیقی میدان میں کوئی قابلِ ذکر کردار ادا نہ کر سکی۔ نہ تو اس ادارے نے کسی سائنسی یا تحقیقی بنیاد پر کوئی ریسرچ پراجیکٹ شروع کیا، نہ کسی تحقیقی مقالے کو فروغ دیا اور نہ ہی جدید سائنسی تقاضوں کے مطابق ہومیوپیتھی کی افادیت کو دنیا کے سامنے پیش کیا۔ افسوسناک حقیقت یہ ہے کہ آج تک اس ادارے کے تحت کوئی مستقل علمی جریدہ جاری نہیں ہو سکا جو کم از کم ہومیو پیتھک طلباء اور پریکٹیشنرز کے لئے علمی رہنمائی فراہم کرتا۔

مزید دکھ کی بات یہ ہے کہ نیشنل کونسل کے پاس آج بھی کسی باقاعدہ لائبریری، یا ریسرچ سینٹر کا وجود نہیں۔ حالانکہ ایک تعلیمی ادارے کا پہلا ستون کتاب اور تحقیق ہی ہوتا ہے۔

یہ صورتِ حال ہومیوپیتھی کے مستقبل کے لئے لمحۂ فکریہ ہے۔ وقت آگیا ہے کہ اہل علم ہومیوپیتھس اس خاموشی کو توڑیں، اور اس ادارے کو محاسبہ، بہتری اور فعال علمی کردار کی طرف مائل کریں۔ ورنہ ہم صرف رجسٹریشن باڈی تو رہ جائیں گے، علم و تحقیق کا مرکز کبھی نہیں بن سکیں گے۔

کیا ہانیمن کے اصول پرانے ہو چکے؟

اکثر ہومیوپیتھک حلقوں میں یہ آواز سنائی دیتی ہے کہ:

"یہ 2025ء ہے، ہانیمن کا زمانہ پرانا ہو چکا، ہمیں نئی تحقیق کو اپنانا چاہیے۔

ہمیں سائنس کی روشنی میں ہومیوپیتھی پر کام کرنا چاہیے۔"

اسے ثابت کرنا چاہیے۔" بظاہر یہ بات معقول لگتی ہے کیونکہ ہر علم ترقی چاہتا ہے، لیکن سوال یہ ہے: نئی تحقیق ہے کہاں؟ کیا واقعی ہم نے ایسا کوئی نیا، مکمل، تحقیق شدہ اور تجربات سے ثابت شدہ نظریہ پیش کیا ہے جو ہانیمن کے فلسفے کا متبادل بن سکے؟

بدقسمتی سے، آج جو کچھ نئی تحقیق کے نام پر سامنے آرہا ہے، وہ اکثر کسی ایک فرد کا ذاتی فلسفہ ہوتا ہے، نہ وہ کسی بین الاقوامی سطح پر تسلیم شدہ پلیٹ فارم پر پیش کیا گیا نہ کسی میڈیکل یونیورسٹی نے اسپانسر کیا، نہ اس پر کوئی تحقیقاتی مقالہ شائع ہوا، اور نہ ہی کسی معتبر طبی جریدے نے اسے قبول کیا۔ ایسے میں اگر وہ شخص اپنے کلینک میں بیٹھ کر ایک نیا قانون یا نظریہ جاری کر دے، اور ہم بغیر سوچے سمجھے اسے قبول کر لیں تو یہ نہ صرف غیر سائنسی رویہ ہے بلکہ ہانیمن کے قائم کردہ اصولوں کی کھلی خلاف ورزی بھی ہے۔

6 اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ قانون بناتے ہیں، سائنسدان دریافت کرتے ہیں

جناب ڈاکٹر بنارس خاں صاحب

معرفت

ایڈیٹر ماہ نامہ معالج جناب محترمہ فرزانہ صدیقی صاحبہ

اسلام علیکم!

ماہ نامہ معالج شمارہ ستمبر 2025ء میں ڈاکٹر بنارس خاں صاحب نے اپنے مضمون "ڈاکٹر صاحب کے مشاہدات / نظریات" میں ڈاکٹر اور کتاب کا حوالے دیئے بغیر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چونکہ میں نے ہینی مین کے نظریات کی تعبیر و تشریح بعنوان "آواز ہومیو پیتھی" لکھی ہے اور قرین قیاس یہی ہے کہ یہ تنقید میرے خیالات پر کی گئی ہے۔ اس لئے میں آگے بڑھ کر اٹھائے گئے سوالات پر اپنی رائے دے رہا ہوں۔ اگر مناسب سمجھیں تو اس کو ماہ نامہ معالج میں شائع فرمادیں۔

مجھے خوشی ہے کہ کوئی تو "حب ہینی مین" میں بولا۔ میرے پیارے ڈاکٹر بنارس صاحب میں بھی آپ کی طرح کلاسیکل ہومیو پیتھی کا پرستار ہوں اور سمجھتا ہوں کہ پوٹاینسی میڈیسن، قدرتی علاج کی ایک توسیع ہے اور بعض امراض سے شفا کا واحد حل۔ لیکن ہومیو پیتھی سے تمام امراض کی شفا نا ممکن ہونے کی وجہ سے یہ طریقہ علاج بھی باقیوں کی طرح ادھورا طریقہ علاج ہے اور سب کو مل کر ایک مکمل علاج بنانے کیلئے مل جانا چاہیے۔ میں اس کو Synergy کہتا ہوں۔

ہینی مین کے وقت میڈیکل علم صرف قیاسی علم تھا اور یہ تجرباتی علم ہینی مین کی پروونگ کے بعد بنا۔ اس وقت وٹامنز، منرلز، ہارمونز، مدافعت، گردش خون، بیکٹریا، وائرس، فنگل اور ہزاروں وجوہات مرض کا علم تھا ور نہ ہی انسانی اعضا کی کم کردگی سے پیدا ہونے والے علم کا کچھ پتا تھا۔ لہٰذا بہت سے امراض، جنہیں ہینی مین کرانک یالا علاج کہتا ہے وہ اب سب قابل علاج ہیں۔ ہینی مین کے میازم بہت سے

سابقہ امراض کے باقی ماندہ اثرات ہیں۔ اگر سفلس اور سوزاک کے جراثیم باقی ماندہ اثرات چھوڑ سکتے ہیں تو T.B، ٹائیفائیڈ، خسرہ اور چیچک وغیرہ کے امراض کیونکہ مابعد اثرات نہیں چھوڑتے ہوں گے۔ میرا مضمون پڑھ کر فیصلہ کیجئے کہ موجودہ معلومات کے دور میں ہینی مین کی میڈیکل بصیرت کہاں کھڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ (قدرت / نیچر) نے صرف ان امراض سے شفا کی مدافعت جسم میں پیدا فرمائی جن امراض کو اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے انسانی جسم کی صفائی کیلئے خود پیدا فرمایا تاکہ انسان مقررہ وقت تک زندہ رہ کر اپنی کردار سازی کر کے قیامت کے مواخذے کیلئے اپنے آپ کو تیار کرے۔ انسان جو امراض، بد پرہیزی، ناورزشی اور ٹینشن سے خود لگاتا ہے ان کا علاج اپنی کوشش سے خود کرے۔ ہومیو پیتھی مدافعتی اعضاء کو اکسا کر شفا کے نامکمل عمل کو آگے بڑھاتی ہے۔ ہومیو پیتھی صرف قدرتی امراض کا علاج کرتی ہے۔ خود پیدا کردہ (Self-Inflicted Wounds) کو ایلو پیتھی کیلئے چھوڑتی ہے۔ اس سے ہی دونوں کے ادھورے ہونے کا احساس ہوتا ہے۔

ہینی مین کے نظریات ثابت شدہ قانون نہیں بلکہ مفروضہ ہیں۔ اس نے پروونگ سے نتائج اخذ کرتے ہوئے جسمانی مدافعتی عمل کو نظر انداز کر دیا۔ بیماری سے مماثل دوا، متضاد رد عمل سے بیماری دور کرتی ہے۔ ملیریا کا زہر ایک حیاتیاتی زہر (Biological Poison) ہے۔ اس کو سنکونا کے (Botanical Poison) سے تلف کرنا ایک کیمیکل عمل ہے۔ ایک زہر دوسرے زہر کا تریاق ہے۔ اس عمل کو دو یکساں چارج رکھنے والے مقناطیسوں کے بھگاؤ رد عمل سے موازنہ کرنا غلط مفروضہ ہے۔ شفائی عمل کیمیکل بائیولوجیکل اور ہارمونل رد عمل ہے۔

ہینی مین کا نظریہ قوت حیات اس کے مذہبی ماحول سے اخذ کردہ ناقص معلومات پر مبنی ہے جو قوت خود بیمار ہو جائے وہ کیا خاک شفا دے گی۔ ہم نے اپنی کتاب میں بتایا ہے کہ لاشعور ذہن دماغ کے Hypothalamus کو اکسا کر مدافعت کی ابتدا کرتا ہے اور یہ سارا عمل نیورو سگنلز سے انجام پاتا ہے۔ ہومیو ادویات بھی ہائپو تھیلمس پر Act کر کے شفا کا عمل مکمل کر کے شفا دیتی ہیں، جس سے پتا لگتا ہے کہ ہومیو ادویات بھی علامات مرض کے سگنلز ہیں۔ ہم نے تجربات سے ثابت کیا کہ دوائی کے نام کے آواز سگنلز سے ''آواز دوا'' بنا کر شفا حاصل کی جا سکتی ہے۔ جس دوا کو بنانا چاہیں اس کے نام کو اونچی آواز میں کم از کم 100 بار پکار کر آواز سگنلز کو پانی میں جذب کر لیں۔ یہ پانی کمرشل دوا کی طرح کام کرے گا۔ برائے مہربانی تفصیل ہماری کتاب میں مطالعہ فرمائیں۔

ہنی مین کا میٹریا میڈیکا ہومیو پیتھی میں ایک لازوال تصنیف ہے اور صدیوں تک زندہ رہے گی۔ آرگینن، میٹریا میڈیکا کی تشریح ہے اور ہر تشریح وقت کے علم کے ساتھ تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ آرگینن کے مضامین کو نئے علوم کی روشنی میں پرکھنے کی ضرورت ہے۔ ہنی مین کی عظمت کی ستائش سر آنکھوں پر لیکن آنکھیں کھلی رہنی چاہیں۔ جو تشریح دو صدیوں قبل لکھی گئی تھی اس پر نظر ثانی کی ضرورت ہے اور اس ضرورت کا احساس ہنی مین نے اپنے کام اور پریکٹس سے خود دلایا۔ اس نے جرمنی میں قیام کے دوران آرگینن کے 5 ایڈیشن چھاپے۔ چھٹا ایڈیشن اس کی وفات کے 80 سال بعد امریکہ میں بورک نے پرنٹ کیا۔ ہر نئے ایڈیشن میں سابقہ معلومات کی درستگی سے ہمیں سکھایا گیا کہ اگر نئے تجربات سے سابقہ نتائج ثابت نہ ہو سکیں تو ان کو ترک کر دیں۔ جو اصول ہر چند سال بعد بدلے جائیں کیا ان کو اصول کہا جا سکتا ہے؟ پاکستان میں ہم چھٹے ایڈیشن کی معلومات کو نظر انداز کر کے پانچویں ایڈیشن کو سینے سے لگائے "یا ہنی مین، یا ہنی مین" کی رٹ لگانے میں کتنے حق بجانب ہیں۔ جو اصول خالق خود چند سال بعد تبدیل کرتا ہو ہم ان کو کیونکر اصول کہہ سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالَہٗ (قدرت / نیچر) قوانین بناتے ہیں۔ انسان ان قوانین کو دریافت کرتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالَہٗ کی سائنس کی انسان کے ہاتھوں دریافت ہے۔ ہنی مین نے کوئی نیا قانون شفا دریافت نہیں کیا بلکہ قدرتی قانون شفا کی غلط تعبیر سے خود بھٹکا اور اوروں کو بھی بھٹکایا۔ جسم میں باڈی (جراثیم) اور اینٹی باڈی (مدافعت) عملیات کے بعد کیا کسی اور ثبوت کی ضرورت رہ جاتی ہے کہ شفا بضد سے ہے نا کہ بلمثل سے۔ ہنی مین سچ کی مخالف سمت کھڑا ہے۔

میرے پیارے عزیز القدر خاں صاحب! آپ جانتے ہیں کہ ہومیو ادویات میں مادہ / کیمیکل نہیں ہوتا۔ اس کے باوجود یہ شفا کیونکر دیتی ہیں؟ ہومیو پیتھس گذشتہ ایک صدی میں اس کا جواب نہیں دے سکے۔ اس وجہ سے کئی ممالک میں ہومیو پریکٹس پر پابندی لگی۔ ہم اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالَہٗ کے شکر گزار ہیں کہ اس نے راہ نمائی فرمائی اور اس نے عالمی سطح کے اعتراض کا جواب دینے کی سعادت اپنے اس ناچیز، کم مایہ، کم علم اور گمنام شخص کو عطا فرمائی کہ ہومیو ادویات ، علامات بیماری کے خیال سگنلز ہیں جو مدافعتی اعضا (Immunity Organs) کو اکسا کر متضاد کیمیکلز سے شفا دیتے ہیں۔ ہومیو ادویات کی ماہیت سمجھنے کیلئے ہم 1985ء سے اب تک مریضوں پر تجربات سے حاصل کردہ معلومات سے اپنے ہدف کو حاصل کر کے آگے بڑھ رہے ہیں۔

ہومیو پیتھی ہماری معیشت نہیں بلکہ عشق ہے۔ ہم نے اپنے خیالات کی تصدیق کیلئے بے انتہا تجربات کیے اور ان پر اپنا پیسہ، محنت اور وقت لگایا اور یہ سب کچھ بیٹھے بٹھائے حاصل نہیں ہوا۔ آواز ہومیو پیتھی اور Touch ہومیو پیتھی دو نئی اختراعات ہیں اور دونوں درست ہیں۔ ہو سکتا ہے ہماری تشریح غلط ہو لیکن ہمارے کام کو غلط ثابت کرنا ناممکن ہے۔

ہمارے پیارے بنارس خاں صاحب آپ نے بہت پائے کی بات کی ہے کہ جب تک کوئی تحقیق عالمی جرائد میں شائع نہ ہو اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ عالمی جرائد کو تو ایک طرف رہنے دیں، ہمارے ملک کے میگزین بھی ہمارے خیالات کو شائع کرنے سے کتراتے ہیں۔ کیونکہ ان کی معیشت ہومیو پیتھی سے جڑی ہے وہ کیونکر اپنے پاؤں کو زخمی کریں گے۔ میری تحقیق کو شائع کرنے اور Promote کرنے کی راہ میں جذبہ حسد کار فرما ہے۔ نہ ملکی ہومیو پیتھس میں فراخ دلی ہے اور نہ عالمی برادری چاہتی ہے کہ کوئی جاندار علمی کام پاکستانیوں یا مسلموں سے منسوب ہو۔ ہم نے اپنا کام کئی جگہ بھیجا لیکن اس کے بعد کسی نے جواب دینا گوارہ نہیں کیا۔ اب ہمارے پاس کوئی چارہ نہیں کہ کتاب خود شائع کریں۔ جرائد میں بے شمار غلط ریسرچ شائع ہوئی ہے اراس کی تردید بھی۔ لہٰذا میرے خیالات کو اس وجہ سے رد نہ کریں کہ یہ کسی علمی جریدے میں نہیں چھپے۔ ہماری کتاب ورق گردانی سے نہیں بلکہ سنجیدگی سے مکمل پڑھیں۔ اس میں بہت کچھ نیا علم ہے۔

ڈاکٹر مشتاق احمد علی محمد

19 ستمبر 2025ء

7 بنام ڈاکٹر علیم الحق (کوئٹہ۔اسلام آباد) کا تبصرہ

ڈاکٹر مشتاق احمد علی محمد صاحب کی جانب سے محبت بھرا علم سے بھرپور کتاب کا تحفہ ملا۔۔۔۔

مشتاق احمد علی صاحب سے ویسے تو میرا کوئی تعلق نہیں رہا انہوں نے کتاب بھیجنے کی خواہش ظاہر کی تو اب جب یہ کتاب میرے سامنے آئی اور اسے دیکھنے کے بعد احساس ہوا کہ میں جو اتنے سالوں سے اپنی تحریروں میں سائنس ہومیو اور اسلام تینوں کے امتیاز سے بات کرنے سمجھانے کی کوشش کرتا تھا وہ مشتاق احمد علی صاحب نے بخوبی کتابی شکل میں اکھٹی کی جس کو دیکھ کر میں حیرت بھی ہوئی کہ ایسا علم دوست بند اکیسے ہماری نظروں سے او جھل خاموش بیٹھا ہے۔۔۔۔ اصل میں ہمارے معاشرے میں کاپی پیسٹ ڈاکٹرز کو تو بہت ہم واہ واہ کرتے ہیں جنہیں آتا جاتا کچھ نہیں اور ایسے علم کے پیکر کو ہم پوچھتے بھی نہیں۔۔۔۔ میں ڈاکٹر صاحب کو نہ ذاتی حیثیت میں جانتا ہو نہ ویسے میر اواسط ان کی بس اس کتاب اور اس کتاب میں سموئے علم کو دیکھ کر ہو یا جو سائنس کو بخوبی جانتا سمجھتا ہے پی ایچ ڈی کیمسٹری تو جب ایسے علم والے ریسرچ کی بنیاد پر ہومیو پر کام کرتے ہیں تو ان کا کام قابل ستائش ہوتا ہے اور میں ڈاکٹر مشتاق صاحب کو سلام پیش کرتا ہو ان کے اس کام پر۔۔۔۔ اور ان کی سمجھداری دور اندیشی اور فہم کا اندازہ اس بات سے بھی لگا سکتے ہیں کہ کتاب کو انہوں نے انگلیش اور اردو سمجھنے والے دونوں کو ٹارگٹ کیا جنہیں انگلش سمجھ بہتر آتی ہے ان کیلئے انگلش کے چیپٹر رکھیں جنہیں اردو میں بات سمجھنا آسان ہو ان کیلئے اردو کے چیپٹرز ہیں۔۔۔ کمال کام کی ہے اور میں انہیں سلوٹ پیش کرتا ہو گو کہ میں نے کافی ٹائم سے ارٹیکلز لکھنا بند کیا ہو یا ہے کہ یہاں صرف نسخہ ٹوٹکا سیکھانے اور سیکھنے والوں کا راج ہے نئے راستوں کی تلاش تجربات مشاہدات نہیں بس لکیر کے فقیر والی پریکٹس پسند کرنا تو یہ سب دیکھ کر میں نے کافی ٹائم سے لکھنا چھوڑا ہو یا ہے مگر مشتاق صاحب کا کام دیکھ کر ان کے کام کو ان کی آواز کو ان کی سوچ کو آگے بڑھانے کیلئے آج یہ تحریر لکھی ہے جو نسخے ٹوٹکوں کی تلاش میں ہیں ان کیلئے یہ کتاب نہیں جو ہومیو پیتھی کو سائنس اور اسلام کی رو سے سمجھنا چاہتے ہیں فلاسفی جس پر ہومیو کھڑی ہے اس کو سائنس اور دین کی نظر سے دیکھنا چاہتے ہیں یہ کتاب ان اہل علم کیلئے ہے اور وہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ہومیو پیتھ ڈاکٹر علیم الحق کوئٹہ، اسلام آباد
0343 – 8190007

حصہ اوّل

اللہ جل جلالہٗ اور انسان

میڈیکل سائنسز یہ سمجھتی ہیں کہ انسان، جانوروں کی ایک ارتقاء پذیر شکل ہے اور جانوروں پر کئے گئے تجربات سے حاصل کردہ نتائج انسان پر لاگو کر کے کئی بنیادی غلطیاں کر رہے ہیں۔ وہ اس حقیقت کو نظر انداز کرتے ہیں کہ انسان ایک صاحب ارادہ مخلوق ہے جسے کسی خاص مقصد کیلئے تخلیق کیا گیا ہے۔ اس کی ایک دوسری زندگی بھی ہے۔ اس کو قصداً بیمار کر کے اس کے جسم اور نفس کی صفائی، جسم میں ودیعت شدہ نظام مدافعت سے کر کے اس کو صحت مند رکھا جاتا ہے تاکہ وہ صحت مند رہ کر اپنی سرگرمیوں سے اپنی شخصیت کی تکمیل کر سکے۔ انسان میں متعدد جذبات ودیعت کئے گئے ہیں اور ان جذبات سے اس کی بلڈ کیمسٹری اور علامات تبدیل ہو کر بیماری پیدا ہوتی ہے۔ جبکہ جانوروں میں جان بچانے کیلئے بھاگ دوڑ، مرنے، مارنے کے علاوہ کوئی جذبہ نہیں۔ اس وجہ سے جانوروں کا انسان سے کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی ان میں انسانوں جیسی بیماریاں ہیں۔ آنے والے مضامین میں انسان کیلئے ایک ماڈل تجویز کیا گیا ہے جو ڈارون سے مختلف ہے۔

اس کتاب میں تجویز کردہ ”انسان کے ماڈل“ میں نفس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ روح جب مادی لبادہ اوڑھتی ہے تو نفس بنتا ہے۔ نفس، جسم کا برقی عکس (Electronic Image) اور زندگی ہے۔ نفس روزمرہ سرگرمیوں اور طرز عمل سے اپنی شخصیت کی تعمیر اللہ تعالیٰ جل جلالہٗ کی پسند کے مطابق کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ نفس، اندرونی اور بیرونی صحت دشمن عناصر سے بیمار ہوتا ہے اور ذہن کی شفائی کوششوں سے صحت یاب ہوتا ہے۔ ذہن جسمانی نظام کو کنٹرول کرتا ہے اور ذہن، عقل، فہم اور فراست کا مرکز ہے۔

جبکہ ڈارون اور ہینی مین کے ماڈل میں نفس کو قوت حیات کہتے ہیں۔ قوت حیات کا شخصیت سازی میں کسی کردار کا ذکر نہیں کیا جاتا۔ جانوروں کی طرح قوت حیات جسم کی محافظ اور جسمانی نظام چلاتی ہے۔ قوت حیات، اندرونی اور بیرونی صحت دشمن عنار کے حملے سے بیمار ہوتی ہے اور ہومیو دوائی کے شفائی اثرات سے متحرک ہو کر صحت بحال کرتی ہے۔ اس ماڈل میں ذہن، فہم وفراست اور جذبات کا ماخذ ہے۔ اس کتاب میں نفس اور قوت حیات کا کئی مقامات پر تقابلا کر کے بتایا گیا ہے کہ قوت حیات کا تصور ناقص ہے جبکہ نفس کے تصور میں بہت وسعت اور حقائق زندگی سے قربت ہے۔

8 قرآن کا انسان اور ڈارون کا انسان

کالج‘ یونیورسٹی اور جنرل ریڈنگ میں ڈارون کے خیالات کی بس میں ایک جھلک ہی دیکھ پایا کہ ”زندگی ایک تسلسل سے درجہ بدرجہ آگے بڑھ رہی ہے اور یہ زندگی اپنے ماحول سے متاثر ہو کر اپنے میں تبدیلیاں پیدا کر کے اپنے آپ کو اپنے ماحول سے ہم آہنگ کر لیتی ہے اور صرف وہی نوع (Species) زندہ رہتی ہے جو مقابلے میں زیادہ قوی ہوتی ہے اور یہ کہ زندگی کا ارتقا ایک خلیہ (Cell) سے مختلف جانوروں میں تبدیل ہو کر بندر سے بن مانس (Ape) سے ہوتا ہوا انسان کی تکمیل تک پہنچ کر اختتام پذیر ہوا ہے۔ اور انسان ”اشرف المخلوق“ ہے۔ اور اب مزید ارتقا نہیں۔“

ڈارون نے زندگی کے صرف مادی پہلو کا ذکر کیا اور زندگی کے غیر مادی پہلو‘ جو زندگی کا منبع ہے کو نظر انداز کر کے اپنی تھیوری کے یک سمتی ہونے کا ثبوت دیا۔ ہماری زندگی، ہماری دنیا اور ہماری کائنات کی دو سطحیں، دو رخ یا دو پہلو ہیں۔ ایک غیر مادی‘ روحانی، خیالی اور پیمائش سے ماورا۔ دوسرا مادی‘ نظر آنے والا، محسوس ہونے والا اور قابل پیمائش رُخ۔ یہ دونوں رُخ آپس میں جڑے ہوئے ہیں جیسے روشنی اور سایہ۔

دونوں ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں اور معاملات ایک رُخ سے دوسرے اور دوسرے سے پہلے رُخ منتقل ہوتے رہتے ہیں (Vice Versa)۔ خالق کائنات نے تخلیق سے پہلے اپنے منصوبے کی تمام جزئیات، پیدائش سے موت کا سفر اشیاء کے خواص و فوائد آپس میں ایک دوسرے سے تعلقات کی نوعیت وغیرہ خیالات کی سطح پر پہلے سے طے کر لی تھیں۔ ہر شے کو اس کی فطرت اور جبلت (Instinct) عطا کر کے روحانی وجود میں سمو دیا۔ ہر شے کے روحانی وجود کو مکلف کر دیا کہ اپنی جان، خوراک اور جنسی جذبے کی حفاظت خود کرے گا۔ ہر شی کی پہچان، شناخت، خصائل اور جذبہ زندگی وغیرہ پہلے سے طے روحانی وجود میں رکھ دیا گیا ہے۔ کوئی شے اپنی شناخت خود تبدیل نہیں کر سکتی۔ ”کُن“ کہنے سے ہر شے پہلی سطح کے روحانی وجود میں آناً فاناً آگئی۔

ان روحانی / خیالی وجودات کو دنیا میں مختلف حصوں / خطوں میں پانی کے ذخیروں کے قریب اُتار دیا گیا کہ مادی وسائل اور ماحول کے مطابق اپنا وجود مکمل کریں۔ یہی ارتقا ہے۔ "کُن" سے پیدائش تخلیق ہے اور مادی وسائل سے آہستہ آہستہ بڑھوتی ارتقا۔ اس تھیوری کا سب سے بڑا ثبوت حضرت عیسیٰؑ کی "کُن" کہنے سے مادر رحم میں تخلیق اور 9 ماہ کے حمل سے ارتقا کے ایک حصے کی تکمیل ہے۔ ارتقا وقت لیتا ہے جبکہ تخلیق آناً فاناً ہوتی ہے۔ مادی وسائل اور ماحول کے اختلاف کی وجہ سے مختلف خطوں میں پروان چڑھنے والوں کے جسمانی خدوخال میں اختلاف ظاہری ارتقا ہے۔ اندرونی ارتقا ذہنی اور نفسی (جبلتوں) قوتوں کی اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی طرف سے عطا ہے۔ ذہنی اور نفسی قوتیں خود بخود نہیں بڑھتیں بلکہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ ان میں خود کمی / بیشی کرتے ہیں یعنی سارا کنٹرول اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کے ہاتھ سے روحانی / خیالی وجود میں تبدیلی سے جسم میں خود بخود تبدیلی آجاتی ہے۔ کوئی جسم اپنے آپ کو خود تبدیل کر کے اپنی ماہیت نہیں بدل سکتا۔ کوئی بندر سے بن مانس نہیں بن سکتا۔ جو شے جس نوع میں پیدا کی گئی اس نوع میں جسمانی تبدیلیوں سے ارتقائی سفر طے کرتی ہے۔ خیالی وجود ہی اصل ہے۔ اور مادی وجود اس کا پرنٹ، فوٹو کاپی یا Replica ہے۔ مادی وسائل اور ماحول اور جسمانی سرگرمیوں سے زندہ اجسام کا حجم / وزن، خدوخال، ظاہری حسن اور صحت میں اضافہ ہوتا ہے اور جسم کو جلا ملتی ہے۔ ہر شے اپنے نوعی وجود میں ہی ارتقا کرتی ہے یعنی جو انسان پیدا ہوا۔ وہ انسانی وجود میں ارتقائی منازل طے کرتا ہے۔

یہ کائنات اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے انسان کو خلیفۃ الارض (مینجر) بنانے کیلئے تخلیق کی۔ خلیفہ میں بھی ویسی الٰہیاتی صفات ہونی چاہئیں جیسی اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی۔ یعنی خلیفہ کو اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کا عکس Image ہونا چاہیے۔ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کسی بندر۔ بن مانس (Ape) اور سور کو اپنا جانشین بنانے سے رہا۔ چاہے جتنی مرضی کوشش اور وقت صرف کر لیں۔ جانوروں میں عقل، شعور اور ذہن کا ارتقا یا پیدائش نہیں ہو سکتی۔ ذہن، عقل اور شعور اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ کی عطا ہے۔ یہ ارتقا سے نہیں ملتے۔ کروڑوں سال کا ارتقا کسی جانور میں ذہنی صلاحیت نہیں پیدا کر سکتا۔ یہ ایک فرسودہ سوچ ہے کہ انسان Ape سے ارتقا کر کے بنا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ جَلَّ جَلَالَہٗ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ سے ناراض ہو کر حکم دیا کہ "ذلیل بندر اور سوٗر بن جاؤ۔" اس حکم سے ان کا انسانی شعور، ذہن اور عقل آناً فاناً چھین کر ان کو Ape بنا دیا گیا۔ ان کے جسم تو انسانی ہی رہے لیکن روحانی / ذہنی / شعوری شناخت سے ان کو محروم کر دیا گیا۔ حوالے کیلئے ملاحظہ ہوں متعلقہ آیات قرآنی کا ترجمہ۔

”میں نے ان لوگوں کی نشان دہی کر دی جن پر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا غضب ٹوٹا جس
سے وہ بندر اور سور بنا دیئے گئے۔“ (آیت65: سورہ2)

”جنہوں نے سبت کا قانون توڑا تھا ہم نے انہیں کہہ دیا کہ بندر بن جاؤ اور ایسی
حالت میں رہو کہ تم پر ہر طرف سے دھتکار اور پھٹکار ہو۔“ (آیت65: سورہ2)

”پھر جب وہ پوری سر کشی کیساتھ وہی کام کئے گئے جن سے انہیں منع کیا گیا تو
ہم نے کہا بندر بن جاؤ۔ ذلیل بندر“ (آیت166: سورہ7)

اس حالت میں رہنے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ وہ Ape کی صورت زندہ رہ کر اپنی نسل کو آگے بڑھائیں۔ اغلباً Ape کی انسان سے مشابہت نے ڈارون کو غلط راہ دکھائی۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر تخلیق کائنات، انسان اور آدمؑ کا اشارہ ذکر ہے۔ بہت سی جگہیں خالی ہیں، جنہیں صرف قیاس سے ہی پر کیا جا سکتا ہے۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کی تخلیق باقی جانداروں سے مختلف انداز میں کی گئی۔ باقی جاندار پانی سے بنائے گئے جبکہ انسان کی تخلیق مٹی سے کی گئی۔ انسان کا وجود بھی باقی جانداروں کی طرح دو سطحی ہے جس کو بعد میں ذہن کی عطا سے تین سطحی کر دیا گیا۔

انسان کو ”تخلیق کا تاج(Crown of Creation)“ یا ”اشرف المخلوقات“ کہہ کر زمین کی خلافت اس کے سپرد کرنے سے پہلے اس کی ذہنی اور جبلتی صلاحیتوں میں اضافہ کرنے کیلئے مادی علوم عطا کئے گئے۔ انسان کے جسمانی ارتقا اور ذہنی عطا کا ذکر / حوالہ قرآنی آیات سے دیا جا رہا ہے۔

”کیا انسان پر لامتناہی ایسا زمانہ گزرا ہے جس میں وہ کوئی قابل ذکر شے نہیں
تھا۔“ (76:1)

اس آیت میں انسان کے ابتدائی دور کی بات کی گئی جب وہ باقی جانداروں کی طرح ناقابل ذکر تھا۔ اس کا جسم بالوں میں ڈھکا ہوا تھا۔ وہ صرف پھلوں پر گزارہ کرتا تھا۔ ابھی آگ، لباس، ہتھیار وغیرہ ایجاد نہیں ہوئے تھے۔ ایک ہی نوع کے جانور آپس میں مل کر رہتے تھے جبکہ انسانوں کے گروہ ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے تھے۔ اس وقت کے انسان کی جبلتیں (Instincts) بھی باقی جانداروں سے زیادہ تھیں جس کی وجہ سے وہ غصیلہ، لڑاکا، جھگڑالو، ضدی، حریص، جلد باز اور دوسروں سے آگے بڑھ کر

زیادہ حاصل کرنا چاہتا تھا۔ وہ اب بھی ویسا ہی ہے اور یہ ثبوت ہی کافی ہے کہ انسان نے انسان رہتے ہوئے ہی ارتقا کا سفر طے کیا ہے۔

"پھر اس وقت کا تصور کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو انہوں نے عرض کی کہ کیا آپ اس میں کسی ایسے کو مقرر کرنے والے ہیں جو اس کے انتظام کو بگاڑ دے اور خون ریزیاں کرے۔ آپ جل جلالہ کی حمد و ثناء کے ساتھ تسبیح اور تقدیس تو ہم کر ہی رہے ہیں۔ فرمایا میں جل جلالہ جانتا ہوں۔ اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے آدمؑ کو ساری چیزوں کے نام سکھائے۔" (2:31-33)

فرشتوں کے اعتراض سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ انسان کہ لڑنے جھگڑنے کی خصلت سے آگاہ تھے۔ وہ اللہ جل جلالہ کی انسان کی طرف التفات سے سمجھ گئے تھے کہ انسان ہی خلیفہ بننے والا ہے۔ اللہ جل جلالہ نے انسان کو سربلندی اور سرفرازی عطا کرنے کیلئے آدمؑ نامی انسان کو اس کے ظاہری، جسمانی خدوخال اور خاموش پُرامن شخصیت کی وجہ سے منتخب کر کے چیزوں کے نام سکھائے۔ یعنی اس کو دنیا میں موجودات کا علم سکھایا تاکہ جن اشیا سے اس نے کام لینا ہے ان کے بارے میں وہ جان لے۔ اور اس علم کو محفوظ کرے اور بوقت ضرورت سوچ و بچار سے اس علم سے استفادہ کرے۔ ہمارے زمانے تک کی تمدنی ترقی اسی ذخیرہ علم سے کشیدہ معلومات سے ممکن ہوئی ہے۔ اور اس علم کو محفوظ کرنے کیلئے اس کو ذہن / عقل / شعور عطا کیا گیا۔ اس کے علاوہ اس علم سے کام لینے کیلئے اس کو مزید جبلتیں (جذبات) عطا کی گئیں تاکہ وہ آدمؑ کو اُکسا کر کام پر لگائے رکھیں۔

ذہنی افق اور جبلتوں میں اضافہ "کُن" کہہ کر کیا گیا جبکہ جسمانی ارتقا آہستہ آہستہ ظہور پذیر ہوا۔ آدمؑ کے ہم عصر انسانوں اور آدمؑ کے ذہنی اور نفسی تفاوت کی وجہ سے ان کو ہلاک کر دیا گیا۔

"تم اور تمہاری بیوی اس جنت میں رہو اور جس کو تمہارا جی چاہے کھاؤ، مگر اس درخت کے پاس نہ پھٹکنا۔ پھر شیطان نے اُن کو بہکایا تاکہ ان کی شرم گاہیں جو ایک دوسرے سے چھپائی گئی تھیں ان کے سامنے کھلیں اور ان کے ستر کھل گئے اور لگے اپنے جسموں کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے۔"

(7:11,19,26-27)

اغلباً ممنوعہ درخت کا پھل کھانے سے ان کے جسم پر موجود بال گرنے سے ان کے ستر کھل گئے سے ظاہر ہوتا ہے کہ آدمؑ کے خلیفہ بنائے جانے تک انسان کا جسم باقی جانداروں کی طرح بالوں سے ڈھکا ہوا تھا، انسانی تمدنی اور سائنسی ترقی آدمؑ کو عطائے ذہن کے بعد ہی ممکن ہوئی۔ ورنہ بغیر ذہن کے انسان جانور ہی تھا۔

”جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا سڑی مٹی کے سوکھے گارے سے
ایک بشر پیدا کر رہا ہوں جب میں پوری طرح بنا چکوں اور اپنی روح اس میں
پھونک دوں تو اس کے آگے جھک جانا۔“ (38:76)

آیت میں ارشاد ہے کہ ”جب میں اسے پوری طرح بنالوں“ کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ایک لمبا عرصہ جسمانی انسانی ارتقا میں لگا۔ انسان نے انسانی لبادے میں ہی ارتقائی سفر طے کیا اور اس طویل سفر میں انسان ناقابل تذکرہ شے سے قابل تذکرہ ”اشرف المخلوق“ بن گیا۔ یہ تمام آیات صاف اشارہ کرتی ہیں کہ انسان کا خمیر بطور انسان ہی اٹھایا گیا تھا جو اس کے شرف انسانی پر منتج ہوا۔ انسانی جسمانی ارتقا لاکھوں سالوں میں مکمل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خلیفہ کی سرگرمیوں کیلئے جن کیمیکل اور حیاتیاتی تبدیلیوں کی ضرورت تھی وہ ایک سطح پر آکر رک گئیں یعنی ارتقا رُک گیا۔ ارتقا کو جاری اور بڑھاوا دینے کیلئے روحانی وجود (خیالی وجود) میں تبدیلیاں کی گئیں اور یہ سلسلہ حضرت آدمؑ کو چیزوں کے نام سکھائے جانے تک جاری رہا ہے۔ اس وقت تک جتنے انسان ہلاک ہوئے وہ جانور ہی تھے۔ اس وقت نہ کوئی شریعت تھی اور نہ ہی ان کی کوئی دوسری زندگی ہو گی۔

مٹی سے جانداروں کے ماڈل پر پھونک مار کر زندگی عطا کرنے کا طریقہ صرف حضرت عیسیٰؑ کے معجزوں تک محدود ہے۔ اس طرح جو پرندے اڑے تھے ان کے بارے معلوم نہیں کہ وہ کتنی دور تک اڑے، یا کتنے دنوں تک زندہ رہے۔ کیا انہوں نے اپنی نسل اختلاط سے بڑھائی؟ پھونک سے مٹی کے ماڈل میں زندگی پیدا کرنا اور ایک خلیے (Cell) کے تخلیقی اور ارتقائی سفر سے زندگی پیدا کرنا۔ دونوں اللہ جل جلالہ کے حکم سے ہوئے۔ وہ خالق کائنات ہیں اور جانتے ہیں کہ کونسا کام کب اور کیسے کرنا ہے۔ مٹی کے ماڈل میں زندگی کی بے شمار پیچیدگیوں اور باریکیوں کو سمیٹنا ایک دشوار کام ہے جس میں بے شمار نظام بیک وقت کام

کرتے ہیں۔ ان تمام نظاموں کو آبی جھلیوں (Mucous Membranes) سے علیحدہ رکھ کر اُن کے درمیان مختلف کیمیکلز کی اِدھر سے اُدھر منتقلی ایک مشکل کام ہے۔ اس کے مقابلے میں ایک خلیے (Cell) کو مٹی اور پانی میں آہستہ آہستہ نشوونما دینا کہیں آسان ہے اور تمام نظام درجہ بدرجہ بڑھ کر ایک توازن قائم کرتے ہیں۔ انسان مٹی کا بت بنا کر نہیں بلکہ ایک سیل کے خیالی / روحانی وجود کو کُن کہہ کر پیدا کیا گیا جس نے مٹی / پانی کے آمیزے غذائی اجزاء چوس کر اپنی ارتقائی تکمیل کی۔

انسانی زندگی باقی جانداروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ پیچیدہ اور لطیف ہے۔ انسانی زندگی میں خلیفہ یا نائب بننے کیلئے انتہائی پیچیدہ اعصابی اور ہارمونل نظام کی ضرورت ہے۔ اس وجہ سے انسانی ارتقا میں برسوں لگے۔

تمام جانداروں کی بنیاد ایک سیل (Cell) ہے۔ تمام جانداروں کے خیالی / روحانی / ڈیزائن کُن کہہ کر پیدا کیے گئے۔ ہر جاندار کی ابتداء ایک سیل سے ہوئی جس نے اپنے ڈیزائن کے مطابق نشوونما کے مراحل طے کئے۔ سادہ ڈیزائن جلد مکمل ہو گئے اور انسانی ماڈل کو مکمل ہونے میں زیادہ وقت لگا۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ

1) جانداروں کی تمام انواع نے اپنے اپنے نوع میں رہتے ہوئے ارتقا کیا۔ کوئی نوع کسی دوسری نوع میں نہیں بدلی۔ ہر نوع کی تخلیق (خیال کی سطح) ایک دوسرے سے علیحدہ علیحدہ ماڈل اور ڈیزائن پر ہوئی ہے۔

2) کوئی نوع اپنے ماحول، خوراک اور وسائل سے اپنے آپ کو خود نہیں بدل سکتی۔ ہر تبدیلی کیلئے خیالی ماڈل / روحانی وجود میں تبدیلی کرنا ضروری ہے۔ روحانی وجود کی تبدیلی جسم میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے۔ مادی وسائل اور ماحول سے صرف ظاہری وجود کے وزن، حجم، خدوخال، قدوقامت اور عمومی صحت میں اضافہ ہوتا ہے لیکن کوئی جوہری تبدیلی واقع نہیں ہوتی۔ مادی تبدیلیاں ہر لمحہ اور ہر آن خوراک، ماحول اور سرگرمیوں سے ہوتی رہتی ہیں۔

3) اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے تمام کام درجہ بدرجہ یا آہستہ آہستہ یا معمولی یا حقیر وجود سے بڑی اور عظیم تخلیق میں ظاہر ہوتے ہیں۔ مثلاً جگنو کی مدھم روشنی سے سورج تک۔ مکھی، مچھر یا وائرس کی آواز سے Big

Bang (سورا سرافیل) تک وائرس سے ڈائنوسارس / وہیل مچھلی تک۔ ہائیڈروجن ایٹم سے یورینیم وغیرہ تک۔ یہ سوچ کہ ایک تخلیق دوسری میں آہستہ آہستہ تبدیل ہو رہی ہے صحیح نہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ ہر چیز کی تخلیق پر قادر ہیں۔ انہیں درجہ بدرجہ روحانی ماڈل بنانے سے کوئی چیز مانع نہیں۔ اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ نے ہر شے کا روحانی ماڈل بنا کر اور "کُن" کہہ کر تمام مخلوقات آناً فاناً بیک وقت پیدا کیں جن کو مادی وجود اختیار کرنے میں، اپنے وجود کی پیچیدگی کے مطابق وقت لگا۔

ساری مخلوق، ہوا، پانی، زمین اور سورج کی وساطت اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے جڑی ہوئی ہے۔ تمام انسان اس ہوا سے سانس لیتے ہیں جس میں دیگر جانداروں کی سانس سے باہر پھینکی ہوئی ہوا ہوتی ہے۔ اس طرح تمام انسان "ہوا" کے ذریعے سے آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ اسی طرح تمام انسانوں کا خارج کردہ پیشاب، بارش سے Recycle ہو کر سب پیتے ہیں اور اسی پانی سے زراعت سیراب ہو کر اپنی پیداوار سے سب کے پیٹ بھرتی ہے۔ غرض اس طرح سورج اور زمین سے انسان اور جاندار منسلک ہیں۔

Recycling اور آواگون:

مادی پہلو کے علاوہ تمام انسان اپنے معاشی، معاشرتی، تہذیبی، سیاسی، زرعی، صنعتی، مذہبی، تعلیمی ، دفاعی اور خبری ذرائع سے آپس میں جڑے ہوئے ہو کر ساری دنیا کو ایک گلوبل ویلج بنا رہے ہیں۔ اوپر دی گئی تمام وجوہات ڈارون کی مثبت فکر کی تصدیق کرتی ہیں۔ انسانی سرگرمیوں سے جو کچرا، فضلہ اور گندگی پیدا ہوتی ہے وہ خودکار نظام ری سائیکلنگ (Recycling) سے صاف ہوتی رہتی ہے۔ ایک مخلوق کا فضلہ دوسری مخلوق کی خوراک ہے۔ روزانہ کروڑوں جاندار ہلاک / ذبح ہو کر انسان اور دیگر جانوروں کی خوراک بنتے ہیں۔ ان کے مادی وجود توری سائیکلنگ سے دوسرے وجود میں تحلیل / منتقل ہو جاتے ہیں یا ہوا، پانی، زمین اور سورج انہیں صاف کر دیتے ہیں۔ لیکن کبھی کسی نے ادھر توجہ نہیں دی کہ ان ذبح / ہلاک ہونے والے جانوروں کے روحانی وجود (خیالی وجود) جو زندگی کا جزو لاینفک ہے، کا کیا بنا؟ کیا وہ ہوا میں گھوم پھر رہا ہے یا کسی اور روپ میں جلوہ گر ہے۔ روحانی وجود کے نا نظر آنے کی وجہ سے کچھ قیاس

آرائی مشکل ہے۔ لیکن کائنات میں جاری خود کاریت (Automation) اور قانون علت و معلول (Cause & Effect) پر غور کریں تو لگتا ہے کہ ذبح / ہلاک ہونے کے بعد ان کے روحانی وجود کو کسی آئندہ پیدا ہونے والے کے وجود میں ڈال کر نئی زندگی عطا کرنے کے امکان کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً چکن کے نفس سے چکن، گھوڑے کے نفس سے گھوڑا اور بن مانس کے نفس سے بن مانس۔ یہ امکان اس لئے ہے کہ جانوروں کو کوئی حساب نہیں ہونا اور نہ ان کی کوئی دوسری زندگی ہے اور نہ انفرادیت۔ سب چکن ایک جیسے ہیں اور سب گھوڑے ایک جیسے۔ ان کے ظاہری وزن / حجم / رنگ اور چہرے کے نشانات، ہر علاقے کی خوراک، ماحول یا کچھ اور وجوہات سے ہو سکتے ہیں۔

انسان کے روحانی وجود یا نفس کو موت کے بعد کسی دوسرے پیدا ہونے والے جسم میں منتقلی ناممکن ہے کیونکہ ہر انسان کی ایک انفرادیت ہے جو وہ اپنے اعمال، کردار اور طرز عمل سے پیدا کرتا ہے، یہ اسکی شخصیت ہے اور اسی کا حساب کتاب یوم حشر ہونا ہے۔ لہٰذا موت کے بعد ایک شخص کے نفس کو دوسرے پیدا ہونے والے کے جسم میں منتقل ہونا ممکن نہیں ہے۔

یہ ذہن میں رہنا چاہیے کہ تمام جانوروں کے نفس پیدائش کے وقت ایک سے اور یکساں ہوتے ہیں چونکہ جانوروں کا نفس اخلاق / کردار سے ترقی نہیں کرتا۔ وہ جس حالت میں پیدا ہوتے ہیں اُسی حالت میں ہلاک ہوتے ہیں۔ جبکہ انسان کا نفس وقت کیساتھ اپنے اعمال، اخلاق اور کردار سے ترقی کرتا ہے۔ کسی ترقی یافتہ نفس کو ایک نوزائیدہ بچے میں منتقل کرنا۔ بچے کی شخصیت کو مسخ کرتا ہے اور ترقی یافتہ نفس کو حساب کتاب سے دور رکھتا ہے۔ یہ ناممکن ہے لہٰذا کسی انسان کا دوسرے انسان میں دوبارہ جنم لینے کا کوئی امکان نہیں۔

انسانی شخصیت، جسم، ذہن اور نفس پر مشتمل ہے جس کو ہم ہمارے موبائل فون یا کمپیوٹر سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جسم کمپیوٹر کے ہارڈ ویئر کی طرح ہے۔ بجلی ذہن کی طرح ایک غیر جانبدار قوت ہے جبکہ نفس، سوفٹ ویئر کی طرح ہے۔ آپ بجلی کو جس آلہ میں لگالیں یہ اس آلہ کے سرکٹ کے مطابق کام کرے گی۔ ایک کی بجائے دوسرا Instrument لگالیں بجلی اس میں بھی ایسے کام کرے گی جیسے پہلے میں

کرتی تھی۔ اس سے آواگوں اور تناسخ کے مسئلے کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مرنے کے بعد جسم مٹی میں مل جاتا ہے۔ نفس کو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے حضور لے جایا جاتا ہے جبکہ بجلی یا ذہن کسی اور جگہ استعمال ہو سکتا ہے کیونکہ سب ذہن پیدائش سے لیکر موت تک ایک سے، یکساں ترقی یافتہ ہوتے اور رہتے ہیں۔ ہر ذہن' پیدائش کے وقت سے پوری طرح ترقی یافتہ ہوتا ہے جبکہ نفس، وقت کیساتھ ترقی کرتا اور بڑھتا ہے۔

تمام ذہن ایک ہی طرح کام کرتے ہیں۔ ان کے افعال اور اشغال پیدائش سے لیکر موت تک ایک جیسے ہیں۔ یہ صرف ایک امکان ہے کہ موت کے بعد ایک شخص کا ذہن پیدا ہونے والے بچے میں لگا دیا جائے جیسے بجلی کو ایک آلہ سے دوسرے آلہ میں لگایا جاتا ہے۔

9 میں بیمار کیوں ہوتا ہوں؟

ہمارے ملک میں رائج مختلف طریقہ ہائے علاج نے اپنے تجربات اور مشاہدات کی روشنی میں بیماری، دوا اور شفاء کے درمیان تعلق دریافت کر کے کچھ نتائج اخذ کئے ہیں اور ان نتائج کا تعلق انسانی شخصیت کی تفہیم سے ہے۔ انسان کو صرف جسم تک محدود رکھنے اور انسان کو جسم اور روح کا مجموعہ سمجھنے میں اختلاف سے اخذ کردہ نتائج میں فرق ہے۔ یہ سب کاوشیں قابل قدر ہیں۔ انسانی کوششوں میں ہمیشہ کچھ نہ کچھ خامیاں رہ جاتی ہیں جو بعد میں آنے والوں کو درستگی کیلئے اُکساتی ہیں۔

انسان 'اللہ تعالیٰ جل جلالہ کی نہایت متوازن، خوبصورت اور بہترین تخلیق ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایسی متوازن شخصیت میں بیماری سے مکمل تحفظ کیوں نہیں رکھا گیا۔ جان بوجھ کر یہ جھول کیوں چھوڑا گیا۔ اس راز کو سمجھنے کیلئے تخلیق کائنات، انسان اور آدمؑ پر غور کیلئے قرآن[1] سے رجوع کرنا ضروری ہے۔

قرآن کے مفہوم اور آج تک مجھے یاد سائنسی معلومات کی روشنی میں بیمار پڑنے کی وجوہات پر یہ مضمون تحریر کیا جارہا ہے، جس سے اختلاف کی گنجائش ہے اور ہونی چاہیے۔ اسی اختلافی بحث سے حقائق تک پہنچنے میں مدد ملے گی۔

کائنات کی تشکیل چھ ادوار میں مکمل کی گئی۔ ہر دور لاکھوں سال پر محیط ہے۔ پہلے دور میں نا نظر آنے والی مخلوق (فرشتوں اور ارواح) کی تخلیق ایک ہی مرحلے میں "کُن" کہنے سے خالق کائنات کے منصوبے کے مطابق ہوئی۔ نا نظر آنے والی مخلوق "جنات" کی تخلیق دو مرحلوں میں کی گئی۔ پہلے مرحلے میں خیالی / روحانی وجود تخلیق ہوا۔ جس کی ارتقائی تکمیل آگ سے ہوئی (مختلف انرجیوں (Energies) کا مجموعہ)۔

---

1 اس مضمون کو لکھنے کیلئے درج ذیل آیات قرآن سے راہ نمائی نصیب ہوئی۔
حوالے میں پہلا نمبر سورۃ کا ہے اور دوسرا آیت کا۔
(55:14); (32:7); (23:12); (16:4); (6:2); (38:76); (38:71); (37:11); (7:22); (17:61)

دوسرے دور کی تخلیق میں بے جان مادہ، ریت، پتھر، پہاڑ، عناصر، ہوا، پانی، سمندر، دریا، سیارے، ستارے اور کہکشائیں "کُن" کہہ کر دو مرحلوں میں پیدا کئے گئے۔ پہلے مرحلے میں ہر شے آناً فاناً اپنے خیالی / روحانی یا برقی عکس (اس کی تفصیل کتاب میں آگے آئے گی) میں وجود میں آئی۔ جس نے آہستہ آہستہ مادی لبادہ اوڑھا۔

تیسرے دور میں نباتات دو مراحل میں پیدا کی گئیں۔ چوتھے دور میں چوپائے اور پرندے جو نباتات پر پلتے ہیں دو مرحلوں میں پیدا کئے گئے۔ پانچویں دور میں درندے جو چوپائیوں کے گوشت پر پلتے ہیں دو مراحل میں تخلیق کئے گئے۔ زندہ اجسام میں زندہ رہنے کی تڑپ، محبت اور اپنی حفاظت خود کی جبلت (بغیر سکھائے علم: Instinct) پیدا کی گئی تاکہ جاندار اپنی حفاظت اور جان بچانے کی تگ و دو خود کریں۔ جان کی حفاظت، خوراک کی طلب اور موسمی حالات کے مطابق جنسی ملاپ کا جذبہ ہر جان میں ایسے سمو دیا گیا ہے کہ ہر جاندار ان جبلتوں سے مجبور ہو کر زندگی کی سرگرمیوں میں حصہ لیتا ہے۔

اب تک تخلیق کی گئی دنیا کی آب وہوا، موسم، پانی اور ہواؤں کا انتظام فرشتے کرتے تھے۔ وہ اپنی مرضی سے کچھ نہیں کرتے۔ فرشتے صاحب ارادہ مخلوق نہیں اور ان میں کوئی تخلیقی صلاحیت نہیں اور یہی حال باقی مخلوقات کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے کوئی تبدیلی نہیں کر سکتیں۔

اب تک کی تخلیق میں مسحور کن حسن تھا۔ لیکن دور سے دیکھی گئی اس دنیا کی فضاؤں میں کوئی نظم، ترتیب اور قرینہ نہیں تھا۔ ہوا اور پانی بیجوں کو جہاں لے جائے وہ اگنے پر مجبور تھے۔ کہیں درختوں کے جھنڈ کے جھنڈ ایک دوسرے سے الجھے ہوئے تھے اور کہیں کانٹے دار جھاڑیاں درختوں کو مجروح کر رہی تھیں تو کہیں دور دور تک کوئی درخت نظر نہیں آتا تھا۔ جڑی بوٹیاں (Herbs) اس انتظار میں سوکھ رہی تھیں کہ کوئی تھا ہی نہیں جو ان کے شفائی اثرات سے فائدہ اٹھاتا۔ کہیں پھل درختوں پر لگے سوکھ رہے تھے تو کہیں Creepers نے درختوں کو ڈھانپ کر ان کی ہریالی ختم کر دی تھی۔ کہیں زمین پر گرے پتے اور سوکھے پھل کھڑے پانی میں تعفن پیدا کر رہے تھے تو کہیں چوپائیوں کے دودھ سے بھرے تھن زبان حال سے پکار رہے تھے کہ کوئی ان سے دودھ نکالے۔ غرض فضا کسی ہنر مند صاحب ارادہ ہاتھ کی منتظر تھی جو قدرتی حسن میں نظم و ترتیب اور سلیقے سے اس کے حسن کو دوبالا کرے۔

اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے یہ کائنات انسان کیلئے تخلیق کی تھی جس نے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نائب بن کر اس کو سنبھالنا تھا اور جوں ہی فضا انسان کے رہنے کے قابل ہوئی تو انسان کو وجود بخشا گیا۔ باقی جانداروں کے دو سطحی وجود کی طرح انسان کی تخلیق بھی دو سطحی ہی ہے لیکن اس کی تکمیل تین سطحوں پر کی گئی۔ باقی جاندار پانی سے پیدا کئے گئے جبکہ انسان کے روحانی وجود کو مٹی اور پانی میں نشو و نما دیکر لاکھوں سال جسمانی ارتقاء کیلئے دیئے گئے۔ تیسرے مرحلے میں پھونک مار کر اس کی ذہنی اور نفسی صلاحیتوں میں اضافہ کیا گیا (میں جَلَّ جَلَالُہٗ جب پوری طرح اس کو بنا دوں اور اس میں اپنی روح پھونک دوں تو اس کے آگے سجدے میں گر جاؤ۔) (سورۃ:38، آیت:72، ترجمہ قرآن۔ مودودی صاحب)

ہم سمجھتے ہیں کہ "پوری طرح بنادوں" کا مطلب ارتقائی عمل کا عرصہ ہے۔ موجودہ سائنس مردہ انسانوں کی باقیات (جو یورپ، جنوبی امریکہ اور آسٹریلیا میں ملی ہیں) کے مطالعہ سے بتاتی ہے کہ یہ باقیات لاکھوں سال پرانی ہیں جبکہ موجودہ انسانوں کے جد امجد آدمؑ کے بارے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ان کی تخلیق قریباً دس سے پچاس ہزار سال قبل کی گئی۔ اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ انسان اس دنیا میں لاکھوں سال سے آباد تھا لیکن حضرت آدمؑ کو چیزوں کے نام سکھا کر ان کی صلاحیتوں میں اضافہ کسی وقت بعد میں کیا گیا اور دیگر انسانوں کو ان کی ذہنی پسماندگی کی وجہ سے ہلاک کر دیا گیا۔

جب جسم اور دماغ اس قابل ہو گئے کہ ذہن اور نفس کی اضافی صلاحیتوں کو سنبھال سکیں تو اس وقت کے موجود انسانوں (کیا انسان[2] پر لامتناہی زمانے کا ایک وقت ایسا بھی گزرا ہے جب وہ کوئی قابل ذکر شے نہیں تھا۔ سورۃ دھر: آیت 1) میں سے بہترین جسمانی خدوخال کے مالک آدمؑ نامی شخص کو قابل ذکر شے (اشرف المخلوق) بنا کر دنیا کا انتظام اس کے حوالے کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ ان ذمہ داریوں کو سونپنے سے پہلے ان کی تربیت کیلئے ان کو بمعہ ان کی زوجہ حواؑ کو آسمانوں پر مدعو کیا گیا۔

انسان کی جسمانی ارتقائی تکمیل میں صرف ہوئے لاکھوں سال سے سمجھنا آسان ہونا چاہیے کہ مادی اشیاء صرف پھونک مار کر نہیں بنتیں۔ پھونکوں سے صرف ذہنی اور نفسی ترقی ہوتی ہے، مادی اشیاء میں تبدیلی (Mutation) میں وقت لگتا ہے۔ تبدیلی پہلے روحانی وجود میں کی جاتی ہے اور اس کے مطابق مادی وجود بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مادی دنیا کی بڑی قدر و منزلت ہے۔ یہ دنیا اس کی کروڑوں سال کی منصوبہ بندی اور ارتقاء سے یہاں تک پہنچی ہے اور وہ اس کو قائم رکھنے کیلئے ہمہ وقت متوجہ ہیں۔

---

2 آدمؑ اور حواؑ کے ممنوعہ درخت کے پھل کھانے سے اغلباً ان کے جسم سے بال گرنے سے ان کے ستر کھل گئے سے اشارہ ملتا ہے کہ اس وقت کا انسان، باقی جانداروں کی طرح ناقابل تذکرہ تھا اور یہ سائنس دانوں کے مفروضوں کے قریب ترین ہے۔

حضرت آدمؑ نے دنیا میں جن چیزوں سے کام لینا تھا اس بارے ان کو متعارف کرانے کیلئے ان کو ان چیزوں کے نام سکھانے کا مطلب یہی ہے کہ ان کو تمام دنیاوی اشیاء کا علم عطا کیا گیا۔ کسی شے کا نام جاننا بے معنی ہے جب تک اس شے کی تمام خوبیاں، عیب اور فوائد وغیرہ کا علم نہ ہو۔ لہٰذا چیزوں کے نام جاننے / سیکھنے کا مطلب یہی ہے کہ حضرت آدمؑ کو دنیا میں موجود اور آئندہ وجود میں آنے والی چیزوں کا علم ان کے ذہن میں پھونک مار کر منتقل کر دیا گیا۔ اگر یہ علوم حضرت آدمؑ نے کسی شعوری کوشش سے سیکھے ہوتے تو کبھی کے بھول چکے ہوتے۔ ان علوم کی ذہن انسانی میں نسل در نسل منتقلی سے انسانی جسم اور بیماریوں سے تحفظ کا نظام ایسے ہی کام کر رہا ہے جیسے آدمؑ کو دیا گیا تھا۔ انسان تعلیم، تجربے اور کوشش سے یہ علم، اپنے ذہن سے بوقت ضرورت غور وخوض سے نکال کر مزید تحقیق سے نئی اشیاء / ایجاد / دریافت کر سکتا ہے۔ یہ خزانہ علم، حضرت آدمؑ کی وساطت سے تمام اولاد آدم کو چاہے وہ مسلم ہو یا کافر خود بخود منتقل ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا نائب ہونے کیلئے مسلمان ہونا ضروری نہیں۔

اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کے نائب ہونے کا مطلب دنیا کے قدرتی نظام کو سنبھالنا / نگہداشت کرنا۔ دنیا کے مادی وسائل کو تمام انسانوں کی فلاح کیلئے استعمال کرنا، انسانوں کیلئے سہولتیں پیدا کرنا۔ اس میں اخلاقی، معاشرتی، روحانی، مذہبی پہلو شامل نہیں۔ یہ تمام ذہنی عمل ہیں۔ آدمؑ کو جو ذہن عطا کیا گیا اس کو بروئے کار لا کر یہ دنیاوی کام انجام دینا نیابت الٰہی یا خلیفۃ اللہ فی الارض ہے جبکہ خلافت رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِیِّیْن صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا تعلق شریعت کے نفاذ سے انسانوں کی معاشرتی، معاشی، اخلاقی، روحانی اور مذہبی زندگی کو سنوارنا ہے۔ یہ خلافت صرف مسلمانوں کیلئے ہے اور اس کا تعلق نفس / دل سے ہے جبکہ اللہ کی خلافت تمام انسانوں کا ذہنی ورثہ ہے۔

موجودہ دور میں غیر مسلموں کا غلبہ ہے اور وہ حق نیابت دنیا (ارضی) ادا کر کے سبقت لے گئے ہیں اور اس کا صلہ ان کو دنیا میں قیادت دے کر دے دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی Contribution کے قدردان ہیں اور منصف ہونے کے ناطے انکی تحقیق اور ایجادات کا اجر ان کو سرفرازی کی صورت دے دیا گیا ہے۔ ہمارا اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا یہ مطلب نہیں کہ ہم کو وہ دے دیا جائے جس کیلئے ہم نے کوشش نہیں کی۔ اہل اسلام کو ان کی بھلائیوں اور انسانوں کی خدمت کا اجر دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ ہماری بے بصیرتی کا یہ عالم ہے کہ ہم نے کبھی دنیاوی علوم کو علم سمجھا ہی نہیں بلکہ ان کے حصول کو دھتکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دنیاوی علوم حاصل کرنے والے آدمؑ کو فرشتوں پر ترجیح دی جو ہر وقت تسبیح میں مصروف رہتے ہیں۔

دنیاوی علوم کی انسانی ذہن میں منتقلی کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے شعوری طور پر بھی انسان کو بولنا، لکھنا، پڑھنا سکھایا اور انسان کو وہ وہ علوم سکھائے جن کو وہ نہیں جانتا تھا اور انسان کو اختیارات (قوت فیصلہ ارادہ) کے ساتھ دنیا میں بسایا (سورۃ ذریت:10) اس کے علاوہ انسان پر لباس نازل کرنے کا (26:7) اس کے سوا کیا مطلب ہو سکتا ہے کہ انسان کو کپاس اگانے، روئی سے دھاگہ بنانے کیلئے چرخہ اور دھاگے سے کپڑا بنانے کی کھڈی کا علم وفن بھی خود سکھایا۔ اس طرح حضرت نوحؑ کو جہاز / کشتی بنانے کا علم عطا کر کے ان کو Ship Building کا بانی بنا دیا۔ حضرت داؤدؑ کو لوہے کی صنعت سکھا کر دنیا کا سب سے پہلا انجینئر (Engineer) بنایا۔ حضرت سلیمانؑ ہیکل کو تعمیر کروا کر فن تعمیر کے بانی ہو گئے۔ اسی طرح ہمارے نبی پاک خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ﷺ کو جڑی بوٹیوں (Herbs) کا علم عطا کر کے علم العلاج کا بانی بنایا ورنہ اس سے قبل یہ علم قیاس ارائیوں پر مبنی تھا (بحوالہ طب نبوی: ڈاکٹر غزنوی)۔ ان شواہد سے دنیاوی علوم وفنون کی اہمیت واضح ہو جاتی ہے۔ ہمارے ملک کے محنت کش زراعت و کاشتکار، جولاہے، کاریگر، کمار، لوہار، ترکھان، درزی، انجینئر، ڈاکٹرز اور صنعت کار سب اللہ کے دوست اور نائب ہیں کہ یہ سب زندگی میں سہولتیں پیدا کر کے دنیا کو رہنے کے قابل بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود بڑے سائنس دان ہیں اور زمین اور آسمان کی تخلیق پر غور وفکر کرنے والوں کی قرآن میں تحسین فرماتے ہیں (190:3)۔ تمام سائنسی علوم عین اسلامی ہیں کہ ان کی تفہیم سے دین کی تعبیر و تشریح سے ایمان میں پختگی آتی ہے۔ دنیاوی اور دینوی علوم کی تفریق کو ختم کر کے ہمیں دونوں طرح کے علوم (اللہ کے سکھائے اور پیغمبروں کے ذریعہ عطا کیے گئے علم) ہر شخص کو پڑھانے اور سکھانے چاہئیں۔ دنیاوی علوم ہر شخص کی ضرورت ہونے کیوجہ سے اللہ نے یہ علوم آدمؑ کے ذہن میں منتقل کر کے ہر انسان کی ضرورت دنیا کو پورا کیا۔ جبکہ اخلاقی روحانی اور معاشرتی علوم کو فرشتوں کے ذریعہ اپنے نبیوں تک پہنچایا اور اجازت دی کہ جو چاہے ان کو قبول کرے اور جو نہ چاہے ان کا کفر کرے۔ دین کے علم میں انتخاب کا حق دیا جبکہ دنیاوی علوم سب کو عطا کیے۔

آدمؑ کی ذہنی صلاحیتوں میں اضافہ کے بعد آدمؑ کی جبلتوں میں تجسس (Inquisitiveness)، مال و دولت کی ہوس، عزت و شرف اور تفاخر اور آگے بڑھنے کی جستجو پیدا کی تاکہ ذہنی / علمی استعداد کو بروئے کار لایا جا سکے۔ اگر یہ نا کیا جاتا تو سارے کا سارا علم بے کار ہوتا۔ یہ جبلتیں انسان کو نچلا نہیں بیٹھنے دیتیں اور ہر وقت انسان کو مصروف عمل رکھ کر زندگی میں سہولتیں اور آسانیاں پیدا کرنے کیلئے اُکساتی

رہتی ہیں۔ انسان جب زندگی کی بقاء، رزق کے حصول، مال و دولت، عزت و ناموری کیلئے کوئی خطرہ محسوس کرتا ہے تو آناً فاناً ان خطرات / خوف کے تدارک کیلئے کبھی خاموش حکمت عملی سے اور کبھی گفتگو، بحث و مباحثہ سے اور کبھی لڑ جھگڑ کر مقدمے بازی اور قتل سے تحفظ کرتا ہے۔ یہ سب حالات کا دباؤ یا جذباتی دباؤ Tension/Stress ہے جو بیماری کی پہلی وجہ ہے۔ یہی دباؤ آہستہ آہستہ جسمانی بیماریوں میں ڈھل جاتا ہے ۔ ہمارے زمانے کی اکثر بیماریاں مثلاً بلڈ پریشر، ذیابیطس، دل اور گردوں کے امراض اور جوڑوں کی تکالیف کے پس منظر میں یہی دباؤ ہوتا ہے۔ اس لئے یہ سمجھنا آسان ہے کہ انسانی بقاء کیلئے بیماری ایک ضروری عنصر (Necessary Evil) ہے اور بیماری سے بچنے کا حل بھی خود خالق کائنات نے قرآن میں تعلیم فرما دیا کہ ذکر الٰہی سے دلوں کو سکون ملتا ہے۔ یعنی بیماری زندہ رہنے کی جبلت سے پیدا ہوتی ہے۔ اس میں انسان کے ارادے کا کوئی دخل نہیں اور بیماری سے تحفظ عبادات اور ذکر و اذکار میں ہے، جبلتوں کے تقاضوں کو حد سے زیادہ بڑھنے نہیں دینا چاہیے۔ اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیے، سب کچھ اسی کے حکم سے ہوتا ہے اور وہی خطرات کا تدارک کرتے ہیں۔ غیر مسلم، شفا کے اس عنصر سے محروم ہیں اور ان کو مادی علاج کروانا چاہیے۔

آدمؑ کے بعد آنے والے پیغمبروں کو بتایا گیا کہ ان کو آزمائشوں سے گزارہ جائے گا تاکہ ان کے ایمان کی کیفیت ٹیسٹ کی جائے۔ قرآن پاک میں سورۃ البقرہ آیت نمبر 155 میں ارشاد ہے "ہم ضرور تمہیں خوف و خطرہ، فاقہ کشی، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اسی کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے تو انہیں خوشخبری دے دو ان پر ان کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہوں گی اور اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی اور وہ لوگ راست رہیں۔" (ترجمہ قرآن۔ مودودی صاحب) ہم میں سے ہر شخص (چاہے صاحب ایمان ہو یا منکر کو زندگی کے مختلف ادوار میں خوف اور غم کے صدمات سہنے پڑتے ہیں۔ غم خاموشی سے برداشت کیا جائے یا رو دھو کر ہر صورت شخصیت پر اثر چھوڑتا ہے۔ اکثر بیماریاں غم اور خوف کی ان کہی کہانیوں کا پس منظر رکھتی ہیں۔ لگاتار خوف اور غم سے پیچوٹری اور ایڈری نل گلینڈز کی کارکردگی کم یا ختم ہونے سے قوت مدافعت (Immunity) کم یا ختم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے آئے دن کوئی نہ کوئی انفیکشن (Infection) حملہ آور ہوتی رہتی ہے۔

خوف اور غم سے پیدا کردہ امراض کا حل بھی قرآن نے خود ہی تجویز کر دیا کہ اللہ تعالیٰ قرآن کے ذکر سے دلوں میں پیدا خوف اور غم کو شفا دیتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل: آیت 83) میں ارشادہ ہے کہ ہم نے قرآن نازل کیا جس میں لوگوں کیلئے شفا ہے اس سے یہ بات سمجھ آجاتی ہے کہ انسانی آزمائش کیلئے بیماری ایک ضروری عنصر ہے اور اس آزمائش سے سرخرو ہو کر نکلنا خالق کائنات کے منصوبہ بخشش کا حصہ ہے۔ بیماری انسانی غفلت سے بھی لگتی ہے لیکن جس بیماری کا ذکر ہو رہا ہے وہ آزمائش شخصیت کا حصہ ہیں۔

خوف اور غم سے نفس بیمار ہوتا ہے جبکہ مادی وجوہات سے جسم بیمار ہوتا ہے۔ قابل ذکر مادی وجوہات کیڑے مکوڑوں، رینگنے والے جانوروں کا زہر، فنگس، بیکٹیریا اور وائرس، معدنی اور حیاتیاتی زہریں، خوراک میں ملے کیمیکلز، پانی، ہوا، موسموں کا تغیر و تبدل وغیرہ ہیں۔ دنیا کی اکثر مخلوقات ایک دوسرے کی دشمن اور خوراک ہیں اور ان کے وجود سے کائنات میں توازن سے خودکاریت پیدا (Automation) کی گئی اور اس خودکاریت سے انسان بیمار ہوتا ہے لیکن اس طرح پیدا بیماری سے تحفظ کیلئے جسم میں نظام مدافعت ودیعت کیا گیا ہے جو خودکار ہے اور بیماری کے حملہ ہونے سے فوراً حرکت میں آکر بیماری کا سدباب کرتا ہے۔

اس نظام کی دریافت سے پہلے یہ تصور تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر بیمار کو فرداً فرداً خود ذاتی توجہ سے شفا دیتے ہیں اور اس کی وجہ قرآن پاک کی یہ آیت "جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔" (80:26) تھی۔ اب اس کا مفہوم یہ سمجھ آتا ہے کہ شفا کی قوتیں ہر انسان کے اندر ودیعت شدہ ہیں اور بیماری کے حملے کی صورت خود بخود شفا مکمل کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ خود ذاتی توجے سے شفا نہیں دیتے بلکہ Indirectly اپنے قوانین پر عمل درآمد سے شفا دیتے ہیں۔

یہ شفائی عمل سب انسانوں میں ایک ہی طرح سے عمل کرتا ہے اور جسم میں موجود غذائی اجزاء سے شفائی / مدافعتی کیمیکلز بنا کر بیماری ختم کرتا ہے اور اگر جسم میں مناسب غذائی اجزاء نہ ہوں تو قدرتی شفاء بغیر دوا مشکل ہے علاج نہ کروانے سے بیماریاں مہلک بھی ہو سکتی ہیں اور زیادہ پیچیدہ ہو کر Chronic بن جاتی ہیں۔ اس بحث سے یہ واضح ہو گیا کہ قدرتی عوامل جن پر انسان کا کوئی کنٹرول نہیں جسمانی بیماری پیدا کرنے کی بڑی وجہ ہیں۔ لیکن ان سے نجات کا انتظام بھی اللہ تعالیٰ نے خود ہی کر دیا ہے اور اگر قدرتی شفا میں دیر لگ رہی ہو تو مناسب علاج خاص کر ہومیو علاج کروانا ضروری ہے کیونکہ ہومیو علاج قدرتی علاج کی ہی ایک وسعت پذیر شکل ہے۔

خوف، غم اور آزمائش سے لگی بیماریاں نفس کی بیماریاں ہیں جن کے اثرات سے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ نفس کی بیماریوں سے قوت مدافعت کم ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے کسی نہ کسی انفیکشن سے جسم بیمار ہو جاتا ہے۔ انفیکشن سے سب سے زیادہ اعضاء تنفس اور ہضم متاثر ہوتے ہیں۔ مدافعتی قوتیں ان اعضاء کی صفائی میں ہر وقت لگی رہتی ہیں۔ اس کا اظہار نزلے، کھانسی، قے اور دستوں کی صورت ہوتا ہے۔ ہم قدرتی مدافعتی قوتوں کی مدد ادویات سے کرتے ہیں تاکہ جسم سے فاسد مادوں کو باہر پھینکا جائے۔ اعضاء تنفس، معدہ اور آنتوں کی ساخت ایسی ہے کہ کچھ نہ کچھ فاسد مادے ان میں چپکے ہوئے رہ جاتے ہیں جو مستقبل میں مزید پیچیدگیاں پیدا کرتے ہیں۔ ان فاسد مادوں کو برش سے نہیں نکالا جا سکتا لہٰذا ایسی ادویات / علاج پر انحصار کرنا پڑتا ہے جو فاسد مادوں کا اخراج کر سکیں۔ ایلوپیتھک ادویات سے فاسد مادے بجائے خارج ہونے کے اکثر حالات میں جسم میں کسی جگہ دب جاتے ہیں اور بدترین بیماریوں کے پیدا کرنے کی وجہ بنتے ہیں۔ ہومیو علاج کیساتھ ساتھ اگر Herbs کا استعمال کیا جائے تو فاسد مادوں سے بہتر طریقے سے نجات ملنے کے امکانات ہیں۔

اوپر کی بحث سے واضح ہوا کہ محرکات خوف، غم اور آزمائش سے زندگی ارتقائی سفر سے یہاں تک پہنچی ہے۔ اگر یہ محرکات نہ ہوتے تو زندگی کی سرگرمیاں ماند پڑنے سے زندگی کبھی کی معدوم ہو چکی ہوتی یعنی یہ محرکات خوف، غم اور آزمائش' زندگی کیلئے ضروری ہیں۔ اگر زندگی چاہیے تو ان محرکات کیساتھ جینا پڑے گا۔ یہ محرکات زندگی میں (Tension) دباؤ اور مایوسی (Depression) سے جسمانی امراض کے پیدا ہونے کا باعث ہیں۔ ان امراض سے چھٹکارے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ایک نظام مدافعت جسم میں ودیعت فرمادیا ہے تو خود بخود ان محرکات سے پیدا امراض سے نجات کیلئے حرکت میں آ جاتا ہے۔ مزید یہ بھی ارشاد فرما دیا کہ قرآن اور اللہ کے ذکر سے دلوں کی جلن (جذباتی دباؤ Tension اور Depression) طمانیت میں بدل جاتی ہے۔ ان ہی محرکات سے اعلیٰ کردار اور اچھی شخصیت تشکیل پاتی ہے جس پر عنایات الٰہی کی خوشخبری بھی دے دی۔ لہٰذا بیماری کو شخصیت میں جھول نہ سمجھیں بلکہ بیماری رحمت ہے جس سے زندگی رواں دواں اور اعلیٰ اخلاق پیدا ہوتا ہے جو جنت میں داخلے کی پیش گوئی ہے۔

بیماری' جسم اور نفس کی صفائی کیلئے قصداً پیدا کی جاتی ہے تاکہ انسان' صحت مند رہ کر اپنے ارادے کی آزادی سے کیئے گئے اعمال سے اپنی شخصیت سازی سے قرب الٰہی یا غضب الٰہی کا مستجاب ہو۔

اس نکتہ نظر سے بیماری کی درج ذیل اقسام ہیں جو میڈیکل سائنسز سے مختلف ہیں۔ ان بیماریوں پر آئندہ ابواب میں بحث ہو گی۔

1. قدرتی وجوہات سے پیدا بیماریاں۔ جسمانی صفائی کیلئے۔ شفا قدرتی نظام مدافعت سے
2. حالات کے دباؤ اور ٹینشن (Tension) سے نفس کی تطہیر کیلئے پیدا کی گئی بیماریاں۔ شفا، جذبات کو کنٹرول کرنے اور ذکر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے۔
3. حادثاتی امراض۔ سزا اور آزمائش کیلئے بیماریاں۔ صبر اور شکر سے شفا۔
4. قسمت میں لکھی بیماریاں۔ وراثتاً منتقل بیماریاں۔ زندگی بھر کا روگ اور آزمائش۔ صبر اور شکر سے شفا۔
5. خوف اور غم سے پیدا بیماریاں آزمائش کیلئے۔ ذکر اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ سے شفا
6. سابقہ امراض کے باقی ماندہ اثرات (میازم) آزمائش کیلئے۔ صبر اور شکر سے شفا۔
7. لاپرواہی اور بدپرہیزی سے خود لگائی بیماریاں۔ ایسی بیماریاں جن سے ٹشوز (Tissues) میں تبدیلیاں آگئی ہوں۔ انسان نے خود لگائی، خود علاج کرے۔

10 مادہ ــــ دو سطحی وجود

ہومیو پیتھی اور پوٹاینسی سے مختصر تعارف سے تجسس پیدا ہوتا ہے کہ اگر ہومیو میڈیسن میں کچھ مادہ نہیں تو وہ کیونکر شفا دیتی ہیں۔ اس کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ انسانی شخصیت میں بھی ضرور کوئی ایسا غیر مادی جز ہونا چاہیے جس پر ہومیو غیر مادی دوائیاں اثر کرتی ہیں۔ ہینی مین نے کہا کہ یہ نظر نہ آنے والا جز قوت حیات (Vital Force) ہے جو نہ صرف زندگی کا باعث ہے بلکہ بیماریوں سے شفا بھی دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ ہومیو ادویات انرجی میں اور قوت حیات بھی انرجی۔ ہومیو ادویات، قوت حیات کو انگیخت (Stimulate) کر کے شفا دیتی ہیں۔

ہومیو ادویات کے انرجی ہونے کا کوئی ثبوت نہیں۔ لیکن آئن سٹائن کے معروف خیالات کے مطابق مادہ اور انرجی اک ہی چیز کے دو رُخ ہیں۔ فزکس ان دونوں رخوں کا مطالعہ کرتی ہے۔ عام طور پر انرجی کی پیمائش کسی نہ کسی آلہ سے ہو جاتی ہے۔ لیکن ہومیو ادویات کی انرجی کی پیمائش کسی ذریعے سے نہیں کی جاسکتی۔ اس وجہ سے اس کو انرجی ماننے میں تامل ہے۔ آئن سٹائن کے بیان کی ہمارے زمانے کے ایک معتبر نام سٹیفن ہاکنز نے یہ کہہ کر تصدیق کی ہے کہ یہ کائنات دو طرح کے ذرات سے مل کر بنی ہے۔ ایک مادی ذرات اور دوسرے برقی ذرات جو مادی ذرات کو جوڑ کر رکھتے ہیں۔

(A Brief History of Time by Steepen Hawking: P – 74)

اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا کوئی ایسا غلط نہیں کہ مادہ کو جوڑنے والے ذرات مادہ کا برقی عکس ہیں اور مادہ کے گرد ایک ہیولا (Phantom) بنائے ہوتے ہیں۔ مادی ذرات اور ہیولے کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہیں۔ اس کو ایک دوسرے طریقے سے بیان کیا جا سکتا ہے کہ اشیاء کے طبعی خواص (رنگ، کثافت، درجہ پگھلاؤ وغیرہ) اس کے مادی وجود کو ظاہر کرتے ہیں اور کیمیائی خواص (کسی دوسرے سے مل کر کیمیکل عمل کرنا) اس کے برقی وجود کو ظاہر کرتے ہیں۔ اس کو یوں بھی بیان کیا جا سکتا ہے کہ زمین ایک مادی وجود ہے اور کشش ثقل زمین کا برقی عکس ہے یا

مزید وضاحت ایسے بھی کی جاسکتی ہے کہ جیسے چینی کے بغیر مٹھاس اور نمک کے بغیر نمکین ذائقے کا تصور محال ہے اسی طرح مادی وجود اور اس کا برقی عکس ایک دوسرے کا لازمی حصہ ہیں۔ یعنی ایک ظاہری وجود اور ایک اس کا نادیدہ برقی عکس۔ اسی بحث کو آگے بڑھاتے ہوئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہر جاندار کا ایک جسم اور ایک اس کا برقی عکس ہوتا ہے۔ دونوں ایک دوسرے میں اس طرح پیوست ہیں کہ جدا نہیں ہو سکتے۔

اوپر دیئے گئے خیالات کو ایک آسان تجربے سے سمجھا جا سکتا ہے ایک وال کلاک (یا کوئی تین سطحی چیز) سامنے دیوار پر لٹکا کر ٹکٹکی (Gaze آنکھ جھپکائے بغیر دیکھنا) باندھ کر دیکھنے سے ایک سفید روشنی کا ہالہ آہستہ آہستہ کلاک سے باہر آکر علیحدہ ہو جاتا ہے۔ یہ کلاک کے سائز کا بغیر ہندسوں، سوئیوں، فریم اور رنگ کے ہوتا ہے۔ بس صرف سفید روشنی کا ہیولا۔ ٹکٹکی ختم ہوتے ہی واپس کلاک میں چھپ جاتا ہے۔ تجربہ کرنے سے پہلے پردے پھیلا کر سورج کی روشنی کو روک دینا چاہیے۔ بجلی کا بلب یا ٹیوب لائٹ کلاک کے دائیں یا بائیں کسی طرف بھی ہو سکتا ہے۔ اشیاء کا مادی سایہ تاریک ہوتا ہے اور ہمیشہ روشنی کی مخالف سمت جبکہ برقی سایہ کلاک کے کسی طرف بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اس کا انحصار دیکھنے والے کے زاویے پر ہے۔ تاریک سایہ ایک جگہ رہتا ہے جبکہ برقی سایہ کسی ایک جگہ نہیں ٹکتا بلکہ نظر ملتے ہی غائب ہو جاتا ہے۔

اس تجربہ کو بار بار دہرایا اور ہمیشہ برقی عکس کو موجود پایا۔ اس تجربے سے آئن سٹائن اور سٹیفن ہاگنز کے خیالات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اوپر دیئے گئے خیالات کی تصدیق ایک اور مشاہدے سے بھی ہوتی ہے۔ مقناطیس کے شمالی اور جنوبی سروں کے ارد گرد ایک مقناطیسی میدان ہوتا ہے یعنی مقناطیسیت کا اثر مادی وجود سے باہر کچھ فاصلے تک ہوتا ہے۔ اسی طرح برقی رو (بجلی کی کاپر کے تاروں سے ترسیل) بھی کاپر کے تاروں سے باہر کچھ فاصلے تک ہوتی ہے۔ اس کو برقی میدان کہتے ہیں۔ اسی طرح انسانی جسم میں بھی ایک ہلکے وولٹ کا برقی کرنٹ موجود ہوتا ہے۔ اگر کبھی (Ulner Nerve) النرنرو جو کہنی کے پاس سے گزرتی ہے پر چوٹ لگ جائے تو کرنٹ لگنے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ انسانی جسم میں ایک برقی وجود بھی وجود ہے۔

ساری بحث سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر مادی چیز کا ایک ظاہری وجود ہے اور ایک نادیدہ برقی عکس۔

11 انسانی شخصیت — تین سطحی وجود[3]

اگر کوئی شخص اپنی بیہودہ گفتگو یا ناشائستہ عمل سے آپ کو ناراض کر دے تو آپ بے ساختہ پکار اٹھتے ہیں کہ "دفع ہو جاؤ۔" اپنی عزت کے تحفظ کا جذبہ ایسا غالب آتا ہے کہ ہم معقول جواب نہیں دے سکتے۔ لیکن اگر مخاطب استاد، افسر یا والدین ہوں تو ہم ڈانٹ ڈپٹ اور بے عزتی سہہ جاتے ہیں اور رد عمل کا اظہار نہیں کرتے کیونکہ ایسا کرنے سے نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ اس سے ہم یہ نتیجہ نکالتے ہیں کہ انسانی شخصیت صرف جسم ہی نہیں بلکہ اس میں دو نادیدہ قوتیں سرائیت کیے ہوئے ہیں۔ ایک قوت کی ترجمانی ہم سے "دفع ہو جاؤ۔" کہلواتی ہے۔ اور دوسری قوت ہمیں حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے صبر اور فہم و فراست سے جواب دلواتی ہے۔ پہلی جذباتی قوت کو نفس یا دل کہتے ہیں اور دوسری ذہنی قوت ہے۔

نفس بہت حساس ہے اور بے عزتی برداشت نہیں کرتا۔ ذہن ایک غیر جانبدار اور منطقی قوت ہے اور سوچ بچار اور گذشتہ تجربات کی روشنی میں جواب دیتا ہے۔ اس موقع پر خیالات اور جذبات کا فرق واضح کرنا ضروری محسوس ہوتا ہے۔ جب جسم آنکھوں اور کانوں کے مشاہدات کو بغیر کسی تجزیئے کے بے ساختہ رد عمل سے ظاہر کرتا ہے تو یہ جذبات ہیں۔ اور جب کسی واقعہ کا رد عمل سماعت اور بصارت کے مشاہدات کو تجزیئے گذشتہ واقعات اور بحث مباحثہ کی روشنی میں پیش کرتا ہے تو یہ خیالات کہلاتے ہیں۔

"دفع ہو جاؤ۔" والا رد عمل جذباتی ہے اور دوسرا ذہنی۔ ہمیں دیکھنا ہے کہ ان دونوں قوتیں میں سے کون سی قوت سے "آواز سے شفا" کا کام لینا ہے۔

---

3 جسم بارے اناٹامی کی کتابوں میں تفصیل دیکھی جا سکتی ہے۔ ہم اس کتاب میں جسم بارے گفتگو نہیں کریں گے۔ اس کتاب میں ہم نفس اور ذہن کے متعلق ہی بحث کریں گے۔

A. نفس

جذباتی قوت کو "قوت حیات" وائٹل فورس، نفس، دل، انا، من، خودی، مَیں، چھٹی حس، سپرٹ، روح (Soul) سائیک (Psyche) بھوت اور آسیب کہتے ہیں۔ اُردو میں یہ الفاظ مختلف زبانوں، مذہبوں، تہذیبوں اور شاعری سے آئے ہیں اور ان کو دیکھ کر لگتا ہے کہ جسم لاتعداد قوتوں کا مسکن ہے۔ لیکن ہمیں اپنے تجربات سے معلوم ہوا کہ قوتیں صرف دو ہی ہیں۔ باقی صرف افسانوی قصہ کہانیاں ہیں۔ مختلف ناموں سے صرف (Confusion) پریشانی ہی پیدا ہوتی ہے۔

سب سے زیادہ کنفیوژن نفس کے لیے بولے جانے والے لفظ "دل" کے مفہوم میں ہے۔ بعض سکالرز دل کو جذبات کا مرکز خیال کرتے ہیں اور تمام خواہشات، پسند و ناپسند، دکھ درد اور احساسات کو دل سے جوڑتے ہیں۔ تو کچھ صاحب علم دل کو سوچ بچار اور غور و فکر کا منبع خیال کرتے ہیں۔

آنکھوں اور کانوں کے مشاہدات دماغ پر ہی اثر چھوڑتے ہیں۔ یعنی سوچنے سمجھنے کا عمل دماغ میں ہی ہوتا ہے۔ آنکھوں اور کانوں کے اعصاب دل تک نہیں جاتے اور دل کو پتہ بھی نہیں چلتا کہ آنکھوں اور کانوں سے کیا دیکھا اور سنا۔ دیکھنے اور سننے کے اعصاب کے مشاہدات جب شعور ذہن پہنچتے ہیں تو ان مشاہدات کو گذشتہ واقعات سے موازنہ کر کے اپنا عقلی غلطیوں سے مبرا فیصلہ آناً فاناً نفس / دل پر القا (Transmit) کرتا ہے۔ نفس / دل کو اعصاب خمسہ، دماغ اور ذہن کے آلات (Tool) دیئے گئے ہیں کہ وہ نفس / دل کی خدمت کریں۔ جسم، اعصاب، دماغ اور ذہن صحت کی حفاظت، توانائی کی پیدائش اور معاملات فہمی کے آلات ہیں جن کی معلومات سے نفس / دل اناً فاناً فیصلہ کرتا ہے۔ کیونکہ پوچھ گچھ اور حساب نفس / دل کا ہونا ہے، ذہن کا نہیں۔ ذہن صرف خدمت گار ہے۔ اسی کو قرآن نے کہا کہ ان کو آنکھیں کان اور دل دیئے ہیں لیکن وہ غور و فکر نہیں کرتے۔

(مزید تفصیل کیلئے دیکھئے "ہومیوپیتھس کیلئے نفسیات")

نفس سارے جسم، دماغ اور دل پر تسلط رکھتا ہے۔ جو اعصاب اور بغیر اعصاب اپنے احکامات نافذ کرنے کی قوت رکھتا ہے۔ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ نفس کا مرکزی قیام دل ہے اور دل سے ہی بغیر اعصاب اپنی خواہشات کا شعوری ذہن سے بذریعہ زبان اظہار کرتا ہے۔

نفس پیدائش سے لے کر موت تک مختلف کیفیتوں سے گزرتا ہے اس کے مندرجہ ذیل نام ہیں۔

1) نفس، جان اور زندگی ہم معنی الفاظ ہیں۔ نفس عمومی نام ہے اپنی خواہشات اور مفاد کے حصول کے لیے ہر وقت مصروف عمل ہے۔ بعض اوقات جسم اور نفس کو مشترکہ طور پر نفس ہی کہا جاتا ہے۔

2) سائیک (Psyche) سپرٹ (Spirit) اور روح (Soul) ہم معنی ہیں۔ نیند، ہپناٹزم (Hypnotism)، مراقبے، قوالی اور موت کے بعد جسم سے علیحدہ ہونے والے نفس کو روح کہتے ہیں۔

3) اَنا۔ ''مَیں'' اور (Ego) ایگو ہم معنی ہیں۔ اپنی امتیازی علمی، نسلی، لسانی، مالی عظمت کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کی کیفیت کو ''میں ہی سب سے اعلیٰ ہوں۔'' یا ''میری بات سنی جائے۔'' کو انا، مَیں یا ایگو کہا جاتا ہے۔

4) خودی۔ خود احتسابی اور اخلاقی اصلاح کی کوشش کرنے والی نفسیاتی کیفیت کو خودی کہتے ہیں۔

5) بھوت۔ گناہ گاروں اور کافروں کے جسم جلانے اور دفن ہونے کے بعد والے نفس کو بھوت کہتے ہیں۔

6) آسیب، خودکشی کرنے والوں اور ناحق قتل ہونے والے لوگوں کے نفس کو آسیب کہتے ہیں۔

7) چھٹی حس، آئندہ پیش آنے والے واقعات جن سے نفس اور جسم متاثر ہو سکتے ہیں۔ اس کے بارے میں اطلاع دینے والی نفسیاتی کیفیت کو چھٹی حس کہتے ہیں۔

8) خواہشات نفس (آہو آءِ) کو دل کہتے ہیں۔

ہم اس کتاب میں ''نفس'' کا استعمال کریں گے۔

قوت حیات اور نفس کے دائرہ کار میں فرق ہے جو اس مضمون میں مختلف مقامات پر واضح کیا جائے گا۔

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہر جاندار اور بے جان چیز کا ایک برقی عکس ہے۔ جسم کے برقی عکس کو نفس یا دل سے بیان کریں گے۔

نفس ہر سیل (Cell)، ٹشو (Tissue)، عضو (Organ) عصب (Nerve)، غدود (Gland)، ہڈیوں (Bones) اور خون (Blood) کا اجتماعی برقی عکس ہے۔

نفس جسم میں ہر جگہ موجود ہے اور جسم کا باطنی پہلو ہے۔ نفس جسم سے اعصاب کے ذریعے اور بغیر اعصاب (چھٹی حس) جڑا ہوا ہے اور اپنے پیغامات (اعصاب اور بغیر اعصاب) پہنچانے پر قدرت رکھتا ہے۔ نفس کی اس صلاحیت کا اظہار اس وقت ہوتا ہے۔ جب انسان اَن دیکھے خطرات میں گھر جاتا ہے مثلاً جب سانپ یا پاگل کتے سے واسطہ پڑتا ہے تو اس وقت سوچ بچار اور اعصاب سے دماغ کو ترسیل پیغام میں وقت لگتا ہے اور لمحہ بھر کی تاخیر سے جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ ایسے میں نفس تمام جسمانی افعال معطل کر کے نئے افعال صادر کر کے جان بچانے کے لیے بھاگنے یا لڑنے کا اہتمام کرتا ہے۔

نفس انجانے خطرات کے وقت خصوصی طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ نفس جبلتوں[4] کی حامل قوت ہے۔ جونہی کسی جبلت (جان، عزت، مال، جائیداد، اولاد اور بیوی کی حفاظت) کو خطرہ لاحق ہوتا ہے۔ نفس جسم کو حفاظت کے لیے متحرک کر دیتا ہے اور جسم کو متحرک کر کے جبلتوں کی حفاظت کرتا ہے۔

خطرات میں نفس لاشعور کو اُکساتا ہے اور لاشعور دماغ سے نکلے خودکار اعصاب (Autonomous Nerves) کو متحرک کر کے بھاگنے یا لڑنے کے لیے تیار کرتا ہے۔ یعنی دل اور نبض تیز دھڑکتے ہیں۔ سانس لینے کی رفتار بڑھ کر خون کو بازوؤں اور ٹانگوں کی طرف لے جاتی ہے۔ مسلز اکڑ جاتے ہیں، بھوک اڑ جاتی ہے اور انسولین گلوکوز کو توانائی میں تیزی سے تبدیل کرنا شروع کر دیتی ہے تاکہ لڑنے یا بھاگنے کے لیے وافر توانائی مہیا ہو سکے۔

عام حالات میں جسمانی افعال اور بیماری کا مقابلہ لاشعور کرتا ہے لیکن سنگین حالات میں نفس، لاشعور اور قوت مدافعت کے افعال روک کر نئے افعال (سانس، دل وغیرہ کے افعال میں تیزی) ترتیب دیتا ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ نفس، جسم اور ذہن پر تسلط رکھتا ہے اور سب سے اعلیٰ اور برتر قوت ہے۔

نفس اپنے لیے اعصاب کے ذریعے سے توانائی حاصل کرتا ہے۔ جسم کی طرح گرمی، سردی، ذائقے، احساسات غمی و خوشی، اضطراب، تشویش، ڈر، خوف اور نفرت محسوس کرتا ہے۔

بیماری کے اثرات نفس پر بھی ایسے ہی پڑتے ہیں جیسے جسم پر۔ بیماری جسم سے نفس اور نفس سے جسم میں منتقل ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے نفس بیماری سے حفاظت نہیں کر سکتا کہ خود بیمار ہے۔ اسی لیے لاشعور بیماری سے تحفظ کی کوشش کرتا ہے۔ نفس بیماری اور خطرات سے لاشعور کو آگاہ کرتا ہے۔ اگرچہ لاشعور کو یہی اطلاع ذرا تاخیر سے ہی سہی، اعصاب سے بھی ملتی ہے۔

---

4 نفس اور جبلتوں کے تعلق کو اگلے باب "جذباتی دباؤ" میں زیر بحث لایا گیا ہے۔

نفس جسم کے ساتھ ساتھ بڑھ کر بلوغت حاصل کرتا ہے۔ تعلیم و تربیت سے جیسے جسم ترقی کرتا ہے نفس میں بھی تبدیلیاں آتی رہتی ہیں اور جبلتوں کے اظہار میں بے ساختگی کے بجائے تحمل، صبر اور حکمت جھلکنے لگتی ہے۔

ذہن کا حلقہ اثر بصارت اور سماعت کے فاصلے تک محدود ہے جب کہ نفس کا حلقہ کارکردگی جسمانی حدود سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔ جب تک اعصاب تنے ہوئے (Tense) ہوتے ہیں نفس کا حلقہ اثر محدود ہوتا ہے لیکن جونہی اعصاب تھکتے ہیں (بار بار ایک ہی کام کرنے سے) یا ڈھیلے پڑتے ہیں، نفس کی اڑان شروع ہو جاتی ہے۔ ایسی ہی کیفیت ہپناٹزم میں بھی پیش آتی ہے۔ ایک ہی جملہ بار بار سننے سے اعصاب تھک جاتے ہیں اور جسم سو جاتا ہے لیکن شعور اور نفس بیدار رہتے ہیں۔ ایسی حالت میں نفس جسم سے جزوی طور پر نکل جاتا ہے۔ نفس خیال کی رفتار سے سفر کرتا ہے اور چشم زدن میں واپس جسم میں آجاتا ہے۔ یہ کیفیت پتنگ اور ڈور سے مشابہ ہے۔ ایسی ہی نیم خوابیدگی کی حالت میں مراقبہ کیا جاتا ہے۔ قوالی، درویشوں کا رقص اور میوزک وغیرہ بھی ایسی ہی کیفیت پیدا کرتے ہیں کہ وقتی طور پر نفس جسم سے نکل جاتا ہے۔ نفس اور جسم سے علیحدگی کے بارے میں قرآن کی ایک آیت کا ترجمہ دیا جارہا ہے۔

> ”جو مرا نہیں اس کی روح (نفس) نیند میں قبض کر لیتا ہے اور جس پر موت کا فیصلہ کرتا ہے اسے روک لیتا ہے اور دوسری روحیں ایک مقررہ وقت کے لیے واپس بھیج دیتا ہے۔“ (سورۃ زمر 39-40)

جب دماغ (شعور) خیالات سے خالی ہو یا وقتی طور پر بے خیالی کی کیفیت ہو تو نفس فوراً نئے خیالات کا القاء شروع کر دیتا ہے۔ خاص طور پر ان معاملات میں جو آپ کو پریشان کر رہے ہوں یہی چھٹی حس ہے۔

بعض اوقات خیالات کی ایک لہر شعوری ہوتی ہے اور دوسری لہر نفس کی۔ جیسے نماز پڑھتے وقت ایک لہر شعوری ذہن سے تلاوت کی اور دوسری لہر نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ایسے میں ہی بھول ہوتی ہے۔ شعور ایک وقت میں صرف ایک ہی طرف توجہ دے سکتا ہے۔ جبکہ لاشعور اور نفس ایک ہی وقت ہزاروں، لاکھوں معاملات پر توجہ دے سکتے ہیں۔

ذہن (شعور + لاشعور) پیدائش سے ہی ترقی یافتہ ہوتا ہے۔ عمر کے ساتھ ساتھ جسم اور نفس بڑھتے ہیں۔ ذہن ہمیشہ یکساں ترقی یافتہ اور ناقابل تغیر ہوتا ہے۔ ذہن پر کوئی چیز اثرانداز نہیں ہوتی، صرف جسم اور نفس قابل اصلاح اور قابل ترقی ہوتے ہیں۔ عمر کے ساتھ دماغی کمزوری سے ذہن کی کارکردگی میں رکاوٹ پڑتی ہے۔ تمام ذہنی علامتیں نفس کی علامتیں ہیں۔ ذہن کی کوئی علامت نہیں۔

انسانی شخصیت کو ہم ٹی وی، کمپیوٹر اور موبائل فون سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ جسم کمپیوٹر کے ہارڈویئر کی طرح ہے۔ بجلی ذہن کی طرح ایک غیر جانبدار قوت ہے جبکہ نفس سوفٹ ویئر کی طرح ہے۔ آپ جس آلہ میں بجلی لگالیں یہ اس آلہ کے سرکٹ کے مطابق کام کرئے گی۔ ایک کی جگہ دوسرا انسٹرومنٹ لگادیں۔ بجلی اس میں بھی ایسے ہی کام کرئے گی جیسے پہلے میں کرتی تھی۔ اس مثال سے ہندو مذہب کا آواگون اور تناسخ کا مسئلہ سمجھنے میں مدد ملے گی۔

مرنے کے بعد جسم مٹی میں اور نفس بڑی سرکار کے حضور پہنچ جاتا ہے جبکہ ذہن بجلی کی طرح کسی اور جگہ بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ مرنے کے بعد ذہن ایسے ہی تندرست ہوتا ہے جیسا کہ پیدائش کے وقت اور کسی بھی جگہ استعمال کے قابل۔

مغربی ممالک کے جاسوسی کے ادارے نفس کی جسم سے علیحدگی کے تصور کو جاسوسی کے لیے مختلف طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ ذہن کو سُن کرنے کے لئے ایک مقناطیسی ٹوپی سے دماغ پر ہلکی ہلکی چوٹ لگا کر دماغ کو سُن کر کے نفس کو علیحدہ کر کے اس سے مخالفین کے دفتروں سے راز چوری کیے جاتے ہیں۔ غالباً فرعونوں نے اپنے مقبروں کی تعمیر کے لئے نفس کی بے پناہ قوت کو استعمال کیا۔ حضرت سلیمانؑ کے دربار میں ملکہ کا تخت بھی ان کا کوئی صحابی غالباً نفس کی قوت سے آناًفاناً اٹھالایا تھا۔

جادوگر بھی نفس کی قوت کو منفی طریقوں سے استعمال کرتے ہیں۔ کفار اور گناہ گاروں کے نفس قبرستانوں یا آگ میں جلانے والے مقامات (مرگھٹ) میں رہتے ہیں۔ ان کو ہی آسیب یا بھوت کہا جاتا ہے اور ان کو یوگی عامل (جادوگر) اپنے مذموم مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

موت کے بعد اہل ایمان برزخ میں قیام پذیر ہوتے ہیں جبکہ کفار، مشرک، مجرم، قاتل اور خود کشی کرنے والوں کے نفس یا بھوت مرگھٹ یا قبرستانوں میں ہی رہتے ہیں کیونکہ ان کی بخشش یا مکتی نہیں

ہوتی۔ بعض اوقات یہی بھوت بذات خود یا کسی عامل کے عمل سے زندہ انسانوں میں نیند کی حالت میں حلول کر جاتے ہیں جبکہ زندہ انسانوں کا نفس باہر نکلا ہوا ہوتا ہے۔ زندہ جسم پر قابض ہو کر اپنے پہلے جنم کے واقعات سے دوسروں کو متاثر کرتے ہیں۔ یہی آواگون کا عقیدہ آج کل مغربی ممالک میں بڑے زور و شور سے پھیلایا جا رہا ہے کہ انسان اس وقت تک بار بار جنم لیتا ہے جب تک اس کی بخشش (مکتی) نہ ہو جائے۔ یہ کوئی قدرتی قاعدہ قانون نہیں بلکہ چند مشرکین کے ساتھ پیش آتا ہے۔ وگرنہ ایک نفس اپنی انفرادیت کی وجہ سے ایک بار ہی جنم لیتا ہے۔ اور اگر اس نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنی اصلاح نہ کی تو اس کے لیے کوئی دوسرا جنم نہیں۔

تمام انسانوں کے ذہن یکساں حسابی قاعدے قانون اور ودیعت شدہ علم کے مطابق کام کرتے ہیں۔ ذہن نہ جسم سے علیحدہ ہوتا ہے اور نہ اس کی کوئی انفرادیت ہے اور نہ ہی اس کی کوئی بخشش اور نہ ہی اس کا کوئی ارادہ ہے۔

تمام ذہن ایک ہی طرح کام کرتے ہیں اور ان کے افعال اور اشغال بھی ایک سے ہی ہیں۔ اس لئے ان کا دوسرا جنم بے معنی ہے۔ یہ صرف ایک امکان ہے کہ مرنے کے بعد ان کی یکسانیت کی وجہ سے ان کو دوسرے پیدا ہونے "والوں کے جسم میں" لگا دیا جائے۔ جیسے بجلی ایک آلے سے دوسرے آلے میں چلی جاتی ہے۔ لیکن اس کا کوئی تجرباتی ثبوت نہیں۔ لہٰذا کسی ذہن کا دوسرے جسم پر غلبہ قرین قیاس نہیں۔ آواگون ذہن کی نہیں بلکہ نفس (بھوت) کی کارستانی ہے۔ جو اپنی بخشش کے لئے ہاتھ پاؤں مارتا ہے۔

B. ذہن

دوسری نادیدہ قوت ذہن یا عقل ہے۔ یہ قوت دماغی اعصاب سے جسم کے ساتھ منسلک ہے۔ ذہن ایک اکائی ہے اور دماغ کے ذریعے سے اپنی قوت استعمال کرتا ہے۔ دماغ کو دو حصوں میں ایسے تقسیم کیا گیا ہے کہ درمیان میں کٹاؤ (Fissure) سے دماغ کے دو حصے ہو جاتے ہیں۔

بایاں حصہ بیرونی دنیا سے بذریعہ اعصاب خمسہ جڑا ہوا ہے اور بیرون جسم معاملات سے شعوری ذہن کو آگاہ رکھتا ہے۔ یہی حصہ "دفع ہو جاؤ۔" والی مثال میں نفس کے دباؤ سے چلاتا ہے۔ یہی حصہ نفس کی قوت ارادی (Will) کا اظہار اور نفس کی خواہشات کو ظاہر کرتا ہے۔ ظاہرۃ قوت ارادی کا مرکز نظر آتا ہے۔ لیکن اصل قوت ارادی نفس کی قوت ہے۔ صرف شعور نفس کی ترجمانی اور نفاذ کی قوت سے بحث مباحثہ کے بعد نفس کی خواہشات اور احکامات کو جسم اور بیرون جسم نافذ کرتا ہے۔

دماغ کا دایاں حصہ لاشعور ذہن کی جولانی کا مرکز ہے اور اندرونی اعضاء جیسے معدہ، آنتیں، جگر، تلی، پھیپھڑے، دل، گردے، غدود اور لائمف کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ تمام اعضاء انسانی ارادے سے کنٹرول نہیں ہوتے بلکہ جذبات سے ان میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں۔ یعنی ان اعضاء کے افعال کو جذبات متاثر کرتے ہیں۔

جب بھی نفس کی جبلتوں کو خطرہ محسوس ہوتا ہے جبلتیں جذبات میں تبدیل ہو کر اعضاء کی کارکردگی کو متاثر کرتی ہیں۔ بیرون جسم معاملات کا جسم کے اندرونی حصوں کو علم نہیں ہوتا۔ حواس خمسہ سے حاصل کردہ معلومات بذریعہ اعصاب اندرونی اعضاء تک نہیں پہنچتیں۔ اس طرح جسم کا ایک حصہ نہیں جانتا کہ دوسرے حصے میں کیا ہو رہا ہے۔

اعصاب کے ذریعے جب تک جسم میں اطلاعات نہیں پہنچتیں۔ اس وقت تک جسم کا یہ حصہ لاعلم ہی رہتا ہے۔ نظر اور آواز سے دیکھے مناظر اندرونی اعضاء تک نہیں پہنچتے اگر ایسا ہوتا تو انسانی دخل اندازی سے زندگی مشکل بلکہ ناممکن ہو جاتی۔ اندرونی اعضاء لاشعور کے پیغامات سے کام کرتے ہیں لیکن جب نفس جذبات سے بھڑک اٹھتا ہے تو یہ جذبات لاشعور کو مداخلت کے لیے اکساتے ہیں۔

ذہن کے بے شمار افعال میں سے ایک فعل اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے جسم اور نفس کی حفاظت کرنا ہے۔ اس کے علاوہ بحث مباحثہ سے نتیجہ اخذ کرنا، سوچ بچار سے مسائل کے حل کے لیے نئ راہیں تلاش کرنا، نفس کو مشورہ دینا، نفس کے فیصلوں کو جسم اور بیرون جسم نافذ کرنا بھی شامل ہے۔

ذہن جسم میں ہر اس جگہ موجود ہے جہاں خون کی نالیاں اور اعصاب موجود ہیں۔ ذہن ایک غیر جانبدار، غیر جذباتی، احساسات سے محروم اور دکھ درد سے ناآشنا قوت ہے جو اعصاب کے ذریعے سے جسم کی اندرونی اور بیرونی دشمنوں سے حفاظت کرتا ہے۔ اس کام میں کسی مداخلت کو خاطر میں نہیں لاتا۔

ذہن جانتا ہے کہ کونسا کام کیسے انجام دینا ہے اور کب انجام دینا ہے۔ اس بارے میں کوئی غلطی نہیں کرتا۔ ہر وقت چوکنا، حاضر باش آرام اور نیند سے کوسوں دور (اگر ذہن ہی سو گیا تو حفاظت کون کرے گا) افعال و اشغال میں مصروف رہتا ہے۔ یہ صرف جسم ہی ہے جو تھک کر سوتا ہے۔ جسم کی حفاظت ذہن کا سب سے اہم فریضہ ہے۔ مزید تفصیل کیلئے مطالعہ کیجئے مضمون ”ہومیوپیتھس کیلئے نفسیات“۔

جبلت کے تقاضے پورے کرنے سے جذباتی دباؤ (Tension/Stress) سے جسم اور نفس بیمار پڑتے ہیں۔ اس دباؤ سے ذہن کیسے چھٹکارا دلاتا ہے کا ذکر دو ابواب بہ عنوان ”حالات کا دباؤ“ اور ”ہارمونز“ میں کیا گیا ہے۔ اس ساری بحث کو اگلے صفحات میں Table کی صورت سمیٹ کر یکجا کر دیا گیا ہے۔

نفس اور ذہن کے تعلقات

راہنمائی کیلئے خیالات نازل		خیالات کا نزول آزمائش کیلئے خوف اور طمع کے خیالات		انسانی جسم ودیعت شدہ علم سے نظام چلاتا ہے	
شعوری ذہن		نفس (قوت حیات)		لاشعور ذہن	
جسم کی بیرونی حفاظت		کردار سازی اور شخصیت کی تعمیر		جسم کی اندرونی حفاظت	
ٹانگیں، ہاتھ + جلد + حواس خمسہ + ضمیر		چھٹی حس اور سارے جسم پر کنٹرول		اندرونی اور مدافعتی اعضاء	
دلیل، منطق اور تجربہ		اپنی ذات اور مفادات کی جبلت Instinct	تمنائیں۔آرزوئیں Sentiments	ودیعت شدہ علم	ودیعت شدہ علم
زندگی کے روز مرہ معاملات تجارت، فنون ، سائنس، انجینئرنگ، میڈیکل، تحقیق	جسم کی بیرونی حفاظت، گفتگو، لڑیا بھاگ کر، فیصلہ نفس کے دباؤ کے تحت ہوتا ہے۔	جذبات، غصہ، فکر، نفرت، حسد سے چہرے اور جسم میں تبدیلی سے ایسے ہارمونز کا اخراج جس سے بیماریاں پیدا ہوں۔	اللہ۔ رسول دین سے محبت، آخرت میں اعلیٰ مقام پانے کیلئے عبادات، ایثار، قناعت، صبر کے جذبات اور تمنائیں سے ایسے ہارمونز کا اخراج جس سے طمانیت پیدا ہو۔	قدرتی وجوہات اور جذبات سے پیدا بیماریوں سے تحفظ کیلئے ہارمونز کی پیدائش + بیماریوں سے تحفظ کیلئے کیمیکلز	نظام جسم کو ودیعت شدہ علم سے چلا کر توانائی پیدا کرنا
انسان اور مادہ کے تعلقات	انسان اور انسان کے تعلقات	انسان اور انسان کے تعلقات جبر	انسان اور انسان کے تعلقات (خوداختیاری)	اندرونی اعضاء کا آپس میں تعلق	

12 ہومیو پیتھس کیلئے نفسیات

نفسیات (Psychology) کبھی نفس (روح) یا Psyche کے مطالعہ کا نام تھا۔ لیکن تحریک احیائے علوم کے ابھرنے سے مذہب بیزاریت سے یہ تعریف آہستہ آہستہ معدوم ہونے سے نفسیات' ذہن (Mind) کا مطالعہ بن گیا۔ اب یہ سمجھا جاتا ہے کہ تمام جاندار اشیاء میں ذہن کی موجودگی' ان کو بے جان اشیاء سے متمیز کرتی ہے۔ پودے اگرچہ جاندار ہیں لیکن اُن میں دماغ اور اعصاب' جو جانداروں / جانوروں / حیوانوں میں پروٹینز (Proteins) سے بنتے ہیں کہ نہ ہونے سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ پودے بغیر ذہن جاندار ہیں۔ ہومیو ادویات کے پودوں پر اثر پذیر ہونے سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ پودوں میں بھی ایسی قوت موجود ہے جس پر ہومیو ادویات اثر کر کے اپنے جاندار ہونے کا ثبوت دیتی ہیں۔

نفسیات کو ذہن سے منسلک کرنے سے اس کو ایک سائنس بنانا مقصود تھا۔ ہینی مین نے بھی مذہبی شناخت سے بچنے کیلئے (Dynamis) قوت حیات کا سہارا لیا۔ تمام زندہ اجسام' کسی نہ کسی اندرونی یا بیرونی محرک (Stimulant) کے ردِ عمل میں اپنا طرز عمل، سلوک، برتاؤ اور رویہ (Behaviour) تبدیل کر لیتے ہیں۔ لہٰذا اب انسانی ذہن میں برپا عملیات (Reactions) کے ردِ عمل میں رویوں (Behaviour) میں تبدیلی کا نام نفسیات ہے۔ ذہن کے بارے اب یہ تصور ہے کہ ذہن (۱) سوچتا ہے (۲) محسوس کرتا ہے اور (۳) ارادہ کرتا ہے جس کے نفاذ سے جسم میں رد عمل یا رویوں میں تبدیلی آتی ہے۔ یہی رویوں کی تبدیلی ہومیو پیتھی کی ذہنی علامات (Mental Symptoms) ہیں جو کہ حقیقت میں جذباتی علامات (Emotional Symptoms) ہیں۔ جس وقت یہ لکھا گیا اس وقت نفسیات ایک پراگندہ غبار اور اور اوہام کے سوا کچھ نہ تھی اور اب یہ سب کو معلوم ہے کہ احساسات [5] / جذبات سے جسم میں تبدیلیاں یا

---

5 حواس خمسہ سے حاصل معلومات (Data) "احساسات (Feelings)" ہیں اور احساسات میں شدت "جذبات"۔ جذبات کا الفاظ میں بیان خیالات۔ خیالات لکھنے سے میٹریا میڈکا کا بیانیہ۔ خیالات بولنے سے آواز۔ آواز سگنلز میں تبدیل ہوتی ہے۔ سگنلز دوبارہ آواز میں اور پھر آواز خیالات میں تبدیل ہو جاتی ہے یعنی خیالات۔ آواز اور سگنلز آپس میں Interchangeable ہیں۔

رویوں میں تبدیلیاں آتی ہیں۔ جبکہ ذہنی علامات پُر سکون، ٹھنڈی اور نرم ہوتی ہیں کہ ان کا احساس ہی نہیں ہو پاتا۔ جذباتی علامات / رویے آناً فاناً تبدیل ہوتے ہیں جبکہ ذہنی تبدیلی وقت لیتی ہے۔ (Is Time Dependent)

ذہن کی تعریف (سوچتا ہے، محسوس کرتا ہے اور ارادہ کرتا ہے) صرف انسانوں کیلئے ہے کیونکہ حیوانات / جانوروں کے سوچنے کی صلاحیت صرف جبلتوں کی ضرورت پوری ہونے تک محدود ہے۔ لیکن یہ تعریف انسانی ذہن کیلئے بھی ادھوری ہے۔ انسانی ذہن بیماریوں اور جذباتی اُتھل پتھل سے تحفظ دیتا ہے۔ علاوہ ازیں انسانی ذہن، جسم کے تمام افعال (Functions) اور اشغال (Processes) کو بھی کنٹرول کرتا ہے۔ یوں ان تمام تفصیلات کو سمونے سے "ذہن" کی تعریف کچھ یوں ہو گی۔

"انسانی ذہن زندگی کا نام ہے۔ ذہن، جسم کی اندرونی اور بیرونی حفاظت کرتا ہے اور زندگی کے افعال اور اشغال کو کنٹرول کر کے زندگی کو متوازن بناتا ہے۔ انسانی ذہن سوچتا ہے۔ ذہن محسوس کر کے جذبات کے اظہار سے رویوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ انسانی ذہن ارادہ کرتا ہے اور اپنے فیصلے جسم پر نافذ کرتا ہے۔"

ان تمام وجوہات کو مختصراً تین شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

1. جسمانی نظام کا بندوبست کرنا اور بیماریوں سے اندرونی بیرونی تحفظ کرنا
2. سوچنے، سمجھنے اور دلیل سے نتیجہ نکالنا
3. محسوس کر کے جذبات کے اظہار سے رویوں میں تبدیلی پیدا کرنا

ان تین شعبوں کی دیکھ بھال تین ذہن یا ایک ذہن کے تین واضح حصے اپنی اپنی حدود کے اندر کرتے ہیں۔ تین ذہن یہ ہیں۔

1. لاشعوری ذہن (Unconscious Mind)
2. شعوری ذہن (Conscious Mind)
3. جذباتی ذہن (Emotional Mind)

اس کے علاوہ Sub Conscious Mind کا ذکر بھی کیا جاتا ہے لیکن اس کا صحت کے ساتھ تعلق نہ ہونے سے اس کا مزید ذکر نہیں کیا جائے گا۔ تمام اذہان / دماغ کے ذریعے سے جسم میں کام کرتے ہیں جس سے مغالطہ ہوتا ہے کہ ذہن ایک ہے۔

اب ہم دیکھیں گے کہ کون سا ذہن 'نفسیات کی تعریف پر پورا اُترتا ہے۔ لاشعور جسمانی نظام اور بیماریوں سے تحفظ ودیعت شدہ علم سے انجام دیتا ہے۔ اس سلسلے میں کسی بیرونی حکم، التجا یا دخل اندازی کو خاطر میں نہیں لاتا۔ البتہ جو اعضاء خودکار اعصابی نظام (Autonomous Nervous System) سے منسلک ہیں جن کو لاشعور کنٹرول کرتا ہے، کی کارکردگی جذبات / احساسات سے متاثر ہو کر رویوں میں تبدیلی کا باعث بنتی ہے۔ لاشعور جذبات کو صحت دشمن عناصر سمجھ کر ان کا خاتمہ بھی انفیکشن کی طرح کرتا ہے۔ لاشعور کا اپنا کوئی ارادہ اور احساسات نہیں اور نہ ہی احساسات / جذبات لاشعور ذہن میں کوئی تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ لاشعور صرف احساسات / جذبات کا دفاع کرتا ہے لیکن خود متاثر نہیں ہوتا۔ نہ اس کا کوئی ارادہ ہے اور نہ یہ سوچتا ہے بلکہ ودیعت شدہ علم پر عمل کر کے "زندگی" کی حفاظت کرتا ہے یعنی لاشعور 'زندگی کی Defence Cordes یا دفاعی فوج ہے، اک Robot اور ایک حسابی اور سائنٹیفک وجود۔

شعوری ذہن ' اعصاب سے حاصل کردہ معلومات 'گزشتہ واقعات (Memory) ، تعلیم اور تجربے کو سامنے رکھ کر سوچ سمجھ کر فیصلے کرتا ہے جس میں وقت لگتا ہے۔ اس کے فیصلے نرم، متحمل، دور رس، فہم و فراست کا مرقع ہوتے ہیں۔ وقتی مفادات سے بالاتر فیصلوں اور جذباتی فیصلوں میں بُعد المشرقین اور المغربین ہوتا ہے۔

شعور' حواس خمسہ سے حاصل کردہ احساسات کو عقلی فیصلوں کیلئے استعمال کرتا ہے۔ جذبات' حواس خمسہ (جن کو شعور کنٹرول کرتا ہے) پر وقتی غلبہ پا کر رویوں میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ جذبات سے شعور بذات خود متاثر نہیں ہوتا۔ لہٰذا شعور زندگی دینے والی قوت نہیں بلکہ زندگی کو فہم و فراست اور دانش عطا کرنے والی قوت (Think Tank) ہے۔

تیسرا جذباتی ذہن (Emotional Mind) 'محسوسات (Feelings) سے بہت متاثر ہوتا ہے۔ ہر محرک جو انسان کے مفاد سے متعلق ہو وہ انسان کو متاثر کرتا ہے۔ چاہے وہ خوراک ہو یا موسم ہو یا

زیادہ محنت و مشقت ہو یا انفیکشن ہو یا معاشرتی تعلقات ہوں یعنی نیوٹن کے تیسرے "قانونِ ردِ عمل" کا انسانوں پر اطلاق یا قانون مکافات عمل۔ معاشرتی سطح پر اس کا اظہار ایسی ضرب المثلوں سے ہوتا ہے" جیسے کو تیسا"، "جیسی کرنی ویسی بھرنی" یا "Tit For Tat"۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ زندگی کی بقاء کیلئے ضروری ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو زندگی کبھی کی معدوم ہو چکی ہوتی۔ تمام معاشرے "ادلے کا بدلہ" پر ہی تعمیر ہوئے ہیں۔ نفسیات دانوں کا خیال ہے کہ انسانی فطرت / باطن / انسانی جان میں کچھ رجحانات (Tendencies) ودیعت کر دیئے گئے ہیں جو نسل در نسل منتقل ہو رہے ہیں اور تمام انسان بلا سوچے سمجھے ان رجحانات کی پیروی کر رہے ہیں۔ یہ بغیر سکھائے علم 'جبلت (Instinct) کہلاتے ہیں۔

ایک ہی جیسے حالات میں تمام انسانوں کا رویہ (Behaviour) ایک جیسا ہی (Stereo Type) لگا بندھا) ہوتا ہے۔ سوائے ان کے جنہوں نے تعلیم و تربیت سے اس رجحان پر غلبہ (Tame) پا لیا۔ ان رجحانات (Instinct جبلت) میں جان (زندگی) کی حفاظت یعنی جان کی محبت کو اوّلین ترجیح ہے۔ جان کی حفاظت کے علاوہ وہ تمام لوازمات / ضروریات بھی اس میں شامل ہیں جو زندگی قائم رکھنے کیلئے ضروری ہیں (ثانوی جبلتیں)۔ اُن کی حفاظت بھی ایسے ہی کی جاتی ہے جیسے جان کی مثلاً رزق کی تلاش، ملازمت، کاروبار، صنعتی، زراعتی سرگرمیوں میں شامل ہونا۔ عزت و قار، معاشرتی رُتبے، سب سے آگے بڑھنے اور سب سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش، جنس مخالف کی محبت اور اولاد کی حفاظت اور ہر وہ خواہش جس پر دم نکلے یہ روزمرہ زندگی کا لوازمہ ہیں۔ اس کے علاوہ ایسی آفات جو بِن بلائے نازل ہوتی ہیں جیسے کسی عزیز کی ناگہانی موت، ملازمت سے محرومی، کاروبار میں نقصان، حادثات میں معذوری وغیرہ۔ ان تمام پریشانیوں کو جذباتی ذہن فوری بھانپ کر (Apprehend) جسم کو ردِ عمل کیلئے تیار کرتا ہے اور ردِ عمل سے رویوں / علامات میں تبدیلی پیدا کرتا ہے۔ جذباتی ذہن سوچتا نہیں بلکہ حالات کے مطابق فوری ردِ عمل دیتا ہے۔

جب زندگی خطرے میں ہو تو فوری فیصلے ضروری ہوتے ہیں لیکن جب ثانوی جبلتوں اور ناگہانی آفات سے واسطہ پڑ چکا ہو تو سوچ بچار کیلئے وقت ہو تو جذباتی فیصلوں سے بچا جا سکتا ہے۔ جب معاملات کا تعلق مادہ سے ہو جیسے سائنس، زراعت، معیشت، صنعت اور کاروبار تو فیصلے (ارادہ) شعوری ذہن کرتا ہے۔ یعنی "ارادہ" کے دو مراکز ہیں، ایک احساس / جذبات سے متعلقہ معاملات کیلئے اور ایک مادی

معاملات کیلئے۔ پہلے کا مرکز جذباتی ذہن / نفس ہے جبکہ دوسرے کا شعور۔ ارادے کے 2 مراکز کی وجہ سے گومگو اور مخمصہ کی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔

زندگی احساسات کا نام ہے، سوچنے کا نہیں۔ بے شمار مخلوق بغیر سوچے صرف جبلتوں کے سہارے زندگی بسر کرتی ہے۔ سوچ بچار سے جبلتوں کی تطہیر سے اعلیٰ اخلاق اور زندگی کی اعلیٰ قدروں کی تخلیق سے انسانی زندگی میں ترقی اور آخرت میں اعلیٰ مقام ملتا ہے۔ جذبات سے آرٹ فنون کلچر کی ترقی سے انسانی زندگی کے بے شمار ادارے جیسے شادی بیاہ، مصوری، ملبوسات کی رنگا رنگی، ڈرامہ، فلم، موسیقی وغیرہ وجود میں آئے ہیں جبکہ شعوری کوششوں سے مادی زندگی کے بے شمار ادارے جیسے دفاع، زراعت، صنعت، انجینئرنگ، میڈیکل اور سائنس وجود میں آنے سے زندگی آسان ہوئی ہے۔

نفسیات کی تعریف کو مدنظر رکھتے ہوئے تینوں ذہنوں میں کوئی بھی اس تعریف پر پورا نہیں اترتا۔ نفسیات ان تینوں کو ایک سمجھ کر مطالعہ کرتی ہے۔ نفس علامات اور رویوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہے جبکہ ذہن ان علامات کو تحلیل کرتا ہے یعنی جبلتوں کے تقاضے پورے کرنے کیلئے نفس کے رویوں میں تبدیلی بیماری ہے اور ذہن ان علامات / رویوں میں تبدیلی سے شفا دیتا ہے۔ یعنی بیماری اور شفا کی قوتیں انسانی شخصیت میں پنہاں ہیں جو انسانی ارادے کے کنٹرول میں نہیں۔ بیماری نہ ہماری مرضی سے آتی ہے اور نہ شفا۔ دونوں کا مقصد فاسد مادوں کا اخراج جسمانی اور نفسی تطہیر سے اعلیٰ اخلاق اور کردار کی تعمیر سے انسان کو خلیفۃ الارض بنانے کی تیاری ہے۔

حضرت آدمؑ کو علم الاشیاء کی عطا سے پہلے تمام انسانوں اور دیگر مخلوقات میں زندگی کا باعث نفس (جذباتی ذہن) تھا۔ نفس اپنی حفاظت کے علاوہ جسمانی نظام اور بیماریوں سے تحفظ بھی کرتا تھا۔ ارادے (سوچ) کا اثر صرف جبلتوں کی حرکات تک محدود تھا۔ انسان کو اشرف المخلوق بنانے کیلئے نفس انسانی میں بہت سی تبدیلیاں کر کے ذہن (Mind) بھی عطا کیا گیا۔ چیزوں کے نام جاننا، اشیاء کے اوصاف، استعمال اور تبدیلیوں کا علم ہے جو بغیر عقل ممکن نہیں۔ یعنی علم الاشیاء کے ساتھ عقل یعنی ذہن (Mind) بھی عطا کیا گیا تاکہ عقل سے کام لیکر انسان مادے پر تصرف سے نئی ایجادات کر سکے۔ موجودہ سائنس، انجینئرنگ اور میڈیکل علوم کی وسعت اسی علم اور عقل کے امتزاج سے ممکن ہوئی ہے۔

دیگر مخلوقات کی خوراک کا انتخاب محدود ہے۔ کوئی گوشت خور ہے اور کوئی سبزی خور، اور وہ بھی ایک محدود دائرے کے اندر جبکہ آدم کو بہت سے پاکیزہ اور حلال خوراک کا ایک وسیع دستر خوان عطا کیا گیا۔ جس کو جسم کا حصہ بنانے کیلئے نظام جسم میں متعدد ترامیم کر کے یہ کام بھی ذہن (Mind) کے سپرد کر دیا گیا۔ دیگر مخلوقات ہر طرح کی گندگی اور جراثیم سے آلودہ خوراک چٹ کر جاتی ہے جس سے ان کی بہت مضبوط قوت مدافعت کا اندازہ ہوتا ہے۔ انسانی خوراک کی پاکیزگی، وسعت اور نفاست کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ایک نیا نظام بدن اور نظام مدافعت عطا کیا گیا اور اس کی کارکردگی پر کنٹرول بھی ذہن کے سپرد کیا گیا۔ یوں حفاظت نفس اور جسم کا کام ذہن کے سپرد کر کے نفس کو آزاد کر دیا گیا کہ دنیا اور آخرت میں اپنا مقام بنانے کیلئے ہر طرح کی کوششیں کرے۔

آدمؑ اور اس کی اولاد کو نائب اللہ بنانے کیلئے آزمائش سے گزارنا ضروری قرار دیا گیا۔ آزمائش کیلئے ایک کی بجائے کئی جبلتیں جو خوف اور لالچ سے عیاں ہوتی ہیں کو آدمؑ کے نفس (جذباتی ذہن) میں ایسے چھپایا گیا ہے کہ خوف سے جونہی ان جبلتوں (مفادات) کو کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے۔ انسان آناً فاناً جذبات سے ردِ عمل دیکر رویوں میں تبدیلی (ہومیو علامات) سے ظاہر کرتا ہے اور ان تبدیلیوں / رویوں کو ذہن (Mind شعور + لاشعور) اعلیٰ اخلاق و کردار کا مظہر بنانے کیلئے نفس پر ناصحانہ فیصلہ القا (Transmit) کرتا ہے۔ چاہے نفس اس مشورے کو قبول کرے یا رد۔ نفس اور ذہن کی یہ کش مکش سے ہی انسانی شخصیت سنورتی ہے۔

اس بحث سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جذباتی ذہن (نفس، دل، Emotional Mind، قوت حیات Vital Force) ہی انسانوں اور دیگر جانداروں میں باعث زندگی ہے۔ انسانی جذباتی ذہن کی وسعت پذیری دیگر جانداروں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ یہ ذہن محسوس کرتا ہے۔ رویوں میں تبدیلی پیدا کرتا ہے اور اس کے ارادے کا اثر صرف جبلتوں سے پیدا کردہ محسوسات کو عملی شکل دینے تک ہے۔ معروف معنوں میں جذباتی ذہن سوچتا نہیں۔ انسان کو اشرف المخلوق بنانے کیلئے شعوری ذہن (Think Tank) اور لاشعوری ذہن (Defence Core) کی نعمتوں سے نوازا گیا ہے۔ اس تمام بحث کو نیچے نفس اور ذہن کے تقابلی جائزے سے واضح کیا گیا ہے۔

نفس (Psyche) اور ذہن (شعور + لاشعور) کا تقابلی جائزہ

نفس (جذباتی ذہن)	ذہن (شعور + لاشعور)
1. نفس جسم کا برقی عکس جبکہ جذباتی ذہن (دل) دماغ کا برقی عکس۔	1. ذہن، انسانی جسم کا حصہ نہیں بلکہ حضرت آدمؑ کی اولاد کیلئے علم الاشیاء + عقل کا عطیہ ہے۔
2. نفس (دل) بذریعہ اعصاب اور بغیر اعصاب جسم کے ہر سیل (Cell) سے منسلک۔	2. ذہن، سارے جسم سے بذریعہ دماغ اور اعصاب منسلک ہے جہاں اعصاب نہیں وہاں ذہن کی رسائی نہیں۔
3. نفس جسم سے توانائی لیتا ہے۔ اس لیے بیماری میں جسم میں توانائی کی کمی سے کمزور ہو جاتا ہے۔	3. ذہن، جسم سے توانائی نہیں لیتا بلکہ عالمی ذہن (اللہ تعالیٰ) سے ہر وقت رابطے میں رہتا ہے اور وہیں سے توانائی لیتا ہے۔ کبھی بیمار اور کمزور نہیں ہوتا۔
4. جان اور دیگر جبلتوں کی حفاظت کیلئے جھگڑالو، ضدی، جلد باز، غصیلہ اور مفادات اور لالچ کا حریص۔ انفیکشن اور جذبات کی شدت سے بیمار ہو جاتا ہے۔ شفا کیلئے ذہن کو متوجہ کرتا ہے۔	4. جذبات اور احساسات سے عاری، بیماری، درجہ حرارت، کمزوری، دکھ درد سے ناآشنا، ودیعت شدہ علم سے جسم اور نفس کی حفاظت کرتا ہے۔ قوت شفاء کا مرکز ہے۔
5. جذباتی فیصلوں / ارادے کا مرکز۔ بغیر سوچے سمجھے فیصلے کرتا ہے۔ ذاتی مفاد اوّلین ترجیح، چھٹی حس، بے ایمانی، جھوٹ عناد، سرکشی، حسد، عداوت، بدلہ اور گناہ کی دلدل۔ قرآن اسی کو مخاطب کرتا ہے۔ آخرت میں اسی کا ہی حساب ہو گا۔	5. ایسے تمام معاملات جہاں احساسات نہ ہوں اور مادے سے تعلق ہو یعنی سائنس، انجینئرنگ، کاروبار، نئی تخلیق وغیرہ کے فیصلے کرتا ہے۔ سوچ بچار اور عقل کا منبع، ضمیر اور ایمان کی علامت، دعوت ایمان کا مبلغ۔ اس کا حساب نہیں۔

زندہ اجسام، اندرونی اور بیرونی محرکات سے متاثر ہو کر اپنے رویوں میں تبدیلی پیدا کرتے ہیں۔ مادی محرکات، حواس خمسہ کو متاثر کر کے احساسات اور جذبات پیدا کرتے ہیں جو اعصاب اور دماغ سے ہوتے ہوئے جذباتی ذہن، لاشعور اور شعور تک پہنچتے ہیں۔ ہومیو ادویات میں کوئی مادی جز ہی نہیں۔ اس لئے ان کی منہ کے اعصاب سے پہچان (Identification) ممکن نہیں کیونکہ منہ کے اعصاب مادی اشیاء کو پہچانتے ہیں لیکن ہومیو ادویات کے شفائی اثرات ظاہر کرتے ہیں کہ وہ منہ میں ہی پہچان لی گئی تھیں۔ یہ صرف اس طرح ممکن ہے کہ ہومیو ادویات کسی ایسی (Format) صورت میں ہوں جن کو اعصاب کو پہچاننے کا علم ودیعت کیا گیا ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جسم کے اندر تمام پیغامات کی ترسیل (Transmission) بذریعہ نیورو سگنلز ہوتی ہے لہٰذا ایسے لگتا ہے کہ ہومیو ادویات میں جذبات اور علامات بصورت نیورو سگنلز منجمد ہیں۔ ہومیو دوائی بنانے کے عمل تحلیل و تقلیل (Dilution and Succussion) میں میڈیکل مادے نیورو سگنلز میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ جسم میں جا کر یہ نیورو سگنلز مماثل بیماری کی علامات اور جذبات پیدا کر کے جذباتی ذہن (لاشعور اور شعور) کو اپنی طرف متوجہ کرا لیتے ہیں۔ ہومیو دوائی کے نیورو سگنلز منہ کے اعصاب سے سارے اعصاب میں پھیل کر ایک مماثل بیماری کی علامات پیدا کر دیتے ہیں یوں جسم میں دو بیماریاں جمع ہو جاتی ہیں، ایک قدرتی اور ایک مماثل ہومیو دوائی کی۔ جسم کا دفاعی نظام آنٹی باڈیز اور ہارمونز سے ان دونوں کا خاتمہ کر کے صحت بحال کر دیتا ہے۔

13 جذباتی دباؤ یا حالات کا دباؤ (Tension یا Stress)

روز مرہ زندگی میں انسان کو ایسے واقعات سے واسطہ پڑتا ہے جو اس کی مرضی، ارادے، خواہش اور چاہت کے خلاف ہوتے ہیں۔ ایسے رونما ہوئے واقعات پر انسان کا ردعمل بھی بغیر سوچے سمجھے آناً فاناً ہوتا ہے۔ انسانی شخصیت کے باطن (یعنی میں کی قوت حیات) میں کچھ ایسے رجحانات (Tendencies) رکھ دیئے گئے ہیں کہ جب یہ مخصوص حالات یا واقعات پیش آتے ہیں تو انسان فوراً بغیر دلیل اور تفصیل جانے اپنے جسمانی عمل، سلوک، رویے اور برتاؤ (Behaviour) سے ردعمل دیتا ہے۔ مثلاً جب زندگی کو خطرہ ہو تو انسان جان بچانے کیلئے فوراً لڑتا ہے یا غصے، نفرت سے جواب دیتا ہے یا بھاگتا ہے۔ یہ رویہ انسانوں اور جانوروں میں مشترک ہے۔ لیکن انسان میں ارادے کی آزادی کیوجہ سے یہ رویہ مختلف لوگوں میں مختلف ہو سکتا ہے۔ یعنی کوئی ڈنڈا، پستول یا چاقو استعمال کرتا ہے یا کوئی چالاکی اور ہوشیاری سے ہی خطرے کو ٹال دیتا ہے، لڑنے بھاگنے کی نوبت ہی نہیں آتی۔ لیکن جانور ایک لگے بندھے طریقے یعنی لڑ کر اور بھاگ کر جان بچاتے ہیں یا اس کوشش میں ہلاک ہو جاتے ہیں۔ اس رجحان کو معروف زبان میں جبلت (Instinct) کہتے ہیں۔ یہ بغیر سکھائے ودیعت شدہ علم ہے۔ جسے ہر شخص جانتا ہے اور اس پر عمل پیرا ہے۔ جیسے پیدائش کے بعد بچہ خود بخود دودھ چوسنے لگتا ہے یا پرندے اڑنے لگتے ہیں یا مچھلی تیرنے لگتی ہے ۔ اس قانون جبلت کی وجہ سے زندگی قائم ہے۔ جبلتیں کئی ہیں۔ جان بچانے، روزی کی تلاش اور جنسی ضرورت، انسانوں اور جانوروں میں مشترک ہے۔ انسانوں میں سوچ بچار کرنے والے ذہن اور ارادے کی آزادی کی وجہ سے انسانی جبلتیں جانوروں سے زیادہ ہیں۔ ان جبلتوں کے اظہار سے ہی انسانی ارتقا اور ترقی ممکن ہوئی ہے۔ ان کی تعداد بارے نفسیات دانوں میں اختلاف ہے۔ ہم صرف اُن جبلتوں کا ذکر کریں گے جن سے صحت پر اثر پڑتا ہے۔

پہلی بنیادی جبلت "جاں کی حفاظت" ہے۔ ہر انسان اور جان دار کو اپنی جان پیاری ہوتی ہے اور وہ خود ہی اُس کی حفاظت کرتا ہے۔ انسان کے باطن (قوت حیات) میں خطرات کو بھانپنے کی صلاحیت ودیعت

کر دی گئی ہے اور رد عمل میں ظاہری اور باطنی اسباب رکھ دیئے گئے ہیں۔ انسان گفتگو، طرز عمل، سلوک سے ان کا اظہار کرتا ہے۔ موقع محل کے مطابق کبھی لڑ کر، کبھی ہوشیاری سے، کبھی چھپ کر اور کبھی دھوکے یا کسی علمی تدبیر سے یا بھاگ کر جان بچاتا ہے۔ اگر کبھی شکست کا سامنا کرنا پڑے تو بعد میں بدلا لیکر حساب برابر کرتا ہے۔

زندگی کی بقا کیلئے بہت سی ضرورتیں ہیں کہ ان کے بغیر ارتقائی ترقی ممکن نہیں۔ لہٰذا ایسی تمام ضرورتوں کو ذیلی یا ثانوی جبلتوں میں شمار کیا جاتا ہے اور ان کی حفاظت بھی جان کی طرح کی جاتی ہے اور انسان ویسا ہی رد عمل دیتا ہے جیسا جان بچان کیلئے۔ زندگی بچانے کا عمل شدید ہنگامی حالت میں گزرتا ہے۔ لیکن ثانوی جبلتیں آہستہ آہستہ عمل پذیر رہ کر صحت برباد کر دیتی ہیں۔

ثانوی جبلتیں درج ذیل ہیں۔

a) عزت وقار اور رتبے کی خواہش اور اس کی حفاظت اگر ان پر کوئی حرف آتا ہے تو انسان فوراً ویسا ہی یا زیادہ شدید رد عمل بے ہودگی، بدتمیزی سے لڑ کر دیتا ہے۔

b) مال و دولت اور جائیداد کی محبت، ہوس اور اضافے کی خواہش میں ہر جائز ناجائز طریقہ اختیار کرتا ہے۔

c) کاروبار، ملازمت، ذرائع روزگار کو کوئی خطرہ یا مسابقت ہو تو نقصانات سے بچنے کی ہر تدبیر کرتا ہے۔ مقدمے بازی یا مصالحت سے کوئی راہ نکالتا ہے یا پھر آخری حربے میں لڑائی جھگڑے اور قتل سے بھی گریز نہیں کرتا۔

d) نسلی، جسمانی، لسانی، مذہبی، روحانی، سیاسی، علمی وجاہت، برتری اور فضیلت کا احساس۔ لیڈر بننے کا خبط، اپنے کو افضل سمجھنے کا تکبر کہ میری بات ہی مانی جائے کی گردان کی جبلت۔

e) جنس مخالف کی محبت اور رغبت۔ اس کے حصول یا حفاظت کی جبلت، وارث کی خواہش کہ اپنا مال، اسباب، جائیداد اور معاشرتی رتبہ خاندان میں ہی رہے۔

ان محرکات سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ انسان کا باطن (قوت حیات)، مفاد پرست، جھگڑالو، لالچی، متکبر، متعصب، جلد باز اور جاہ و جلال کا متلاشی ہے۔ ان کمزوریوں اور خواہشات سے متصف کوئی قوت شفا کا کام نہیں کر سکتی۔ لہٰذا انسان کی باطنی قوت (قوت حیات) یہ کام نہیں کرتی۔ یہ قوت (قوت حیات) ایک (6th Sense یا Fore Warner) خطرات سے آگاہ کرنے والی قوت ہے۔ شفا کا کام انسانی ذہن (Mind) ایک سائنٹیفک طریق سے ودیعت شدہ علم سے کرتا ہے۔ قوت حیات ایک اعلیٰ قوت ہے۔ جسم

اور اپنی حفاظت کیلئے ذہن کو متحرک کرتی ہے۔ تمام اعصاب سیلز (Cells) غدود اور جسم پر اس کا کنٹرول ہے لیکن اپنی حفاظت کا کام اپنے سٹاف اور کارندوں سے لیتی ہے۔ انسانی ذہن ودیعت شدہ علم سے جانتا ہے کہ کون سا کام کیسے اور کب کرتا ہے۔ پوسٹ مارٹم رپورٹوں، فالج کے مریضوں اور حادثات اور جنگوں میں زخمی لوگوں کے معائنہ سے معلوم ہوا ہے کہ دماغ کا کونسا حصہ کس حصہ جسم کو کنٹرول کرتا ہے۔

جبلتوں کی کمزوریوں سے گھرے انسان کو جب اپنی مرضی، خواہش اور توقعات کے خلاف ناگہانی آفات اور واقعات پیش آتے ہیں۔ تولا محالہ انسان خوف اور پریشانی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ یہی خوف، اضطراب اور بے چینی معروف معنوں میں Tension یا Stress یا جذباتی دباؤ یا حالات کا دباؤ ہے۔ اس کی کئی صورتیں ہیں۔

a) کچھ دباؤ ہنگامی ہوتے ہیں اور تھوڑی دیر میں گزر جاتے ہیں۔

b) کچھ دباؤ وقتی ہوتے ہیں اور جلد ہی دور ہو جاتے ہیں۔

c) چند دباؤ دیرپا ہوتے ہیں اور کافی عرصہ تک پریشان کرتے ہیں۔

d) کچھ دباؤ عمر بھر کا روگ۔

(A) پاگل کتے، سانپ یا بھاگ کر سڑک پار کرنے ۔ گاڑی سے حادثے کا خطرہ، سٹریٹ کرائم کا ہنگامی دباؤ وغیرہ ہیں۔

(B) روزمرہ کے مسائل جیسے ناشتے میں دیر، سواری ملنے میں دشواری اپنی سواری میں حادثے کا خوف۔ آفس پہنچنے میں دیر سے باس کی ڈانٹ کا فکر۔ شام کو بغیر خریداری آنے سے بیگم کا شکوہ و شکایت، شدت کی بھوک میں کھانے میں دیر ۔ پیشاب اور سٹول کی حاجت میں ٹائلٹ کی سہولت کا نہ ملنا۔ سخت سردی میں ناکافی لباس سے پریشانی ۔ یہ وہ پریشانیاں ہیں جو کچھ وقت گزرنے پر ختم ہو جاتی ہیں۔

(C) کچھ پریشانیاں (Tensions) ایسی ہیں کہ کچھ عرصہ تک ذہن میں تلاطم برپا کئے رہتی ہیں اور وقت ہی اُن کا خاتمہ کرتا ہے۔ مثلاً پڑوسیوں سے ان بن، باس اور کولیگز سے تناؤ، بچوں کی لڑائیاں یا اُن کی سکول میں ناقص کارکردگی یا بیگم سے مناقشہ وغیرہ وغیرہ۔ وقت کے ساتھ حالات بدلنے سے یہ پریشانیاں ختم ہو جاتی ہیں لیکن اپنے اثرات چھوڑ جاتی ہیں جن کا علاج کرنا ضروری ہے۔

(D) چوتھی قسم بڑی جان لیوا Tension ہے جو قبر تک ساتھ جاتی ہے جیسے طلاق، کسی عزیز کی موت، ملازمت یا کاروبار کا جاتے رہنا یا نقصان سے بند ہونا۔ کسی حادثے میں جسمانی عیب کا پیدا ہونا۔ یا کسی عزیز کی لمبی بیماری وغیرہ وہ زخم ہیں جو ہمیشہ رستے ہیں اور شخصیت میں بڑا Dent ڈالتے ہیں اور آہستہ آہستہ افسردگی اور مایوسی (Depression) میں تبدیل ہو کر خودکشی یا نشہ پر منتج ہوتے ہیں۔

Tension / Stress یا جذباتی دباؤ پریشان کن ضرور ہیں لیکن ان میں ایک مثبت پہلو یہ ہے کہ یہ آگے بڑھنے کا حوصلہ دیتے ہیں۔ شخصیت میں نکھار پیدا کرتے ہیں۔ مسابقت سے فرد اور ادارے ترقی کرتے ہیں۔ جبلتوں سے نپٹنے کیلئے انسان نے بے شمار ادارے بنائے ہیں جیسے دفاع کیلئے فوج، روزگار کے مواقع کیلئے زراعت، صنعت و حرفت، انجینئرنگ، جان بچانے کیلئے میڈیکل کا شعبہ جنسی رغبت کی تسکین کیلئے کلچر، تہذیب، آرٹس، ڈیکوریشن، گارمنٹس، موسیقی، ڈرامے اور TV وغیرہ وغیرہ۔ معاشرتی رتبے کی خواہش کو پورا کرنے کیلئے سیاست حکومت اور عدلیہ وغیرہ۔ Stress کے منفی اور مثبت دو پہلو ہیں۔ مجموعی طور پر جبلتوں سے انسانی معاشرہ میں ارتقا اور ترقی ہوئی ہے۔

ہر انفیکشن (بیماری) کیساتھ ہی اضطراب اور بے چینی دامن گیر ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مجرد (Tension) سے قوت مدافعت میں کمی آنے سے کوئی نہ کوئی Infection بھی کچھ ہی عرصہ میں شروع ہو جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ ہر بیماری میں (Infection) اور Stress ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہومیو پیتھ انفیکشن اور سٹریس کا بیک وقت علاج کرتے ہیں جبکہ دوسرے طریقہ علاج صرف جسم کو ٹارگٹ کرتے ہیں اور Stress کو بلا علاج چھوڑ کر آدھی بیماری کا علاج کرتے ہیں۔

ہومیو پیتھک ری پرٹری میں دی گئی تمام ذہنی علامات (Mental Symbols) اصل میں جذباتی علامات یا Stress کی علامات ہیں۔ ذہن نہ بیمار ہوتا ہے اور نہ اس کی کوئی علامات ہیں جو علامات ظاہرۃً ذہنی دکھتی ہیں جیسے حافظہ کمزور، بھولنا، کند ذہنی Dullness اور غلطیاں کرنا۔[6] دراصل دماغ کی کمزوری یا دماغ کے Cells کے ناکارہ ہونے کی علامات ہیں۔ یہ نوٹ کرنا ضروری ہے کہ Stress کا مریض

---

6 اس موضوع پر ہمارے مضمون "انسانی شخصیت۔۔۔۔ تین پہلو" پر مکمل بحث کی گئی ہے۔ اس کا مطالعہ بہت سے مغالطوں کا خاتمہ کر دے گا۔

سکون سے نہیں بیٹھ سکتا۔ بار بار کرسی پر پہلو بدلتا ہے اِدھر اُدھر دیکھتا ہے۔ ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھتا ہے، دونوں یا ایک ٹانگ ہلاتا رہتا ہے۔ بازوؤں کو اِدھر اُدھر کرتا ہے۔ بعض مونچھوں کو تاؤ دیتے رہتے ہیں یا بٹنوں سے کھیلتے ہیں۔ بعض لوگ زُور زُور سے قہقہے لگاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ان ظاہری علامات کے علاوہ Stress کی علامات جذباتی علامات میں تلاش کرنی چاہئیں۔

ریموٹ کنٹرول سے مختلف آلات کو کھولنے اور بند کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ریموٹ سے نکلی Waves / Radiation بغیر تاروں کے اپنے ٹارگٹ کو کنٹرول کرتی ہیں۔ اسی طرح قوت حیات خطرات کے وقت بغیر اعصاب اپنے پیغامات سے ذہن، خود کار اعصابی نظام اور غدود پر اثر انداز ہو کر جسمانی اشغال (Processes) کو تبدیل کر کے جسم کو لڑنے یا بھاگنے کیلئے تیار کرتی ہیں۔ عام حالات میں تمام پیغامات ذہن سے اعصاب اور پھر مختلف غدود تک پہنچتے ہیں، جن میں کچھ وقت لگتا ہے۔ خطرات میں وقت کا ضیاع جان لیوا ہو سکتا ہے لہٰذا ہنگامی حالت میں قوت حیات فوری اپنی مرضی مسلط کر کے جسم اور اپنے آپ کو بچانے کیلئے ہنگامی طور پر ہائیپو تھیلمس (Hypothalamus) اور خود کار اعصابی نظام (Autonomous Nervous System) کو بیک وقت مطلع کر کے ان کے اشغال (Processes) کو معطل کر کے ایک نیا سلسلہ عملیات (Chain Reaction) شروع کر دیتی ہے تاکہ لڑ کر یا بھاگ کر جان بچائی جائے۔ قوت حیات میں ودیعت شدہ جان بچانے کی جبلت، جذبات میں تبدیل ہو کر خود کار نظام اعصاب اور گلینڈز کو متحرک کرتی ہے۔ گلینڈز سے ہارمونز (Hormones) نکل کر خون میں شامل ہو کر Stress اور Infection کا مقابلہ کرتے ہیں۔

ایڈری نل گلینڈز (Adrenal Glands) کے اندرونی حصہ Medulla سے نکلے ہارمونز ہنگامی خطرات سے بچانے کیلئے کام کرتے ہیں جبکہ اسی گلینڈز کے (Cortex) بیرونی حصہ سے نکلے ہارمونز ثانوی جبلتوں سے پیدا کردہ Stress سے مقابلہ کرتے ہیں۔ ہنگامی خطرات سے مقابلہ فوری نوعیت کا ہوتا ہے اور جلد ہی اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔ جبکہ ثانوی جبلتوں سے پیدا کردہ اضطراب آہستہ آہستہ سلگتا رہتا ہے اور کئی امراض پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔

ایڈری نالین ہارمون (Adrenaline) میڈولا سے نکل کر لبلبہ (Pancreas) کو متحرک کرتا ہے جس سے انسولین (Insulin) پیدا ہوتا ہے جو گلوکوز کو توانائی میں تبدیل کر کے لڑنے یا بھاگنے کیلئے توانائی مہیا کرتا ہے۔ ایڈری نالین خون میں شامل ہو کر نبض، دل اور سانس کی رفتار بڑھا کر بلڈ پریشر میں

اضافہ کر دیتا ہے۔ جس سے خون تیز ہو کر ٹانگوں اور بازوؤں میں جا کر مقابلے کیلئے فضا تیار کر تا ہے۔ اس عمل سے آنتوں اور معدے میں خون کی سپلائی کم ہو جاتی ہے جس سے بھوک کم ہو جاتی ہے۔ جوں ہی ہنگامی حالت ختم ہوتی ہے ایک دوسرا ہارمون (Noradrenaline) خون میں شامل ہو کر جسم کو ڈھیلا (Relax) کرلیتاہے اور تمام اشغال Process) (بحال ہو جاتے ہیں اور بھوک لگنے لگتی ہے۔

ثانوی جبلتوں سے پیدا کر دہ وقتی اور دیرپا دباؤ کے خاتمے کیلئے ایڈری نل گلینڈز کے Cortex سے کئی ہارمون پیدا ہوتے ہیں جو Stress سے پیدا کردہ مختلف علامتوں سے نجات کیلئے متحرک ہو جاتے ہیں۔

الڈوسٹیرون(Aldosterone) جسم میں الیکٹرولائٹس توازن(Electrolyte Balance) قائم کرتا ہے۔ Stress میں بار بار پیشاب آتا ہے جس سے جسم میں سوڈیم کم ہو جاتا ہے۔ یہ ہارمون پیشاب کی زیادتی اور سوڈیم کے اخراج کو کم کر دیتا ہے جس سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ یہ ہارمون سٹریس اور انفیکشن میں پیدا فاسد مادوں کو بھی باہر نکالتا ہے۔

Cortex سے ایک بہت اہم ہارمون کارٹی سون (Cortisone) پیدا ہوتا ہے جو سوزش (Inflammation) کو کم کرتا ہے اور قوت مدافعت کا اہم حصہ ہے۔ کارٹی سون سے جسم میں جمع شوگر (Glycogen) گلوکوز میں تبدیل ہو کر سٹریس میں جسم کو توانائی مہیا کرتی ہے۔ کارٹی سون جسم میں مختلف شوگرز کا توازن بھی قائم کرتا ہے۔ کارٹی سون سے کارٹی سول (Cortisol) ہارمون بنتا ہے جو سٹریس کو ختم کرتا ہے کارٹی سول (Cortisol) بننے سے جسم میں کارٹی سون (Cortisone) کم ہو جاتی ہے یعنی Stress کم ہونے یا ختم ہونے سے قوت مدافعت کمزور (Weak) ہو جاتی ہے۔ جس وجہ سے Stress کے شروع ہونے کے کچھ ہی عرصہ میں کسی نہ کسی Infection کا حملہ ہو جاتا ہے۔

کارٹیکس (Cortex) سے Androgen بھی پیدا ہوتا ہے جو سٹریس سے پیدا کردہ مردانہ کمزوری اور زنانہ ماہواری نظام کی ابتری کو درست کرتا ہے۔

مستقل دکھ دینے والی سٹریس کو کم کرنے کیلئے اگر کوئی درمیانی راہ نہ نکالی جائے تو یہ دائمی افسردگی، مایوسی میں بدل کر خودکشی کا رجحان پیدا کر دیتی ہے یا بعض مریض نشہ کرنے لگ جاتے ہیں۔

سٹریس کیساتھ جو جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں ان کا خاتمہ

Lymphocytes, Macrophages, Phagocytes, Helper cells, T-Cells, Tailor Made Anti Bodies, Complements

اور Interferon کرتے ہیں۔ یعنی سٹریس اور انفیکشن کا خاتمہ ہارمونز اور امیون سسٹم مل کرتے ہیں۔

سٹریس اور بیماری، بیرونی عوامل کے جبلتوں کو متحرک کرنے سے اندرون جسم پیدا ہوتی ہیں اور اندرون جسم میں متمکن قوت مدافعت سے ختم ہوتی ہیں۔ یعنی بیماری اندرون جسم پیدا ہوتی ہے اور اندرونی قوت مدافعت سے ختم ہوتی ہے۔ بیرونی عوامل صرف Stimulant ہیں۔ بغیر علاج سٹریس اور انفیکشن قوت مدافعت سے ختم ہو جاتی ہیں۔ **<u>لیکن سٹریس اور بیماری اگر خود بخود ختم نہ ہو تو ان کا ہومیو علاج کروانا ضروری ہے کیونکہ دوسرے طریقہ علاج سٹریس کا علاج نہیں کر سکتے۔</u>**

سٹریس اگر ہر لمحہ ذہن اور جسم میں چھائی رہے، سوتے جاگتے ہر وقت غم ناک واقعات کی دھند ذہن اور جسم پر مسلط رہے تو ہر وقت ایک قلیل مقدار ہارمونز رس رس کر (Ooz out) خون میں شامل ہوتی رہتی ہے۔ ہنگامی حالت میں لڑنے بھاگنے کے عمل سے گلوکوز اور ہارمونز استعمال ہو جاتے ہیں لیکن ثانوی جبلتوں کی سٹریس ہر وقت سلگتی رہنے سے گلوکوز اور ہارمونز بھاگنے اور نہ لڑنے کے ہونے کیوجہ سے استعمال نہیں ہوتے اور خون میں ان کی زیادہ موجودگی کئی امراض پیدا ہونے کی وجہ بن سکتی ہے۔ لگاتار سٹریس کی حالت طاری ہونے سے ایڈرینل گلینڈز Pancreas اور Thyroid gland کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے اور بعض اوقات یہ گلینڈز ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

<u>ہمارے ملک کے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی معاملات سے پیدا کردہ Stress سے تقریباً سبھی لوگ کسی نہ کسی حد تک متاثر ہیں۔ Stress سے پیدا شدہ امراض کو جسمانی مرض سمجھ کر ان کا علاج کر کے ان کو مزید پیچیدہ بنا دیا جاتا ہے جبکہ ان کا علاج ہومیو پیتھی اور صرف ہومیو پیتھی میں ہے۔ Stress سے Pancreas متاثر ہوتا ہے جس سے ذیابیطس اور ہائی پوگلائی سیما (Hypoglycemia) پیدا ہوتے ہیں جو مزید کئی بیماریوں کا باعث بنتے ہیں۔ ایڈری نل گلینڈز سے کارٹی سون (Cortisone) کی کمی سے قوت مدافعت کم ہونے سے Arthritis پیدا ہوتا ہے جو دل کے امراض پیدا کرنے کا باعث بنتا ہے۔ ایڈری نالین کی زیادتی سے بلڈ پریشر، دل کے امراض اور کیسٹرول کی زیادتی پیدا ہوتی ہے۔ کارٹی سون کی کمی سے</u>

جلدی امراض ایگزیمہ، الرجیHay Fever، دمہ، گلے کے امراض، کھانسی پیدا ہوتی ہے۔ الیکٹرولائٹ غیر متوازن ہونے سے گردوں میں پتھریاں اور دیگر امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کمزوری، تھکاوٹ، کام کرنے کو دل نہ کرنا، چہرے اور ٹخنوں کی سوجن، چہرے کی کالی رنگت اور جلد بڑھاپا بھی ہارمونز کی کمی بیشی سے پیدا ہوتے ہیں۔

ان امراض کی نشان دہی سے معلوم ہوتا ہے کہ سٹریس، بیماری کی بنیادی وجہ ہے اگرچہ مادی اسباب بھی اہم ہیں۔ لیکن سٹریس جسمانی بیماریوں کیلئے Catalyst (عمل انگیز) کا کام کرتی ہے۔ لہٰذا سٹریس کو کم کرنے اور پرسکون رہنے (Relax) کیلئے مثبت سوچ پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اگرچہ آگے بڑھنے کیلئے سٹریس ضروری ہے لیکن سٹریس کا غلبہ بیماریاں پیدا کرنے کا باعث ہے۔ لہٰذا تربیت اور (Relaxation Exercise) سے پرسکون زندگی گزارنے کا فن سیکھنا ضروری ہے۔ جبلتوں کے جبر سے پیدا سٹریس کو متوازن کرنے کیلئے قدرت نے کچھ ہارمونز بھی پیدا کئے ہیں جو ارادے، رویے، برتاؤ، سلوک اور عادات اور رہن سہن کے طریقوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اگرچہ دونوں طرح کے ہارمونز پیدا خود بخود ہوتے ہیں۔ لیکن سٹریس ہارمونز میں جبر کا عنصر ہے جبکہ طمانیت بخش ہارمونز کوشش سے اچھے طوار اپنانے سے خون میں شامل ہوتے ہیں۔ حالات کی مناسبت سے کبھی ایک اور کبھی ایک سے زیادہ ہارمونز ایک کام / سرگرمی ختم ہونے کے بعد پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔

- Endorphin اینڈروفن
- Dopamine ڈوپامین
- Serotonin سیروٹانین
- Oxytocin آکسی ٹوسین

کچھ عادات واطوار جن سے خوشیاں بانٹنے والے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں ذیل میں دیئے جارہے ہیں۔

(A) زیادہ محنت ومشقت، ورزش، گیمز کھیلنے، تیراکی، گھریلو کام کاج (کپڑے دھونا، صفائی ستھرائی کرنا، کھانا پکانا)، رقص، بھنگڑا، ڈانس

(B) دوسروں کے جسم چھونے سے / ٹکرانے سے، بغل گیر ہونے سے، بچوں کو گود میں اٹھانے سے، مصافحہ کرنے سے، باجماعت نماز ادا کرنے سے، مالش کروانے سے، سر دبوانے سے، جسم دبوانے سے۔

(C) دل موہ لینے والی گفتگو سے، دل جوئی کرنے سے، شکریہ ادا کرنے سے، Sorry کہنے سے، مبارکباد دینے سے، رخصتی کے وقت، دعاؤں اور نیک تمناؤں کے اظہار سے، عیادت اور تیمارداری سے۔

(D) کسی اہم کام کے مکمل ہونے پر جیسے امتحانات یا انٹرویو کے ختم ہونے پر، اہم تقریبات جیسے شادی، ولیمے، سالگرہ، تقریبات کے مکمل ہونے پر۔ آفس کے ٹارگٹ یا سیلز ٹارگٹ حاصل ہونے پر، امتحان میں کامیابی پر وغیرہ وغیرہ۔

(E) گپ شپ لگانے، لطیفے سنانے، گانے گانے اور سننے، تلاوت، ذکر یا اذان دینے، تقریر کرنے، ہنسنے / مسکرانے پر۔

ایسے لگتا ہے کہ انسانی زندگی ہارمونز کے حصار میں گزرتی ہے۔ اضطراب پیدا کرنے والے ہارمونز اور طمانیت بخش ہارمونز شخصیت کو سنوارنے، متوازن کرنے اور احسن خلق بنانے کیلئے عطیّہ خداوندی ہیں۔ انسان کی مرضی ہے کہ اس نعمت سے فائدہ اٹھائے یا ضائع کردے یا کفران نعمت کردے۔

مختصراً جذبات سے مدافعت کم ہونے سے بہت سے امراض پیدا ہوتے ہیں، جن کو جذبات سے بھی شفایاب کیا جاسکتا ہے۔ اس پر مزید بحث آئے گی۔

14 جذباتی ذہانت سے فزیالوجی تبدیلی سے بیماریوں سے تحفظ

ہم نماز میں تلاوت کرتے ہیں "محمد عبدہ و رسولہ" یعنی محمد خاتم النبیین ﷺ، اللہ جل جلالہ کے عبد یا بندے اور رسول ہیں۔ عبد / بندے کا مطلب ہے ایسا خدمت گار جو حکم کے مطابق (اپنی مرضی کو پس پشت ڈال کر) کام انجام دے۔ بندے کا مطلب عام انسان نہیں۔ عام انسان سے عبد یا بندہ بننے کیلئے لامتناہی آزمائشوں اور امتحانات سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس نکتہ نظر سے دیکھیں تو محمد خاتم النبیین ﷺ خاص الخاص انسان تھے۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ تمام پیغمبرؑ اور محمد خاتم النبیین ﷺ جسمانی لحاظ سے انسان تھے۔ ان کے جسم کی اناٹومی (Anatomy) یا ساخت عام انسانوں جیسے تھی۔ وہ کھاتے، پیتے اور بازاروں میں خرید و فروخت کرتے تھے لیکن ان کی Physiology جسم کے کام کرنے کا عمل (Functions of Body) عام انسانوں جیسا نہیں تھا۔ ان کے اعمال، طرز عمل، سلوک اور Behaviour یا بیرون جسم معاملات عام لوگوں سے مختلف اور امتیازی طور پر وکھرے تھے۔ جس کے اثرات اندرون جسم اعضا پر پڑنے سے ان کی Physiology عام لوگوں سے مختلف تھی۔ طرز عمل، سلوک اور کردار کے اثرات خودکار اعصابی نظام (Autonomous Nervous System) کے ذریعے ان کے اندرونی اعضا (دل، گردوں اور جگر وغیرہ) پر پڑنے سے ان اعضا کی کارکردگی Physiology بھی بدل گئی تھی۔

اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہر ایرے غیرے کو اپنا سفیر نہیں بناتے بلکہ اطمینان کرتے ہیں کہ منتخب پیغمبر جسمانی وجاہت، اخلاق اور معاملات میں بھی سب سے افضل ترین ہوں جو نبوت کا بوجھ سہار سکیں۔ کمزور اعصاب کے مالک جو ایک جھٹکا دکھ سہہ نہ سکیں وہ اللہ کے کام کے نہیں۔ اس کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ بوقت نزول وحی حضور خاتم النبیین ﷺ پسینے سے شرابور ہو جاتے تھے اور ان کی اونٹنی بیٹھ جاتی تھی۔ اور نبوت کے بوجھ کا ذکر سورۃ الحشر کی آیت سے ہوتا ہے، جس کا مفہوم ہے کہ:

"اگر ہم یہ قرآن پہاڑ پر اتارتے تو وہ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔"

حضور خاتم النبیین ﷺ کے نزول وحی برداشت کرنے کا واقعہ یہ ثابت کرنے کیلئے کافی ہے کہ حضور خاتم النبیین ﷺ غیر معمولی قوت برداشت کے مالک تھے۔ وہ ہرگز عام انسان نہیں تھے۔ ان کو اگرچہ دوسرے انبیاء کی طرح معجزات نہیں دیئے گئے لیکن انہوں نے معجزانہ کام سرانجام دیئے۔

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے بعد ان کا مشن (Mission) نامکمل رہ گیا تھا اور کسی نئے پیغمبر کی ضرورت تھی۔ لیکن اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے 500-600 سال تک انتظار کیا کہ مطلوبہ جسمانی وجاہت اور خصائل کے حامل پیغمبر کیلئے جینز (Genes) کی ترتیب اور ترکیب (Genes Combination) قدرتی قوانین کے تحت وجود میں آجائے جو نبوت کا بوجھ اٹھا سکے۔ یہ کام پھونک مار کر نہیں کیا گیا بلکہ مادی عوامل اور اسباب کے تعامل سے مقصود و مطلوب حاصل کیا گیا۔ یہ ہی ارتقاہے کہ ایک ہی Species کے اندر تبدیلیوں سے مقصد حاصل کیا جائے۔ ارتقا یہ نہیں کہ بندر سے APE اور اس سے انسان بنایا جائے ۔ جسمانی ارتقا کے بعد ایسے حالات پیدا کئے گئے کہ آپ خاتم النبیین ﷺ میں مقصودہ اوصاف حمیدہ پیدا ہو جائیں۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا کوئی استاد نہیں تھا اور نہ ہی آپ خاتم النبیین ﷺ نے کہیں تعلیم پائی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے حالات کے منطقی / عقلی تجزیئے سے سیکھا یا یہ کہہ لیں کہ اللہ جل جلالہ نے ان کو سکھایا۔

آپ خاتم النبیین ﷺ کے والدین اور قریبی عزیز بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے۔ بعد میں زوجہ محترمہ اور محترم چچا بھی انتقال کر گئے۔ ان محرومیوں نے ان کی تنہائی میں اضافہ کیا۔ پیار، محبت اور شفقت سے محرومی یا حالات کا دباؤ (Stress) ساری عمر، ان کے ساتھ رہا۔ غار حرا کا اندھیرا، تنہائی، حشرات الارض کا خوف اور ناکافی خوراک میں غور و فکر کی Stress یا دباؤ ان کی سوچ پر اثرانداز ہوتا رہا۔ مکہ میں اذیت رسانی، استہزا، عزیز و اقارب کی لاتعلقی، طعنوں کی بوچھاڑ، طائف کا سفر اور شعب ابی طالب میں محاصرہ کے دباؤ نے غیر معمولی اثرات مرتب کئے۔ مدینے میں ایک جائے پناہ تو ملی لیکن یہودیوں کی سازشیں، آئے دن کی جنگیں اور اردگرد کے قبائل کے منافقانہ رویے نے آپ کو دباؤ میں رکھا۔ اذیت، فاقہ کشی اور کم خوراک، اور دباؤ (Stress) نے ان کو زندگی بھر گھیرے رکھا۔ غرض زندگی مسلسل پریشانیوں، غم، خوف اور محرومیوں کے گھیرے میں گذری۔ مختصراً آپ خاتم النبیین ﷺ مجسمہ دباؤ تھے۔ لیکن آپ نے سٹریس کو اپنی ذہنی حکمت عملی سے اللہ تعالیٰ جل جلالہ کے حکم سے رحمت میں بدل دیا۔

حالات کے دباؤ یا Stress یا آزمائش سے ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ انسانوں کو اسی طرح پرکھتے ہیں کہ کون حالات کے دباؤ سے سرخ رو ہو کر اپنی شخصیت کی تشکیل کرتا ہے اور کون حالات کے آگے سرنگوں ہو کر اپنے آپ کو کھوتا ہے۔ اس آزمائش سے کسی کو استثنا نہیں۔ جو جتنا بڑا اس کی آزمائشیں اتنی ہی بڑی۔ ہر دباؤ، حادثہ، سانحہ، غم، نقصان اور Stress انسان کی کسی نہ کسی جبلت (Instinct بغیر سکھائے علم) کو جھنجوڑتا (Stimulate) ہے۔ پھر انسان ایسے حالات کا مقابلہ لڑ، مر، بھاگ یا بحث و مباحثہ سے کرتا ہے یا شکست خوردہ ہو کر دب جاتا ہے۔ جب کسی انسان کی جان، مال، جائیداد، عزت و شہرت و عظمت یا معاشرتی وقار یا جنسی ساتھی و اولاد کو خطرہ ہوتا ہے تو انسان جذباتی رد عمل سے آناً فاناً، بغیر سوچے سمجھے جواب دیتا ہے۔ سب انسان ایک ہی طرح کے معاملات میں ایک ہی لگے بندھے طریقے سے جواب دیتے ہیں۔

حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کو جب جذباتی دباؤ سے واسطہ پڑا تو حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سوچا کہ میں تو اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ کا پیغام پہنچا رہا ہوں لہٰذا ادلہ بدلہ کی روایت کی بجائے مجھے اللہ جَلَّ جَلَالُہٗ پر بھروسہ اور اعتماد کرتے ہوئے ایسے ردِ عمل سے جواب دینا چاہیے جس سے دعوت اسلامی کو نقصان نہ پہنچے۔ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی ذات کو پیچھے کر کے مقصد کو بچانے کی تدبیر کی۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان تمام رذیل حرکات کا خندہ پیشانی، صبر، تحمل، محبت اور شفقت سے جواب دیا۔ آپ خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ غریبوں، مسکینوں، بیواؤں، یتیموں اور غلاموں کی مدد ایسے ہی کرتے رہے جیسے پہلے کرتے تھے۔ اس مدبرانہ طرز عمل کو جذباتی ذہانت (Emotional Intelligence) کہا جاتا ہے۔ یعنی جذبات کا مشتعل ہو کر نہیں بلکہ سوچ کر ایسا جواب دیا کہ مقصد بھی حاصل ہو گیا اور جذبات کی تسکین بھی۔

حالات کے دباؤ Tension/Stress میں انسانی جسم اپنی بقا کیلئے خود بخود (Involuntary) ایسے کیمیکلز یا ہارمونز (Hormones) بناتا ہے (مثلاً ایڈری نالیں (Adrenalin)، انسولین (Insulin)، کارٹی سول (Cortisol) جو جسم کو مقابلے کیلئے تیار کرواتے ہیں۔ جسم میں موجود پیچوٹری گلینڈ (Pituitary Gland)، ایڈری نل گلینڈز (Adrenal Glands) اور تھائی رائیڈ گلینڈز (Thyroid Glands) اور پینکریاز (Pancreas) ایسے ہارمونز بناتے ہیں جن سے بلڈ پریشر بڑھتا ہے اور جسم میں جمع چربی / گلوکوز توانائی میں تبدیل ہو کر جسم کو لڑنے بھاگنے یا بحث و مباحثہ کیلئے تیار کرتے ہیں۔ معاملہ اگر مار کٹائی کا ہو جائے تو یہ ہارمونز استعمال ہو کر ختم ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر معاملہ اضطراب، خوف، بے چینی اور جلن کا ہو تو یہ ہارمونز ہر وقت خون میں گردش کر کے انسان کو چوکنا رکھتے ہیں۔ ان ہارمونز کی ہر وقت خون میں موجودگی بہت سی بیماریاں پیدا کرتی ہیں۔ چہرے کا حسن اور مردانگی اور سکون چھین لیتی ہیں۔

ہارمونز کا رول دوہرا ہے۔ ہارمونز شفا بھی دیتے ہیں اور ان کی ہر وقت خون میں ضرورت سے زائد موجودگی بیماریاں بھی پیدا کرتی ہے۔ زندگی کی بقاء کیلئے کی گئی جدوجہد (لڑائی وغیرہ) میں ہارمونز جان بچا کر شفائی کردار ادا کرتے ہیں لیکن ہر وقت خوف اور پریشانیوں میں گھرے رہنے سے ہارمونز کا اخراج اور خون میں موجودگی بہت سے امراض کا باعث ہے جن کی ابتداء ذیابیطس اور انتہا کینسر اور ایڈز ہیں۔

لیکن جب حضور خاتم النبیین ﷺ نے خندہ پیشانی سے معاملات کو فساد نہ بننے دیا تو اس ارادی کوشش سے (Voluntary) ایسے ہارمونز (ڈوپامین Dopamine ، سیروٹانین (Serotonin) ، اینڈروفن (Endorphin) اور آکسی ٹوسین (Oxytocin) جسم نے بنائے جنہوں نے دل کو سکون ، طمانیت اور سرور سے معمور کر کے چہرے پر ایک دل کش مسکراہٹ اور جسم میں طمانیت کا خمار پیدا کر دیا۔

مؤرخین، حضور خاتم النبیین ﷺ کے چہرے اور جسم کی دل کشی کی جو تصویر بناتے ہیں وہ حضور خاتم النبیین ﷺ کی اسی ذہنی ، ارادی کوشش کا نتیجہ تھی۔ جس سے نہ صرف Physiology بدلی بلکہ معجزانہ کردار نے ہزاروں، لاکھوں کے دل موہ کر حضور خاتم النبیین ﷺ کو ایک عام انسان کی بجائے ایک خاص، غیر معمولی صلاحیتوں کا انسان بنا دیا۔ اس کا ثبوت دوران ہجرت غار ثور میں حضرت ابو بکرؓ (عام انسان) کی پریشانی کے اظہار سے ہوتا ہے کہ جب انہوں نے کہا کہ حضور خاتم النبیین ﷺ دشمن سر پر آن پہنچا ہے تو آپ خاتم النبیین ﷺ (خاص انسان) نے جواب دیا اللہ جل جلالہ ہمارے ساتھ ہے۔

ہر انسان ' دونوں طرح کی ہارمونز (منفی اور مثبت) کے حصار میں زندگی گزارتا ہے۔ پریشانی میں منفی جذبات آناً فاناً خود بخود پیدا ہو کر جان بچاتے ہیں جبکہ مثبت ہارمونز اچھے اعمال اور کوشش سے پیدا ہوتے ہیں۔ حضور خاتم النبیین ﷺ نے منفی جذبات کو اپنے آہنی ارادے سے کچل کر مثبت ہارمونز کی ارادی کوشش سے اپنے خاص الخاص شخصیت ہونے کا پیغام دیا۔ مثبت ہارمونز، اچھے اعمال سے پیدا ہوتے ہیں اور ان ہارمونز سے ہی خودکار اعصاب (Autonomous Nervous System) حرکت میں آکر اندرونی اعضا (جگر، دل، گردوں، پتے، غدود) کی Physiology بدل دیتے ہیں۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ہمارے لئے گہرے معانی پوشیدہ ہیں کہ ہم اپنی زندگیوں میں Stress اور جذبات کو ذہنی کوشش سے کم کر کے اپنی جسمانی Physiology کی تبدیلی سے

جسم کو بیماریوں سے تحفظ دیں۔ جذبات اور Stress کی کمی سے انٹی سٹریس ہارمون کارٹی سول (Cortisol) کی ضرورت کم ہو جاتی ہے۔ کارٹی سول، ہارمون، کارٹی سون (Cortison) ہارمون سے بنتا ہے۔ کارٹی سون بیماریوں سے تحفظ (Immunity) دیتا ہے جبکہ Cortisol دباؤ سے۔ یہ دونوں ہارمونز آپس میں ادلی بدلی ہوتے رہتے ہیں۔ اگر زندگی میں جذبات اور Stress زیادہ ہو تو کارٹی سول (Cortisol) کی ضرورت زیادہ ہوتی ہے تو اس صورت میں کارٹی سون (Cortison) سے کارٹی سول بن کر Stress کا مقابلہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح کارٹی سون کم ہونے سے جسمانی بیماریوں کے حملہ کا امکان بڑھ جاتا ہے یعنی اگر جسمانی بیماریوں سے بچنا ہے تو Stress کم کرنا ضروری ہے۔ جب جذباتی دباؤ کم ہو گا تو کارٹی سون کی بدن میں موجودگی بیماریوں سے تحفظ دے گی جب جسم میں کارٹی سول اور کارٹی سون، دونوں مناسب مقدار میں موجود ہوں تو جسم ان ہارمونز کی بجائے مثبت ہارمونز (سیروٹونین، اینڈروفین، ڈوپامین اور آکسی ٹوسین) بنا کر چہرے پر شگفتگی، شادابی، شفقت اور محبت کے اثرات پیدا کرتا ہے۔ ہماری زندگیوں میں جذبات اور Stress کے اثرات زیادہ ہونے سے جسمانی بیماریوں میں زیادتی سے ڈرگز کا استعمال بے دریغ بڑھ گیا ہے۔ اس وجہ سے صحت بحالی کے ادارے، کاروباری بن گئے ہیں۔

مثبت جذبات ارادی کوشش سے پیدا کیے جاتے ہیں جبکہ منفی جذبات غیر ارادی طور پر تحفظ ذات کیلئے خود بخود پیدا ہوتے ہیں۔ منفی جذبات ارادی کوشش سے بھی اپنے اوپر طاری کئے جا سکتے ہیں۔ ایسے مصنوعی منفی جذبات فلموں اور ڈراموں میں حقیقت کا رنگ بھرنے کیلئے پیدا کیے جاتے ہیں۔ ایسی مصنوعی کوششوں سے بھی چہرے اور جسمانی تاثرات بدلنے سے اینٹی سٹریس ہارمونز پیدا ہوتے ہیں ٗچونکہ ایسی مصنوعی کوششوں کا تعلق زندگی کی حقیقتوں سے نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے یہ ہارمونز استعمال ہو کر ختم نہیں ہوتے بلکہ خون میں گردش کر کے بہت سی بیماریاں خاص کر کینسر پیدا کرنے کا سبب بنتے ہیں اور اکثر دیکھنے میں آتا ہے کہ ٹی وی اور فلموں کے ایکٹرز کینسر جیسے مرض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

15 ہارمونز (Hormones)

اپنے مفادات کا تحفظ انسانی شخصیت میں پیدائشی طور پر ایسے پیوست ہے کہ ہر شخص بغیر سکھائے جانتا ہے کہ اپنی جان، مال، دولت، جائیداد، عزت و قار اور خاندان کی حفاظت کیلئے کیا کرنا ہے۔ ایسے میں خطرے کی اک لہر دماغ سے نکل کر مختلف غدود (Glands) سے ایسے کیمیکلز کے اخراج سے جسم کو متحرک کر کے خود حفاظت کرواتی ہے۔ اس خود کار جذباتی حفاظتی نظام پر انسان کے ارادے یا خیال کا کوئی اثر / کنٹرول نہیں ہے۔ یہ جسمانی حرکات ہمیشہ کسی اضطراب، غصے، نفرت، کینے، بدلے اور تکبر سے جڑی ہوتی ہیں۔ جبکہ خیال کے زیر اثر انجام پانے والی حرکات میں غور و فکر، تحمل اور نرمی ہوتی ہے۔ اور ان میں کسی احساس (Feeling) کا شائبہ نہیں ہوتا۔ جذبات ایک طرح سے خیالات کی مرتکز گاڑھی، گھنی (Concentrated) شکل ہیں۔

خیال کمزور، جبکہ جذبہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں گنا زیادہ شدید ہوتا ہے۔ بعض اوقات خیال کوئی ردعمل پیدا نہیں کرتا۔ خیال کو موئثر کرنے کیلئے بار بار دھرانا پڑتا ہے جیسے گانوں، قوالی، ذکر، اذکار میں ایک ہی خیال، مصرع، شعر اور ذکر کو بار بار دھرا کر وجد پیدا کیا جاتا ہے (Ecstasy) جذبات مادی تبدیلیوں کا باعث بنتے ہیں۔ مختلف غدود سے نکلے کیمیکلز جو تبدیلیاں پیدا کرتے ہیں ۔ ان کو ہارمونز (Hormones) کہتے ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے اور ایک کتاب کا متقاضی ۔ لیکن ہم ہارمونز کے بیماری اور شفا کے کردار تک ہی اپنی تحریر کو محدود رکھیں گے ۔ ہارمونز دو طرح کے ہیں۔ ایک ایکسوکرائنیل (Exocranial) اور دوسرے اینڈوکرائنیل (Endocrinal)، ایکسوکرائیل ہارمونز، ایکسو کروئینل گلینڈز (Exocranial glands) سے پیدا ہو کر ایک نالی (Duct) سے گزر کر اپنے ارد گرد کی سطح کو ملائم رکھ کر جسم کے مختلف حصوں کو ایک دوسرے کی رگڑ سے محفوظ رکھتے ہیں۔ یعنی یہ ایک طرح کے کیمیکل لبریکنٹس (Chemical Lubricants) ہیں۔ ان کا اثر جسم کے دوسرے حصوں تک نہیں پہنچتا۔ مثلاً نچلے جبڑے (Lower Jaw) کے نیچے تھوک / رال (Saliva) بنانے والے (Salivary Glands)

خوراک کی لذت کے احساس سے تھوک بنا کر چبانا آسان بناتے ہیں۔ آنکھ سے آنسو بنانے والے (Lachrymal Glands) غمی اور خوشی کے جذبے سے آنسو بناتے ہیں۔ پسینہ بنانے والے گلینڈز (Sweat Glands) جسم کو ٹھنڈا / گرم کرنے کے علاوہ خوف سے پسینہ بہانے لگتے ہیں۔ کھانے کی خواہش، خوشبو اور دوسروں کو کھاتے دیکھ کر معدہ کے گیسٹرک گلینڈز (Gastric Juice) بنانے لگتے ہیں۔ بچے کے رونے کی آواز سے ماں کے میمری گلینڈز (Mammary Glands) سے دودھ بہنے لگتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

انفیکشن اور جذبات کے دباؤ (Tension / Stress) سے ان گلینڈز کی کارکردگی میں کمی بیشی ہو جاتی ہے جس سے کئی بیماریاں / علامتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ہومیو ادویات سے علامات کے غائب ہو جانے کا مطلب ایکسوکرائینل گلینڈز کی کارکردگی کی بحالی ہے یعنی ہومیو ادویات گلینڈز پر اثر کرتی ہیں۔

ہارمونز کی دوسری قسم اینڈوکرائینل گلینڈز (Endocrinal Glands) سے پیدا ہونے کی وجہ سے اینڈوکرائنل ہارمونز کہلاتی ہے یہ ہارمونز متعلقہ گلینڈز سے بننے کے بعد خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔ یہ ہارمونز جس گلینڈ سے بنتے ہیں وہیں جمع ہوتے ہیں۔ یہ ہارمونز خون میں شامل ہو کر اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں اور کسی غیر متعلقہ عضو کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے صرف اپنے مقصد (Target) تک اپنی کارکردگی محدود رکھتے ہیں اور اپنے کام کے بعد ٹوٹ پھوٹ (Disintegrate) جاتے ہیں۔ یہ ہارمونز زندگی کے تمام اہم افعال (Functions) اور اشغال (Processes) کو کنٹرول کرتے ہیں۔ اُن کی ہمہ گیری اور وسعت کا اندازہ ذیل میں دیئے مختصرات سے لگایا جا سکتا ہے۔

1) جسمانی نشوونما، ساخت (Constitution)، خدوخال (Contours) قدوقامت، جلد، بالوں اور آنکھوں کا رنگ، وزن، عضلات کی سختی (Muscle Tone) ہڈیوں کا بڑھنا / گھٹنا۔

2) جنسی اوصاف ، ماہواری کا نظام ، حمل، لیبر (Labour) ، بچوں کی پیدائش ، دودھ کی افزائش (Lactation) جنسی ہیجان اور اختلاط، فرٹیلٹی (Fertility)۔

3) غدودی نظام، جذبات، نظام اعصاب، لیمفاٹیک سسٹم (Lymphaytics)، نظام ہضم، نظام تنفس، نظام اخراج، خون کی پیدائش اور گردش، دل کی دھڑکن، نبض، بلڈ پریشر، بھوک، پیاس، پیشاب کی مقدار، شوگر اور نمکیات کا توازن، نظام مدافعت، درجہ حرارت، توانائی کی پیدائش اور فالتو اجزا مثلاً چربی اور نمکیات کی ذخیرہ اندوزی۔

یہ گلینڈز دماغ، گردن، چھاتی اور دیگر اعضا میں پھیلے ہوئے ہیں اور ان سے کئی درجن ہارمونز پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تمام گلینڈز آپس میں ایک مربوط چین سے منسلک ہیں۔ کسی ایک کے متحرک ہونے سے کئی دوسرے گلینڈز پر اثر پڑتا ہے یعنی یہ Interdependent ہیں۔ ان میں کچھ گلینڈز زندگی میں ایک بار کچھ خاص مواقعات پر متحرک ہوتے ہیں اور کچھ گلینڈز عمر کے ایک خاص حصے میں کام کرنا بند کر دیتے ہیں۔ ہم صرف ان گلینڈز پر گفتگو کریں گے جن کا تعلق مدافعت، شفا، ہضم اور جذبات سے ہے اور ہر وقت جسمانی افعال، اشغال، مدافعت اور Stress کو کنٹرول کرنے میں لگے رہتے ہیں۔

جذبات دماغ کے سیری بلوم (Cerebellum) جو کہ لاشعور ذہن کا مرکز ہے کو متاثر کرتے ہیں۔ اس پر انسانی ارادے کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ یہ حصہ دماغ لاشعور کو ودیعت شدہ (Innate) علم کے تحت بغیر سکھائے حسابی علم کے تحت (100% Precision) تمام اندرونی اشغال (Processes) کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ حصہ دماغ، ہائی پو تھیلیمس (Hypothalamus) سے ملا ہوا ہے۔ جو خود کار اعصاب (Autonomous Nervous System) کی دو اعصاب (Sympathetic Nerve) اور (Parasympathetic Nerve) سے جڑا ہوا ہے۔ اسی ہائی پو تھیلیمس (Hypothalamus) سے اینڈوکرائینل گلینڈز (Endocrinal Glands) اور ماسٹر پیچوٹری گلینڈز (Pituitary Gland) اور اندرونی اعضا (Internal Organs) معدہ، آنتیں، دل، جگر، گردے، پھیپھڑے، پتہ، لبلبہ، جلد، آنکھیں، منہ، زبان بذریعہ خود کار اعصاب ملے ہوئے ہیں اور یوں ہائی پو تھیلیمس ایک اہم کنٹرول سینٹر ہے اور تمام اندرونی اعضا، اعصاب اور اینڈوکرائنل گلینڈز اس جگہ ملتے اور ایک دوسرے کی کارکردگی کو متاثر کرتے ہیں اور ان تمام کے درمیان ایک توازن ہے۔ اس توازن کا بگڑنا ہی بیماری ہے۔ یہ توازن ہر آن جذبات، خوراک، انفیکشن اور موسم سے بدلتا ہے۔ جوں ہی کسی وجہ سے ایک میں تغیر آتا ہے تو دوسرے ارکان آگے بڑھ کر ایک نیا توازن قائم کر دیتے ہیں۔ جب تک یہ توازن قائم رہتا ہے۔ طبیعت ہشاش بشاش اور چست رہتی ہے۔ روز مرہ کام کاج میں دل چسپی اس توازن کی شہادت ہے۔ موسم کی سختیوں سے تو انسان اپنے آپ کو کسی حد تک بچا لیتا ہے۔ اسی طرح خوراک کو اعتدال اور صحت کے اصولوں کے مطابق استعمال کر کے ان کے برے اثرات سے بچ سکتا ہے لیکن دو عوامل ایسے ہیں جن سے محفوظ رہنا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔ پہلے قدرتی ماحول کی آلودگی، تعفن، دھویں، گرد و غبار، جراثیم، وائرس، فنگس اور ریڈی ایشنز (Radiations) ہیں۔ دوسرے معاشرتی یا جذباتی ماحول کی آلودگی (Social Environment Erosion)

یعنی اپنی مرضی کے خلاف ناخوش گوار ماحول (Stressful) میں وقت گزارنا۔ ایسا ماحول جہاں شائستگی عنقا ہو، لوگوں کی نگاہیں، بغض، کینہ، نفرت، حسد لیے ہوئے ہوں۔ وہاں پل بھر گزارنا مشکل ہو وہاں لمبے عرصے کیلئے رہنے اور کام کرنے سے اکثر کے اینڈروکرائینل گلینڈز ایسے دباؤ میں کام کرتے کرتے خود ناکارہ ہو جاتے ہیں۔

معاشی اور معاشرتی مسائل کے گرداب سے پھوٹے خوف، پریشانی، مایوسی اور اسی نوع کے دوسرے منفی جذبات کے ہر وقت شخصیت پر چھائے رہنے سے ایڈری نل گلینڈز (Adrenal Glands) کے ہارمونز بنانے کے عمل سے تھکنے (Exhaustion) سے کئی مسائل جنم لیتے ہیں۔ مثلاً

1) کارٹی سون (Cortisone) سوزش (Inflammation) کم کرتا ہے۔ اس کی کمی سے سوزش ختم ہونے کا نام نہیں لیتی۔

2) کارٹی سون (Cortisone) اور کارٹی سول (Cortisol) آپس میں تبدیل (Interconvertible) ہوتے رہتے ہیں۔ کارٹی سول جذباتی دباؤ (Stress / Tension) کو کم کرتا ہے لیکن قوت مدافعت کمزور کرتا ہے (Immunity کمزور ہو جاتی ہے) جس سے انفیکشن کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ عام طور پر Tension کے اکثر مریض کسی نہ کسی انفیکشن میں ہر وقت مبتلا رہتے ہیں۔

3) کارٹی سول (Cortisol) کی کمی سے چربی (Fat)، پروٹینز (Proteins) اور شوگرز (Sugars) کے استحصالہ (Metabolism) میں ابتری آجاتی ہے اور بہت سی غذائیں جن کو جسم آسانی سے ہضم کر لیتا ہے وہ ہضم ہونا بند ہو جاتی ہیں اور کہا جاتا ہے کہ فلاں فلاں غذا جزو بدن یا ہضم نہیں ہو رہی۔ موجودہ اصطلاح میں اس کو فوڈ الرجی (Food Allergy) کہتے ہیں۔

4) پریشانی میں ایڈری نالیں (Adrenaline) زیادہ پیدا ہونے سے بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ دل تیز دھڑکتا ہے اور نبض تیز چلتی ہے۔ بھوک پیاس کم ہو جاتی ہے اور خون میں شوگرز / گلوکوز کی مقدار بڑھ جاتی ہے۔ یہ کیفیتیں ہر وقت رہنے سے ذیابیطس / ہائی پوگلائی سیما (Diabetes اور Hypoglycemia) مستقل شخصیت کا حصہ بن جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ نظام ہضم میں خرابی سے وٹامنز، منرلز اور اینزائم (Enzymes) کی جسم میں کمی سے نظام ہضم مزید کمزور ہو جاتا ہے۔

فضائی آلودگی سے جگر زہریلا (Toxic) ہونے سے اینٹی باڈیز (Antibodies) بننے کا نظام بھی سست / کمزور ہو جاتا ہے۔ نظام ہضم میں ابتری، جگر کی Toxicity، جذباتی دباؤ (Stress) ہارمونز کی کمی بیشی اور وٹامنز اور منرلز کی کمی سے جسم کئی ایسے فاسد کیمیکلز (Histamines) پیدا کرتا ہے جو ناک، گلے،

ٹ انسلز، سائی نس (Sinus) اور معدہ میں سوزش پیدا (Inflammation) کرتے ہیں۔ جگر اس سوزش کو کم کرنے کیلئے انٹی ہسٹا میں (Anti Histamine) پیدا کرتا ہے جس سے سوزش کم ہو کر متعلقہ اعضا (ناک ، گلے ، سائی نس ؛ Sinus) سے نزلہ بہنے لگتا ہے اور چھینکیں / فلو کے شروع ہونے کی اطلاع دیتی ہیں اور معدہ کی سوزش سے گیسٹرک جوس (Gastric Juice) بہنے سے معدے میں تیزابیت پیدا ہو جاتی ہے۔

فضائی اور معاشرتی آلودگی سے جب نظام ہضم کی خرابیوں سے بعض غذائیں ہضم نہ ہوں اور بار بار نزلہ، فلو، کھانسی، چھینکیں آنے کے دورے پڑنے لگیں تو اس کیفیت کو الرجی کہتے ہیں۔ الرجی میں ایسے عوامل جو عام طور پر بے ضرر ہوں کچھ لوگوں کی بڑھی ہوئی حساسیت (Sensitivity) کی وجہ سے ان کو بیمار کر دیتے ہیں۔ فضا اور معاشرتی دباؤ یا جذباتی دباؤ یا Stress یا Tension سے ہارمونز کی پیدائش میں بد نظمی، نظام ہضم کی بربادی تک پہنچتی ہے جس سے ماحول اور خوراک کی الرجی پیدا ہوتی ہے۔ اگر یہ الرجیاں ہومیو علاج سے شفایاب نہ ہوں یا بار بار ہوں یا ان کا حملہ کئی کئی دن یا لگاتار چلتا ہو تو یہ وارننگ (Warning) ہے کہ امیون سسٹم (Immune System) یا قوت مدافعت یا ایڈری نل گلینڈز (Adrenal Glands) تھک گئے ہیں اور ان کی کارکردگی سے فلو اور تیزابیت کنٹرول نہیں ہو رہی ہیں اور ان کا سنجیدگی سے علاج کروانا ضروری ہے۔ ورنہ امیون سسٹم کی کمزوری / ناکارکردگی سے ایسی بیماریاں پیدا ہوں گی (مثلاً دمہ، ایگزمہ، جوڑوں کا درد، ذیابیطس، دل، گردوں کے امراض، بلڈ پریشر وغیرہ وغیرہ) جو ناقابل علاج / کرانک مرض (Chronic Diseases) بن جائیں گی۔ وہ تمام مرض لاعلاج کرانک ہوتے ہیں جہاں امیون سسٹم خاص کر اینڈوکرائنل گلینڈز ناکارہ ہوں۔

بیماری کا ماخذ انسانی سرشت (قوت حیات، دل، نفس، روح، انا، خودی اور میں) میں ودیعت شدہ ہے۔ رزق کی تلاش میں مفاد پرستی، آگے بڑھ کر سب سے زیادہ حاصل کرنے کی خواہش اور برتر مقام پانے کے تمنا انسان کو پریشان کر کے بیماری کا راستہ کھولتی ہے لیکن اسی کوشش کے مثبت پہلو سے انسانی بہبود کے بے شمار ادارے وجود میں آتے ہیں۔ ہوس، مفاد، لالچ اور حسد سے بیماری انسان کے باطنی وجود (دل، نفس، قوت حیات) کو لگتی ہے لیکن شفا لاشعور ذہن کے کنٹرول سے جسمانی اعضاء میں سرائیت کئے ہوئے ہے۔ ایک کا منبع دل اور دوسرے کا لاشعور ہے۔ دونوں خود کار ہیں ان پر ارادے کا کوئی اثر نہیں

ہوتا۔ بیماری کی حساسیت کو کسی حد تک خود احتسابی سے کم کر کے صحت کو بہتر کیا جاسکتا ہے۔ **جذباتی دباؤ تمام امراض کی ماں ہے** حتیٰ کہ انفیکشن بھی ان ہی لوگوں کو زیادہ متاثر کرتی ہے جو سٹریس زدہ ہوں۔ لہٰذا Stress کو کم کرنے کیلئے دوا کیساتھ ساتھ نفسیاتی یا مذہبی / روحانی (Techniques) کو بھی آزمانہ چاہیے۔ جگر کو Detox کریں اور ناموافق غذاؤں کی الرجی کو ختم کرنے کیلئے ہومیوادویات سے بہتر کوئی اور علاج نہیں۔

بیماری جذبات بقا سے پیدا ہوتی ہے جس کو خیالات شفا کے نیوروسگنلز سے شفا ملتی ہے۔ اس سے اشارہ ملتا ہے کہ ہومیوادویات 'لاشعور ذہن کی وساطت سے ایسے ہارمونز اور اینٹی باڈیز کا اخراج کرواتی ہیں جن سے شفا ملتی ہے۔ اگلے باب "خیال۔ تخلیقی توانائی کا لازوال سرچشمہ" میں خیالات کے بیماری / شفائی پہلو کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

16 ہارمونز ــــ سے مدافعت اور شفاء

انسان کو مادی محرکات بیماری (وجوہات، جراثیم، خوراک اور موسم) بیمار کرتے ہیں۔ بیماری کی وجوہات کو جسم میں موجود ودیعت شدہ امیون سسٹم (Immune System) شفا دیتا ہے۔ بعض اوقات بیماری غیر مادی وجوہات (جذبات، نقصانات، آزمائش اور غم) سے بھی لگتی ہیں، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر مادی وجوہات مرض سے شفا کیونکر ہوتی ہے؟ اسی طرح ہومیو ادویات بھی ایک غیر مادی وجہ مرض یعنی ہومیو دوا' جسم میں ایک مماثل بیماری پیدا کرتی ہے تو پھر وہی سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہومیو دوا کا شفا میکنزم کیسے انجام پاتا ہے؟ ذیل میں دی گئی بحث میں بتایا گیا ہے کہ غیر مادی وجوہات مرض کو امیون سسٹم کی اگلی سطح شفا "اینڈوکرائینل گلینڈز" سے نکلے ہارمونز ہیں۔

جوں ہی کسی صحت دشمن شے / قوت سے نفس کو خوف محسوس ہوتا ہے یا دشمن صحت شے جسم میں داخل ہو جاتی ہے تو نفس، بیماری کے خوف سے لاشعور ذہن کو حفاظتی اقدام کیلئے متوجہ کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دنیاوی امور میں اقتدار اعلیٰ (صدر یا وزیر اعظم) ملکی سلامتی کیلئے کوئی خدشہ محسوس کرتے ہیں تو فوراً ماتحت اداروں کو مناسب احکامات صادر کرتے ہیں اور خود کچھ نہیں کرتے۔ اسی طرح نفس جو کہ ایک برتر اعلیٰ قوت ہے، بیماری سے نجات کیلئے لاشعور کی مدد طلب کرتا ہے۔

مدافعتی نظام کی کئی سطحیں ہیں۔ جب ایک سطح دفاع میں ناکام ہوتی ہے تو اپنے سے اوپر والی سطح کو اپنی بے بسی سے مطلع کر کے اُسے شریک مدافعت ہونے کیلئے درخواست کرتی ہے۔ ماں کے خون سے ملی مدافعت (Innate) اپنے سے اوپر کی سطح (Adaptive) کو متوجہ کرتی ہے۔ Innate سطح میں مدافعت کے اجزا ہر وقت خون میں موجود ہوتے ہیں لیکن Adaptive سطح کے کیمیکلز، بیماری کی مناسبت سے خصوصی طور (Tailor Made) بنوانے پڑتے ہیں۔ جس کیلئے وقت لگتا ہے اور یہ بھی ضروری ہے کہ متعلقہ اعضاء کی کارکردگی ٹھیک ہو اور خون میں خوراک سے حاصل کردہ اجزاء جن سے ٹیلر میڈ کیمیکلز بنتے ہیں وہ مناسب مقدار میں موجود ہوں۔ جب مدافعت ایک سطح سے دوسری سطح منتقل ہوتی ہے تو بیماری

ظاہر ہوتی ہے اور علاج کیلئے دوائی لی جاتی ہے۔ ہومیو دوا اپنے غیر مادی وجود کی وجہ سے جسمانی مدافعت سے عمل (Stimulate) کئے بغیر اس سے اوپر کی سطح جسے ہم نے ہارمونل سطح کہا (Hormonal Defence) سے مڈ بھیڑ (Interact) کرتی ہے۔ ہومیو دوائی سے ہارمونز کا اخراج بیماری کو ختم کرتا ہے۔

بیماری کا سدِّباب تو جسمانی مدافعت کر رہی ہوتی ہے کہ بیماری سے مشابہ ہومیو دوا لینے سے ایک اور مشابہ بیماری پیدا ہو جاتی ہے۔ یوں جسم میں دو مشابہ بیماریاں (علامات) جمع ہو جاتی ہیں۔ ایسے میں ہومیو دوائی کی اکساہٹ (Stimulation) سے متضاد اثرات والے ہارمونز، اینڈوکرائنل گلینڈز سے نکل کر بیماری کو ازئل کرتے ہیں۔ یوں بیماری کا اثر دو سطحوں سے زائل کیا جاتا ہے ایک قدرتی مدافعتی سطح سے اور دوسری ہومیو دوائی سے پیدا کردہ ہارمونز سے۔

ہارمونز سے مدافعت اور شفا کا تصور ہم نے پہلی بار متعارف کروایا ہے ورنہ اس سے قبل ہومیو ادویات کے شفا کا میکانزم بس دھندلا سا اور غیر واضح تھا۔ مختصراً یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہومیو ادویات اینڈوکرائینل گلینڈز سے ہارمونز کا اخراجات کروا کر شفا سے ہمکنار کرتی ہیں۔

قدرت چند ہارمونز سے تمام قدرتی امراض (ان کا ذکر نیچے آرہا ہے) کو شفایاب کرتی ہے جبکہ ہومیو پیتھی میں ہزاروں دوائیوں کی موجودگی غیر ضروری دِکھتی ہے۔ ہمیں صرف ان دوائیوں کی ضرورت ہے جو اینڈوکرائینل گلینڈز کو متحرک کر سکیں۔ اس سلسلے میں ہماری معلومات محدود ہیں اور ہمیں تجربات سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کونسی دوا کس گلینڈ کو کس مرض کیلئے چاہیے اور یہ تجربات ٹیسٹ رپورٹوں سے منسلک کرنا ضروری ہے۔

قدرتی امراض وہ ہیں جو قدرتی وجوہات سے پیدا ہوتے ہیں جن پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں اور یہ وجوہات کافی حد تک غیر مرئی، غیر مادی یا غیر محسوس طریقے سے حملہ آور ہوتی ہیں اور بیماریوں کے حملہ آور ہونے سے ان کے نادیدہ وجود کا پتا لگتا ہے۔ اس میں سے چند یہ ہیں۔

فضا میں موجود بیکٹیریا، وائرس، فنگس، پالتو جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کا زہر، خوراک میں موجود کیمیکلز اور رنگ، پانی میں موجود منرلز، ہوا میں تعفّن، موسم اور آب و ہوا کی سختیاں، پیشہ وارانہ امور کی ادائیگی میں بہت زیادہ جسمانی اور ذہنی مشقت، جنسی بے اعتدالیاں، معاشرتی ماحول میں لوگوں کا روّیہ۔

ان وجوہات سے پیدا امراض، ہومیو پیتھی سے قابل شفا ہیں۔ انسان کو ارادے کی آزادی سے یہ

امراض بدپرہیزی، بے احتیاطی اور حفظان صحت کے اصولوں کو نظر انداز کرنے سے پیچیدہ ہو کر لاعلاج ہو جاتے ہیں۔ خاص کر جب بافتوں (Tissues) اور سیل ساخت (Cell Structure) میں تبدیلیاں آجائیں۔ تو جب تک رہن سہن اور خوراک میں تبدیلیاں نہیں کی جائیں گی یہ امراض ہومیوپیتھی سے لاعلاج ہی رہیں گے۔

جب بے اعتدالیوں سے نظام اخراج سے فاسد مادے خارج نہیں ہوتے تو لاشعور (زندگی کی بقاء کو یقینی بنانے کیلئے جو اس کی پہلی ترجیح ہے) ان فاسد مادوں (Toxins) کو جسم میں کسی نہ جگہ جمع کر کے ٹیومر، سسٹ (Cyst)، کینسر، پتھریاں بنا دیتا ہے یا خون کی نالیوں میں چربی (Cholesterol) بنا کر جمع کر دیتا ہے۔ جنہیں ہم Self-Inflicted Wounds کہہ سکتے ہیں۔ لہٰذا لاشعور کسی ہومیو دوائی سے متحرک ہو کر ان امراض کو شفا کرنے میں مدد نہیں کرتا۔ جن امراض کو انسان نے خود پیدا کیا، انسانی کوششوں / علاج سے ہی دور ہوں گے۔

عام طور پر انفیکشن سے چند روز بستر پر پڑے رہنے یا کسی اندرونی اعضاء کی ناکردگی کی بنا پر روزانہ دوا کھانے کو ہی بیماری سمجھا جاتا ہے لیکن یہ بیماری کی ظاہری Acute اور Chronic حالتیں ہیں۔ اصل بیماری انسانی روّیوں میں تبدیلی ہے جس کے ذمہ دار ہم سب اور ہمارا معاشرہ ہے۔ ہم ایک انتہائی جاہل، متکبر، حاسد اور غصیلے معاشرے میں بندھے ہوئے ہیں اور ہماری بیماریوں کی بنیادی وجہ ہمارے روّیے ہیں۔ ہر شخص دوسروں سے نالاں، گفتگو میں غیر محتاط اور غیبت کا شکار ہے۔ چہرے کی بدلتی رنگت اور زاویے اور آنکھوں سے نکلتے شعلے دوسروں کا دل چیر لیتے ہیں۔ روّیوں کا علاج معافی میں ہے۔ ادلہ کا بدلہ انتہائی گھناؤنا جرم ہے اور اگر یہ نہ کر سکیں تو ہومیو علاج سے اپنی تطہیر کریں۔ ان جاہلانہ روّیوں سے پیدا امراض کا علاج سوائے ہومیوپیتھی کسی کے پاس نہیں۔

- جب خوف اور غم سے جسمانی اخراجات بند ہو جائیں تو ہومیوپیتھی سے بہتر کوئی علاج نہیں۔
- جب مریض یہ کہے کہ دستوں کے بعد یا ڈلیوری کے بعد یا آپریشن کے بعد سے یہ بیماری لگی ہے تو اس کا علاج Never Well Since میں ہومیوپیتھی میں ہے۔ دوسرے آپ کو مزید بیمار کر دیں گے۔
- جب وجہ مرض معلوم ہو تو ہومیوپیتھی سے بہتر کوئی علاج نہیں۔

17 قوت حیات اور نفس میں فرق

حضرت آدمؑ کے ظہور سے لیکر آج تک عمومی تصور یہ ہے کہ زندگی کا باعث نہ نظر آنے والی قوت 'روح' ہے جو زندگی کی تمام سرگرمیوں کو کنٹرول کرتی ہے۔ یورپ میں "تحریک احیائے علوم" کی وجہ سے مذہبی حوالے سے "روح" کا لفظ متروک ہونے سے ہینی مین نے "روح" کی بجائے لفظ قوت حیات (Vital Force یا Dynamis) استعمال کیا۔ لیکن حقیقت یہی ہے کہ خودی (Ego)، جی، دل، قوت حیات، نفس، قلب وغیرہ کے الفاظ "روح" سپرٹ (Spirit) اور (Soul) ہی کو ظاہر کرتے ہیں۔ الفاظ بدلنے سے سچائی چھپ نہیں سکتی۔ قوت حیات (نفس یا روح) کے اعتراف سے ہومیوپیتھی بیک وقت جسم اور قوت حیات کے دو علیحدہ وجودات سے تعلق رکھتی ہے۔ جبکہ ایلوپیتھی جسم اور قوت حیات کو زندہ جسم (Living Thing) کو ایک وجود سمجھ کر علاج کرتی ہے اور کبھی قوت حیات کا ذکر علیحدہ سے نہیں کرتی سوائے نفسیاتی امراض کے، اس وجہ سے ہومیوپیتھی کے دو چہرے (Faces) ہیں۔ ایک سائنسی اور مادی چہرہ۔ دوسرا نفسیاتی اور روحانی چہرہ۔ سائنسی چہرے کا تعلق ادویات کی علامات کا علم انتخاب دوا اور جسم پر ادویات کا اثر سے ہے۔ جبکہ روحانی اور نفسیاتی چہرے کا تعلق قوت حیات (نفس) اور پوٹاینسی میڈیسن سے ہے۔

ہینی مین جس کو قوت حیات کہتا ہے وہ بیرونی دشمن عناصر (Inimical Forces, بیکٹیریا، وائرس، خوراک، موسم، مختلف زہروں) کی یلغار سے بیمار ہوتی ہے۔ اور ہومیو دوا کی تحریک (Stimulation) سے شفا دیتی ہے۔ یعنی قوت حیات ہومیو دوائی کے سگنلز سے ویسے ہی متاثر ہوتی ہے۔ جیسے حواس خمسہ سے پیدا ہوئے بیماری کے سگنلز سے۔ یہ تصور اس حد تک تو درست ہے کہ قوت حیات دشمن عناصر کے حملے سے بیمار ہوتی ہے لیکن ہومیو دوا سے متحرک ہو کر شفا دیتی ہے پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔ ہومیو دوا بھی قدرتی صحت دشمن عناصر کی طرح ایک بیماری پیدا کرنے کی قوت ہے اور ہومیو دوا سے ایک بلمثل بیماری پیدا ہوتی ہے۔ یوں جسم میں دو بلمثل بیماریاں جمع ہو جاتی ہیں۔ ایک قدرتی

بیماری اور دوسری ہومیو دوا سے پیدا بلمثل بیماری۔ ان دو بلمثل بیماریوں سے ذہن دو سطحی مدافعتی رد عمل سے شفا دیتا ہے۔

ہمارا موجودہ علم بتاتا ہے کہ ذہن جسم کنٹرول کرتا ہے۔ دماغ اور اعصاب جسمانی نظام کا حصہ ہیں جبکہ نفس اور ذہن دو غیر مرئی نہ نظر آنے والی قوتیں، دماغ اور اعصاب کے ذریعے سے جسم کو پیغامات بھیجتی ہیں۔ نفس صرف ذہن کو بیماری کے جسم میں داخلے کے بارے متوجہ کرتا ہے کہ شفا کیلئے کوشش کرے جبکہ یہی اطلاع اعصاب سے ذہن کو(Directly) بھی پہنچتی ہے۔ نفس بیماری کے ڈر سے فوری پریشان ہو کر ذہن کو متوجہ کرتا ہے۔ کیونکہ بیماری سے نفس یا زندگی کو خطرات لاحق ہوتے ہیں جبکہ ذہن بیماری سے پریشان نہیں ہوتا اور طے شدہ دودیعت شدہ نظام کے مطابق شفائی عمل شروع کرتا ہے۔ اگر ذہن ہی پریشان ہو گیا تو پھر شفا کیسے دے گا۔ شفائی عمل ایسی قوت کا کام ہے جو مشکل سے مشکل حالات میں بھی پر سکون رہ کر حسابی عمل سے شفا مکمل کرے۔ نفس ایک بے چین پریشان ہونے والی، جذبات سے مغلوب ہونے والی، جلد باز غصیلی قوت ہے۔ ایسی قوت شفا کیسے دے سکتی ہے جو خود بیمار ہو جائے اور سوچ سمجھ سے عاری ہو۔ اس انکشاف سے قوت حیات کا شفا میں کوئی کردار نہیں بلکہ بیماری پیدا کرنے کی بڑی وجہ قوت حیات خود ہے۔

قوت حیات (نفس) جسم کے ہر خلیے(Cell) میں موجود ہے اور خلیے کا برقی عکس (Electronic Image) ہے۔ بہت سے خلیے، مل کر ایک عضو(Organ) بناتے ہیں اور یوں ہر عضو کا ایک برقی عکس ہے اور تمام اعضاء کے مجموعی برقی عکس کا نام قوت حیات یا نفس[7] ہے۔ یعنی نفس نا نظر آنے والا اصل انسان ہے جس کو جسم کے وجود سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ اسی ان دیکھے انسان کے امتحان کیلئے ساری کائنات تشکیل دی گی ہے اور اس حقیقت کو نظر انداز کر کے موجودہ سائنس غلط راہوں پر بھٹک رہی ہے۔

تمام جانداروں کے نفس اپنے (Species) کے لحاظ سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ لیکن ایک ہی (Species) کے تمام جانوروں کا نفس ایک سا ہے۔ یعنی تمام گھوڑوں کا نفس ایک سا ہے اور ان

---

7 کمپیوٹر کے پرنٹر اور فوٹو کاپیئر میں پہلے برقی عکس بنتا ہے جس کے اوپر انک جم کر پرنٹ بنتا ہے۔ اسی طرح نفس کی تخلیق پہلے ہوتی ہے اس کے مطابق جسم بنتا ہے۔

میں کوئی شناخت نہیں۔ اور تمام شیروں کا نفس ایک سا ہے لیکن گھوڑوں کی (Species) شیروں سے مختلف ہونے کی وجہ سے گھوڑوں کا برقی عکس، شیروں کے برقی عکس سے مختلف ہے۔ ایک (Species) سے تعلق رکھنے والے تمام جانداروں کا برقی عکس ایک دوسرے جیسا ہی ہوتا ہے۔ جن میں کوئی انفرادیت یا شناخت نہیں ہوتی۔ ظاہری فرق (کھال کا رنگ وغیرہ) صرف جسمانی Genes کا فرق ہوتا ہے نہ کے برقی عکس یا نفس کا۔ لیکن اندرون اور بیرون جسم تمام معاملات اور رد عمل ہمیشہ ایک سے ہی رہتے ہیں۔ اس کے مقابلے میں تمام انسانوں کا نفس ایک دوسرے سے مختلف اور اپنی انفرادیت اور شناخت رکھتا ہے۔ جس سے ظاہری جسمانی شناخت پیدا ہوتی ہے لیکن اس ظاہری اور اندرونی شناختی فرق کے باوجود اندروں جسم عملیات سب انسانوں کے ایک سے رہتے ہیں۔ علیحدہ نفسی شناخت کی وجہ سے انسانوں کا کردار، اخلاق اور طرز عمل بھی ایک دوسرے سے مختلف اور علیحدہ انفرادیت رکھتا ہے۔

انسانوں کو جانوروں کا سا سمجھنے سے، شفائی اور مدافعتی عمل کی میکانیزم کو جانوروں جیسا سمجھنے سے بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں۔ جانوروں سے حاصل کردہ معلومات کو انسانوں پر چسپاں کرنے سے بہت کنفیوژن پیدا ہوئی ہے۔ ڈارون کے نظریات[(1882–1809) ہینی مین(1845۔1755)] سے متاثر ہو کر انساں کے نفس کو جانوروں کے نفس (قوت حیات) کی طرح سمجھ کر کہنا کہ انسان کی قوت حیات (نفس) جسم کے نظام کو کنٹرول کرتی ہے انتہائی غلط مفروضہ اور حقیقت سے فرار ہے۔ اور یہ سوچ اس لیے پیدا ہوئی کہ مغربی مفکرین انسان کی تخلیق کے اعلی مقاصد سے لاعلم ہیں۔

تمام جانداروں کو پیدا کر کے انہیں ایسے ہی نہیں چھوڑ دیا گیا۔ تمام جانداروں بشمول انسان میں زندہ رہنے کی ایک تڑپ، لگن، چاہت، اور محبت کو ان کے نفس میں ایسے سمو دیا گیا کہ وہ زندگی کو قائم رکھنے کیلئے خود ہی ہر وقت تگ ودو میں لگے رہتے ہیں۔ خود خوراک حاصل کرتے ہیں اور جنسی اختلاط سے اگلی نسل پیدا کرنے کی فکر کرتے ہیں۔

اس خود کار حرکت کو جو زندہ رہنے کیلئے کی جاتی ہے موجودہ نفسیات، جبلت (Instinct) کہتی ہے۔ جبلت کسی کے سکھائے بغیر کام کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے بچہ پیدا ہونے کے بعد ماں کا دودھ چوستا ہے۔ پرندے خود ہی اڑنے لگتے ہیں اور مچھلی تیرنا جانتی ہے۔ اکثر جاندار' لڑ کر ایک دوسرے کی خوراک بنتے ہیں۔ جانداروں سے ہی کائناتی رنگینیاں ہیں اور ان کے وجود سے کائنات میں توازن اللہ تعالی کی خلاقیت کا

بر ملا اظہار ہے۔ تمام جانداروں کی (سوائے انسان کے) نہ کوئی دوسری زندگی ہے نہ کوئی حساب، انکی نہ کوئی ذہنی، تخلیقی، کاروباری سرگرمیاں ہیں اور نہ کوئی کردار سازی۔ انکی زندگی خواہشات سے مزا اٹھانے کے سوا کچھ نہیں۔ یعنی ان میں عقل (ذہن) نہ ہونے سے انکی زندگی کسی پنجابی صوفی شاعر کی کہی بات کا سچا اظہار ہے۔

"عقل نہ ہووے تے موجاں ہی موجاں"

جانوروں کا کوئی ذہن نہیں انکا نفس (قوت حیات) ہی انکے جسمانی اور مدافعتی نظام کو ان کے دماغ سے انکے اعصاب سے کنٹرول کرتی ہے۔ اس مثال کو سامنے رکھ کر یہ تصور کرنا کہ انسانوں کا نفس (قوت حیات) ہی انسانی جسم اور دفاع کو کنٹرول کرنا، بہت بڑی غلطی اور یہی مین کے غلط مفروضوں میں سے ایک مفروضہ ہے۔

دیگر جانداروں کے مقابلے میں انسان ایک با مقصد، صاحب ارادہ، صاحب اختیار اور صاحب عقل، تخلیق ہے دنیا کا نظام سنبھالنے اور سنوارنے کیلئے اسکو دنیا کا مینجر بنایا گیا ہے۔ دنیا میں موجود تمام اشیاء کا علم، ان کے خواص، اور فوائد و نقصانات انسان کے ذہن میں ودیعت کر دیئے گ ئے ہیں۔ وہ آدمؑ سے لیکر آج تک کے تمام انسانوں میں نسل در نسل خود بخود منتقل ہو رہا ہے۔ ہر زمانے کے لوگ تعلیم و تربیت اور غور و فکر سے اسی علم کو ذہن سے اخذ (Download) کر کے زندگی میں سہولتیں پیدا کرنے کیلئے ریسرچ کرتے ہیں۔ یہ علم ذہن میں ایسے ہی پڑا رہتا اگر نفس انسانی میں اس علم سے فائدہ اٹھانے کی تحریک نہ اٹھتی۔ اس مقصد کیلئے نفس انسانی میں پہلے سے موجود جبلتوں (Instincts) میں مزید اضافہ کیا گیا۔ اب جان بچانے اور خوراک کے حصول کے علاوہ:

1. مال و دولت، جائیداد زمینوں کی ملکیت کی ہوس (جبلت) پیدا کی گئی۔
2. جسمانی وجاہت حسن اور طاقت کی برتری کے احساس کی جبلت پیدا کی گئی۔
3. مذہبی، سیاسی، سماجی، اور علمی رتبے کی عظمت کی جبلت عطا کی گئی۔
4. مال و دولت اور سماجی رتبہ اپنے ہی خاندان میں رہنے کی جبلت کو اولاد کی خواہش سے پورا کرنے کیلئے جنس مخالف کی محبت کی جبلت عطا کی گئی۔
5. جنسی خواہش کو موسم یا حالات کے انحصار (Sporadic) سے نکال کر انسانی ارادے کے تابع کر دیا گیا تا کہ انسان جب چاہے اپنی خواہش اولاد اور تعداد بڑھا کر اپنے تفاخر کا اظہار کرے۔

6. اس کے علاوہ تجسس (Curiosity Inquisitiveness) کی جبلت عطا کی گئی جو نامعلوم کو جاننے اور آگے بڑھنے کا حوصلہ عطا کرتی ہے۔

اتنے زیادہ ذہنی اور جبلتی فرق کو نظر انداز کر کے انسان کو جانور سمجھنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

انسان ایک برتر مخلوق ہے اور اس کو ایک عظیم منصوبے کی تکمیل کیلئے تخلیق کیا گیا ہے۔ لاکھوں کروڑوں سال کے ارتقائی منازل طے ہونے کیلئے انتظار کیا گیا۔ اللہ تعالی ہر کام ایک سیکنڈ میں پھونک مار کر بھی کر سکتے تھے۔ ایک لمبا ارتقائی طریق کار طے کیا گیا۔ جس میں انسان کے ارادہ کی شمولیت ایک بنیادی عنصر ہے۔ سارے منصوبے میں انسانی ارادے اور کوشش کی شمولیت ضروری سمجھی گئی ہے۔ اللہ تعالی انسان کو اسی منصوبے کی تکمیل کیلئے ہر آن، ہر لمحہ مختلف آزمائشوں اور ٹیسٹوں سے گزار کر یہ اطمینان کر رہے ہیں کہ کون اس کے منصوبہ کے مطابق اپنے آپ کو ڈھال رہا ہے اور کون لاتعلقی سے وقت گزار رہا ہے۔ منصوبے کے پہلے درجے پر انسان کو علم اور جبلتیں عطا کر کے دنیا کا منیجر (خلیفہ الارض) بنایا گیا۔ پھر پیغمبروںؑ کی معرفت پر ایمان لانے یا انکار کا اختیار دیا گیا۔ جو ایمان لائے ان کو عبادات، اخلاق اور اعلیٰ طرز عمل اختیار کرنے کی تربیت سے گزارا گیا۔ اللہ تعالی کو ایسے بے لوث اور بے غرض انسانوں کی تلاش ہے جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں اس کی یاد میں مگن رہتے ہوں۔ راتوں کی تنہائی میں اس کے آگے سجدہ ریز ہو کر روتے، گڑگڑاتے ہوں، کائنات کی تخلیق کے رازوں پر غور و فکر کرتے ہوں جو حق و باطل کی لڑائی میں ثابت قدمی سے ہر طرح کا دکھ سہتے ہوں۔ نرم خو، محبت کرنے والے اور دوسروں کی مدد اور خدمت کیلئے بغیر کسی اجر کے مستعد رہتے ہوں۔ اللہ تعالی ایسے لوگوں کو منتخب کر کے اپنا ولی اور دوست بنا کر خلافت ارض سے ترقی دے کر خلافت اللہ پر فائز کر کے اپنے منصوبے کے دوسرے مرحلے کو پورا کرنے میں لگے ہوئے ہیں اور ہر آن تمام انسانوں کی نگرانی خود فرماتے ہیں۔

ایسی الٰہیاتی خوبیاں پیدا کرنے کیلئے اللہ تعالی انسان کو روزمرہ کی سرگرمیوں سے آزماتے ہیں۔ اللہ تعالی ہر آن نئے سے نئے امکانات سے انسانی جبلتوں کو ایسے متحرک کرتے ہیں کہ انسان ان جبلتوں کی حفاظت یا ان سے فوائد سمیٹنے کیلئے بلا سوچے سمجھے الجھ جاتا ہے۔ ان جبلتوں کے پھندے میں پھنسنے سے جذبات غم، غصہ، نفرت، ڈر، خوف، بے چینی، مقابلہ، حسد اور کمینگی وغیرہ پیدا ہونے سے اینڈوکرائنل گلینڈز سے اینٹی سٹریس (Anti Stress) ہارمونز کا اخراج ہوتا ہے جو انسان کو مقابلے کیلئے تیار کرتے

ہیں۔ جس سے بلڈ پریشر، نبض کی رفتار اور دل کی دھڑکن بڑھتی ہے۔ چہرے کے تاثرات بدلتے ہیں۔ نظام ہضم اور نظام تنفس بگڑتا ہے۔ اگر نفس کو لاحق خطرات وقتی ہوں تو گلینڈز سے نکلے ہارمونز ہنگامی حالت گزرتے ہی جسم میں (Disintegrate) تباہ ہوتے ہیں۔ مثلاً دوڑ کر سڑک پار کرنے کی سٹریس چند لمحوں میں ختم ہوتی ہے تو متعلقہ سٹریس ہارمونز اگر استعمال ہونے سے بچ گیا ہو تو جسم کا دفاعی نظام اس کو ختم کر دیتا ہے۔ لیکن اگر اضطراب، ڈر، خوف، فکر اور بے چینی ہر وقت لگی رہے جیسے ساس بہو کے تنازعہ میں، میاں اور بیوی کے درمیان مناقشہ میں، افسر اور ماتحت کے درمیان ڈانٹ ڈپٹ میں یا پڑوسیوں سے لڑائی میں تو ایسی صورت میں اینٹی سٹریس ہارمونز ہر وقت رس۔ رس کر خون میں شامل ہوتے رہنے سے بے شمار امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پہلے مرحلے میں ہاضمہ میں خرابی سے فوڈ الرجی پیدا ہو کر بھوک کم ہو جاتی ہے، گلہ خراب رہنے لگتا ہے جو بڑھتے ہی بڑھتے آخر کار ذیابیطس، دل اور گردوں کے امراض، بلڈ پریشر اور جوڑوں کے درد میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ غرض ہمارے زمانے کے تمام امراض نفس کے لالچ، ہوس، خوف، نوکری چھن جانے کے خوف، کاروبار میں نقصان اور مسابقت کے خوف وغیرہ سے پیدا ہوئے ہیں۔ یہ امراض مسائل کو جذباتی نکتہ نظر سے دیکھنے اور ہر وقت سراسیمہ رہنے اور اللہ پر عدم اعتماد سے پیدا ہوتے ہیں۔ لگاتار حالت اضطرار (سٹریس) میں زندگی گزارنے سے قوت مدافعت کمزور ہو جاتی جس سے ہمیشہ Infection ہونے کا خطرہ رہتا ہے۔ غرض نفس کے جذباتی رد عمل سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جو یہ ثابت کرتی ہیں کی نفس (قوت حیات) بیماری پیدا کرنے کی بڑی وجہ ہے اور ہینی مین کی سوچ کہ قوت حیات ہومیو دوائی سے شفا دیتی ہے درست نہیں۔

اگر ہم یہ سمجھ جائیں کہ اللہ تعالی ہماری آزمائش کیلئے ہماری جبلتوں کو برانگیخت کر کے جذبات پیدا کرتے ہیں اور جذباتی پھندے کو صبر حوصلے سے برداشت کر لیں اور جذباتی رد عمل سے بچیں تو کوئی بیماری ہمارے نزدیک نہیں آئے گی۔ جب ہم جذبات کو نظر انداز کر کے صبر کرتے ہیں تو انسانی دماغ سے ایسے طمانیت بخش ہارمونز کا اخراج ہوتا ہے جو چہرے کو شاداب اور دلکش بناتے ہیں۔

قوت حیات اور نفس ایک ہی شے کے نام ہیں۔ ایک انسان کا تراشید اور دوسرا خالق کائنات کا۔ لیکن دونوں کے فنکشنز (Functions) میں فرق ہے۔ جانوروں کی قوت حیات / نفس کا کوئی مقصد نہیں۔ صرف اپنی حفاظت خود کرنا ہے، اپنے جسمانی نظام کو خود چلانا، کسی کو خوراک کیلئے مارنا یا خود مر کر

کسی کی خوراک بننا۔ لہذا جانوروں کی قوت حیات / نفس سارا وقت اپنے لیے صرف کر کے بڑھتے ہیں۔ جبکہ انسان اعلی درجے کی ایک با مقصد تخلیق ہے۔ اللہ کا نائب، دوست اور مقرب / ولی بننے کیلئے اسے کئی آزمائشوں اور امتحانات سے سرخرو ہو کر اپنی شخصیت، اپنی ذات، اپنے آپ (نفس) کو سنوارنا ہے۔ ہمارے ارد گرد کی فضا اور ماحول صحت دشمن عناصر (بیکٹیریا، وائرس، زہروں اور جذبات) سے بھرا ہوا ہے۔ ان سے تحفظ کیلئے تمام وقت مستعد، چوکنا اور لڑنے مرنے کیلئے چاہیے۔ اور اس طرح کوئی وقت شخصیت سازی اخلاق، کردار بنانے اور دیگر کاروباری زرعی، صنعتی، معاشرتی، معاشی اور مذہبی سرگرمیوں کیلئے نہیں بچتا جس سے شخصیت سازی ہو۔ لہذا اللہ تعالی نے صحت دشمن عناصر سے حفاظت اور جسم کو چلانے کا کام، نفس انسانی سے لیکر ذہن کے سپرد کر دیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے؛ جسمانی حفاظت اور انتظام جسم ایک حسابی اور سائنٹیفک کام ہے۔ اس کو نفس جیسی جذباتی قوت انجام نہیں دے سکتی۔ اس لیے یہ کام ذہن جیسی پُرسکون منظم قوت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ تا کہ نفس اپنا تمام وقت دیگر سرگرمیوں میں صرف کر کے اپنی شخصیت کی تکمیل کر کے مقرب بارگاہ بنے۔

اب انسانی قوت حیات / نفس کے دو ماڈل ہیں۔ ہینی مین کے جانوروں جیسے ماڈل میں نفس حفاظت جسم کرتا ہے اور اللہ کا ماڈل جس میں ذہن حفاظت جسم / نفس کرتا ہے۔ اس کتاب میں اللہ کے ماڈل کو منتخب کر کے سارا فلسفہ ہومیوپیتھی نئے سرے سے لکھا گیا ہے۔

18 خیال۔۔ تخلیقی توانائی کالازوال سرچشمہ

خیال ایک عظیم توانائی(Energy) ہے۔ ہم حرارت، برق، آواز، مقناطیسیت اور کیمیکل توانائیوں سے تو واقف ہیں۔ لیکن کبھی خیال کی معجزانہ تخلیقی توانائی کی طرف توجہ نہیں کرتے کہ یہ بھی ایک توانائی ہے۔ عام توانائیاں تو استعمال سے کم ہو جاتی ہیں، جبکہ خیال کی توانائی استعمال یا خرچ سے نہ صرف بڑھتی ہے بلکہ اس کو جِلا ملتی ہے۔ خیالات کی توانائی کا تنوع قدرتی مناظر اور افزائش اشیاء میں ہوش ربا فراوانی سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔ خالق کائنات کا منصوبہ تخلیق کائنات اپنی جزئیات اور تفصیلات کے ساتھ ''کُن'' (Big Bang) کہنے سے مختلف تدریجی مراحل سے گزر کر توانائی کی دھندلی تصویر سے واضح مادی شکل اختیار کرتا ہے۔ مادی شکل کے تمام خواص کیمیکل اور طبعی صورتوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ جبکہ ان خواص کے پس پردہ یہی خصوصیات بہ صورت سگنلز اور خیالات موجود ہوتی ہیں۔ یہی تخلیقی توانائی انسانی ذہن میں نزول کے بعد خیال کی عظیم نعمت میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ ذہن سے یہ تخلیقی توانائی دماغ کے اعصاب سے ہوتی ہوئی ہاتھوں اور انگلیوں کے اعصاب میں منتقل ہو کر قدرتی اشیاء (مادہ) پر عمل کر کے ان مادی اشیاء کو سنوارتی ہیں۔ خالق کائنات مادہ پیدا کرتا ہے اور انسانی خیال مادے میں تبدیلیاں پیدا کر کے نئی نئی شکلیں پیدا کر کے زندگی کو آسان، اور پر مسرت بناتا ہے۔ انسان مادے کو مختلف تراکیب سے جوڑ کر ایسے کرشمات کر رہا ہے کہ جو کام گذشتہ صدیوں میں جادو یا معجزوں سے ممکن تھا اب وہ سائنسی ایجادات سے ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔

خیال کی لہریں ذہن سے خارج ہو کر دماغ اور انگلیوں کے اعصاب تک پہنچ کر زندگی میں رنگیناں پیدا کرتی ہیں۔ ایک ''خیال'' مختلف مصوّروں کے ذہن سے نکل کر طرح طرح کے نقش و نگار (Painting) بناتا ہے۔ اسی طرح ایک ''خیال'' مختلف موسیقاروں (Musician) سے ان گنت دھنیں ترتیب دلاتا ہے اور ایک ''خیال'' مختلف شاعروں سے لاتعداد شعروں میں ڈھل کر ان گنت رومانوی اثرات مرتب کراتا ہے۔ اس سے ذرا نیچے دیکھیں تو ایک خیال مختلف درزیوں، کارپینٹروں، نانبائیوں، انجینئروں اور سائنس دانوں کے ذہن سے بے شمار تخلیقات کروا کر معاشرتی زندگی اور کاروبار میں ترقی اور ارتقاء کا باعث بنتا ہے۔

ایک چیز مثلاً آم کو دیکھ، چکھ، سونگھ یا چھونے کے سگنلز، اعصاب سے ذہن تک پہنچ کر ایک ہی چیز یعنی آم کی شناخت کا پیغام پہنچاتے ہیں یعنی سگنلز نکلنے کا مبداء چاہے آنکھ، زبان، ناک یا ہاتھ ہوں ہر صورت سگنلز ایک ہی پیغام لے کر جاتے ہیں۔ خیالات اور جذبات چاہے مسرت کے ہوں یا خفگی کے یا شرمندگی اور مایوسی کے یا نفرت اور حسد کی خشمگیں لہروں کے وہ حواس خمسہ سے ہی ظاہر ہوتے ہیں۔ زبان سے ادا کردہ الفاظ ہوں یا آنکھوں سے نکلی شعلہ بار شعاعیں ایک ہی خیال کی ترجمانی سے یہ پیغام دیتی ہیں کہ خیال مختلف مبداء سے ظہور کے باوجود ایک ہی پیغام ہوتا ہے۔

ہر شے کے نام کے پس پردہ اس کی تمام جزئیات اور تفصیلات بصورت سگنلز اور خیالات مستور (Hidden) ہوتی ہیں۔ اس چیز کا نام سنتے، پکارتے یا سوچنے سے اس کے نام خواص، سگنلز اور خیال کی صورت حاضر ہو جاتے ہیں چاہے چیز کا نام کسی زبان میں ہو سگنلز یکساں ہوتے ہیں، جن کو لاشعور ذہن پہچانتا ہے چاہے شعوری طور پر زبان جانتا ہو یا نہ۔

ایک "خیال" منزل مقصود تک پہنچنے کیلئے کئی روپ بدلتا ہے مثلاً خیال سے گفتگو / آواز، آواز سے نیورو سگنلز اور نیورو سگنلز سے پھر آواز۔ خیالات کی رفتار دنیا کی ہر رفتار سے زیادہ ہے اور آناً فاناً ہے۔ ایک خیال آتا ہے اس کے بعد دوسرا پھر تیسرا۔ ایک خیال مٹتا ہے دوسرا اس کی جگہ لے لیتا ہے۔ علی ہذا القیاس اور یہ سلسلہ ہر آن جاری رہتا ہے۔ ہم اکثر خیالات کی آمد اور تحلیل سے کم ہی آگاہ ہوتے ہیں۔ ہم شعوری سطح پر صرف چند خیالات کو ہی اپنی گرفت میں لے پاتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں خیالات کچھ نتیجہ پیدا کئے بغیر ختم ہو جاتے ہیں۔ ایک ہی لمحہ میں خیالات فرش سے عرش پر پہنچنے سے خیالات کے الٰہیاتی (Godly) تصور کا اشارہ ملتا ہے جب آئن سٹائن (Einstein) نے یہ کہا کہ کسی چیز (مادہ اور انرجی) کی رفتار سورج کی روشنی کی رفتار سے زیادہ نہیں ہو سکتی تو اغلباً اُس لمحے وہ خیالات کی رفتار سے آگاہ نہیں تھا یا خیالات کو انرجی نہیں سمجھتا تھا۔

خیالات کا ماخذ ذہن (Mind) ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ ذہن ایک غیر مرئی یا غیر مادی (Software) شے ہے جس کی وجہ سے انسان اپنے آپ اور اپنے ماحول کو پہچان کر محسوس کرتا ہے اور ردعمل میں اپنے برتاؤ، سلوک، طرز عمل (Behaviour) یا (Emotional Symptoms) سے جو اب دے کر اپنی شناخت (Identity) کرواتا ہے۔ زندگی کا تصور، ذہن کے بغیر محال ہے۔ ادنیٰ سے اعلیٰ

تمام جانداروں کا وجود ذہن کا مرہون منت ہے۔ لیکن ذہن کے کئی درجات ہیں۔ جانوروں میں اپنی حفاظت خود، جنسی طلب، خوارک اور نیند کا ودیعت شدہ (Instinct) رجحان (Tendency)، زندگی کا اظہار ہے۔ انسان میں بقا (Survival) کے رجحانات، جانوروں سے بہت زیادہ ہیں۔ جس کی وجہ سے انسانی ذہن بہت بڑا یا تین اذہان (Minds) پر مشتمل ہے یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ ایک ذہن میں تین رجحان رکھے گئے جو ایک دوسرے سے واضح طور مختلف خصوصیات کے حامل ہیں۔ انسان اس کائنات میں اربوں سال سے باقی جانداروں کیساتھ رہ کر ارتقائی منازل طے کر رہا تھا۔

"اور کوئی قابل ذکر شے نہیں تھا۔"[8]

کہ کسی آدم نامی انسان کی کسی خوبی کی وجہ سے اس کو اعلیٰ ذہن سے متعصف کرنے کے پروگرام میں اس کو چیزوں کے نام سکھانے کے عمل میں اس کو تین ذہن ودیعت کیے گئے۔[9]

تین ذہنوں کا تعلق زندگی کے تین شعبوں سے ہے اور یہ مل کہ دماغ اور جسم کے واسطے سے زندگی کے تحفظ کیلئے کام کرتے ہیں۔ پہلے شعبے کا تعلق جان، مال، عزت اور خاندان کا تحفظ ہے۔ دوسرے شعبے کا تعلق عقل، فہم و فہراست اور بحث و مباحثہ سے معاشرتی اور ذاتی زندگی میں راہ نمائی کرنا ہے۔ تیسرے شعبے کا تعلق خوراک سے توانائی پیدا کر کے زندگی کی بقا کو ممکن بنانا اور بیماریوں سے تحفظ ہے۔

جس وقت یہ عطا کی گئ اس وقت نہ کوئی زبان تھی اور نہ کوئی ادارہ۔ یہ علم بغیر سکھائے ہر شخص جانتا ہے کہ اس نے تحفظ کیلئے کیا کرنا ہے۔ یہ علوم نسل در نسل بلا لحاظ زبان اور شعوری کوشش منتقل ہو رہے ہیں۔ اگر آدم نے یہ علوم شعوری کوشش سے سیکھے ہوتے تو کبھی کے بھول گئے ہوتے۔ یہ علوم انسانی ارتقاء کے پھیلاؤ اور وسعت کو سامنے رکھ کر آنے والے وقتوں کی تمام ایجادات اور اضافوں کو سموئے ہوئے ہیں۔ تمام میڈیکل اصطلاحات نئ ایجادات اور نئ خوارکوں (Foods) اور ڈرگز کی تمام معلومات ودیعت شدہ علوم کی دستعوں میں سمٹی ہوئی ہیں۔ لاشعور ذہن ان تمام دریافتوں کو سمجھ کر شفا سے ان کا جواب دیتا ہے۔ لگتا ہے کہ تمام معلومات بصورت سگنلز یا کوڈ انسانی ذہن میں ثبت ہیں۔

---

8 سورۃ الدھر

9 پروفیسر رفیق اختر کی کسی کتاب سے ماخوذ

جسم کا برقی عکس اس کا نفس ہے اور نفس کے ذہن کو جذباتی ذہن (Emotional Mind) یا دل کہتے ہیں۔ یہ جذبات کا مرکز ہے شعوری ذہن جذبات سے دھندلائی ہوئی زندگی کو عقل اور بحث مباحثے سے راہ نمائی دیتا ہے۔ جبکہ لاشعور اندرونی اعضا کی کارکردگی کو کنٹرول کرکے توانائی پیدا کرتا ہے اور بیماریوں سے حفاظت کرتا ہے۔ روزمرہ زندگی کے مفادات سے وابسطہ خیالات جذباتی ذہن سے پیدا ہوتے ہیں۔ جب زندگی، جائیداد، عزت و وقار اور خاندان کو خطرات ہوں یا حصول رزق سے متعلق مسائل ہوں تو جذباتی ذہن میں ہر وقت تحفظ کے خیالات چھائے رہتے ہیں۔ خیالات کی دوسری لہر شعوری ذہن سے پیدا ہوتی ہے یہ فہم و فراست سے جذبات کی دھندلائی ہوئی تصویر کو صاف کرکے جذباتی ذہن کو فیصلے کی طرف راہ نمائی کرتی ہے۔ یہ جذباتی تناؤ کو کم کرنے کے خیالات کی لہریں ہوتی ہیں۔ جذباتی اور عقلی کش مکش اور مناقشہ ہر وقت جاری رہتا ہے جس کا فیصلہ جذباتی ذہن، دل یا نفس نے کرنا ہوتا ہے۔ شعور صرف اس فیصلے کو جسم اور زندگی پر لاگو کرتا ہے۔ چونکہ محاسبہ جذباتی ذہن، دل یا نفس کا ہونا ہے۔ لہذا فیصلہ بھی اسی کا نافذ ہوتا ہے۔ شعوری ذہن ایک ناصح استاد اور راہ نما ہے۔ نہ اس کا محاسبہ ہے اور نہ اسکے کوئی احساسات۔ یہ صرف راہ نمائی کا روبوٹ ہے چاہے اس کی بات سنو یا نہ سنو شعور پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔

خیالات کی تیسری لہر لاشعور ذہن سے نکلتی ہے لیکن ہم اس سے آگاہ نہیں ہوتے۔ یہ لہر مختلف اعضا کیلئے لاشعور کے پیغامات پر مشتمل ہوتی ہے۔ لاشعور، اپنا تمام کام نیورو سگنلز سے انجام دیتا ہے۔ لاشعور کے کوئی حواس خمسہ نہیں۔ یہ نہ بولتا ہے اور نہ سنتا ہے۔ جوں ہی کوئی خوارک یا مضر صحت چیز جسم میں داخل ہوتی ہے۔ لاشعور اس کو ٹھکانے لگانے میں مگن ہو جاتا ہے۔ اس انکشاف نے ہمیں متوجہ کیا کہ بیماری کے سگنلز جسم میں داخل کرکے بیماریوں کے علاج کا طریقہ کرنا چاہیے۔

خیالات کی چوتھی لہر شیطانی قوتوں کے وسوسے ہیں جو وہ نیکی کے کاموں سے روکنے کیلئے دماغ پر القا کرتی ہیں۔ نماز کے دوران بعض اوقات شیطانی خیالات کی لہر شعوری نماز کی آواز / خیالات پر اثر انداز ہو کر نماز میں خلل پیدا کر دیتی ہے۔ اگر غم روزگار اور جنسی ہیجان کنٹرول میں ہوں تو جذباتی ذہن کے خیالات کی آمد کم ہو جاتی ہے اور شعوری خیالات کا اظہار تیزی سے شروع ہو جاتا ہے۔ ایسے میں اگر کوشش سے خیالات کسی مخصوص شعبہ کی طرف موڑ دیئے جائیں تو اس سمت خیالات کا طوفاں آمڈ آتا ہے۔ ان ہی خیالات سے نئی تخلیقات اور ایجادات ممکن ہو جاتی ہیں۔

گذشتہ واقعات کی طرف توجہ کرنے سے خیالات کی ایک لہر حافظہ سے نکل کر تصورات کی ایک دنیا آباد کر دیتی ہے۔ گذشتہ واقعات دماغ کے گرے ایریا میں ثبت ہوتے ہیں۔ توجہ سے (شعوری کوشش سے) یہ واقعات تصور میں آجاتے ہیں یا زبان سے ادا ہوتے ہیں۔ MM بصورت آواز شوگر میں منجمد خیالات (سگنلز) ہیں اور جوں ہی MM زبان کے اعصاب پر پہنچتی ہے یہ منجمد خیالات (سگنلز) شوگر سے (Release) نکل کر لاشعور کو متوجہ کرتے ہیں۔ شوگر میں MM کی Shelf Life کم ہے۔ ہم کسی ایسے بے ضرر میڈم کی تلاش میں ہیں جو Magnetic Tape کی طرح آواز کو لمبے عرصہ تک محفوظ رکھ سکے۔

حافظہ کی کمزوری کا تعلق دماغی سیلز (Brain Cells) سے ہے یہ سیلز بچپن میں غیر ترقی یافتہ ہوتے ہیں اور بڑھاپے میں تباہ (Decay) ہونا شروع ہو جاتا ہے جس وجہ سے یاداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ حافظہ کی کمزوری کا ذہن سے کوئی تعلق نہیں۔ ذہن ہمیشہ تندرست رہتا ہے صرف جسم اور دماغ عمر سے متاثر ہوتے ہیں۔ جذباتی ذہن میں پوری زندگی کی فلم محفوظ ہوتی ہے اور یہی نامہ اعمال ہے جو شہادت دے گا کہ زندگی کیسے گزاری۔

19 ہومیو علاج، دُعائیں اور روحانی علاج

اکثر اوقات جب مریض دنیاوی علاجوں سے بیزار ہو جاتا ہے تو روحانی علاج کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اس علاج میں قرآنی آیات پڑھ کر پھونک ماری جاتی ہے جس کو دم کرنا بھی کہتے ہیں۔ اور بعض اوقات آیات لکھ کر ان کو پانی میں حل کر کے مریض کو پلا دیا جاتا ہے۔ تلاوت کی آواز کانوں سے ہوتی ہوئی شعور اور نفس تک پہنچتی ہے۔ یاد رہے کہ نفس جسم میں ہر جگہ موجود ہے۔

جو آیات شفا کے لئے استعمال ہوتی ہیں ان میں خال ہی کسی بیماری کا ذکر ہو ورنہ آیات میں اللہ کی صفات کا ذکر ہوتا ہے۔ چونکہ ان آیات میں سرے سے کسی بیماری یا منفی شے کا ذکر نہیں ہوتا لہٰذا شعور اور لاشعور ان آیات پر کسی رد عمل کا اظہار نہیں کرتے۔ اس سے بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قرآنی آیات کا شعور اور لاشعور پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ اور وہ (ذہن) قرآنی آیات سے صحت بحالی پروگرام میں شامل نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ روحانی علاج میں کوئی اور قوت شریک ہے۔

معروف چھ قرآنی آیاتِ شفا (جن کا مفہوم نیچے دیا جارہا ہے) کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کہ شفا کئی سطحی (Multi-Dimensional) ہے بیماری کی کچھ جہتیں روحانی عملیات، وظائف اور آیات قرآنی کے ورد سے شفا پاتی ہیں جبکہ کچھ پر کوئی اثر نہیں ہوتا مثلاً

1. وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○ (سورۃ الشعرا: آیت 80)

"جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہ (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے۔"

اس سے سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر شفا اللہ دیتا ہے تو شفا کیلئے علاج، دوا اور روحانی علاج کی ضرورت کہاں رہتی ہے؟ اللہ تعالیٰ کسی مرض کو ذاتی توجہ سے شفا نہیں دیتے بلکہ شفا کا کام ذہن ایک ودیعت شدہ علم سے بغیر کسی غلطی کے 100% Precision سے انجام دیتا ہے۔ ذہن دعاؤں، وظائف اور اوراد سے لاتعلق رہتے ہوئے جسم میں موجود غذائی اجزاء سے اینٹی باڈیز اور انسداد زہر مرکبات سے شفا مکمل کرتا ہے۔ اگر جسم میں مناسب خوراک موجود نہ ہو تو شفا نہیں ہوتی، چاہے جتنے مرضی وظائف

اور دعائیں پڑھ لی جائیں۔ مثلاً اگر معدہ میں گیسٹرک جوس کم بن رہا ہو تو یہ کمی جب تک خوراک اور ڈرگز /ہربز سے پوری نہیں ہو گی اس وقت تک یہ مرض دور نہیں ہو گا چاہے سارا دن رات وظائف پڑھے جائیں۔ اسی طرح اگر تھائی رائیڈ گلینڈ آیوڈین کی کمی کی وجہ سے کم کام کر رہا ہو تو کوئی روحانی عمل آیوڈین کی کمی پوری نہیں کر سکتا۔

بیماری، فاسد مادوں (Toxins) کو جسم سے باہر نکالنے کیلئے ہم پر ٹھونسی جاتی ہے اور بیماری سے نجات بھی خودکار جبری نظام مدافعت سے دفع کی جاتی ہے۔ بیماری نہ ہماری مرضی سے آتی ہے اور نہ جاتی ہے ہاں البتہ اگر ہم بھی وہی کام کرنے لگ جائیں جو لاشعور "وہ" کے تفویض کردہ علم سے انجام دے رہا ہے تو شفا کو پر لگ سکتے ہیں یعنی وہ کام کریں جس سے اینٹی باڈیز اور ہارمونز کی پیدائش بڑھائی جا سکے۔ یہ کام ہومیو ادویات ہیں کہ وہ بمثل بیماری ہونے کے اینٹی باڈیز وغیرہ کی پیدائش کو بڑھاوا دیتی ہیں لہٰذا ہومیو علاج سے "وہ" کی مدد سے شفا سرعت سے مکمل ہوتی ہے اسے ہی Helping God's Hands کہتے ہیں۔

مدافعت اور ہارمونز بنانے والے اعضاء کی کارکردگی کی صلاحیت محدود ہے جب یہ صلاحیت کم ہو جاتی ہے تو لاشعور ذہن "وہ" کی مدد اور راہ نمائی سے اپنا کام مکمل نہیں کر پاتا تو اس وقت نہ ہومیو دوا اور نہ دُعا کام کرتی ہے۔ جو امراض لاپرواہی، حفظان صحت کے اصولوں سے روگردانی کر کے انسان خود لگاتا ہے جن کا ذکر گذشتہ صفحات میں (Self-Inflicted Wounds) کے عنوان سے کیا گیا ہے۔ ان سے شفاء کیلئے کوئی مدافعت نہیں۔ انسان نے یہ مرض خود پیدا کئے ہیں اور ان کی شفاء بھی انسانوں کے بنائے میڈیکل سسٹم میں ہے۔ ذہن جو بیماری خود پیدا کرتا ہے اس کو شفا دینے میں اس کا کوئی کردار نہیں۔

انسان جب اپنے کئے پر ندامت کے آنسو بہاتے ہوئے اللہ سے رجوع کرتا ہے۔ آئندہ بہتر انداز سے زندگی گزارنے کا عہد کر کے دعا اور روحانی علاج سے مدد لیتا ہے تو رحمت خداوندی مایوس نہیں کرتی۔

بیماری کی دوسری جہتیں جو روحانی علاج سے شفا پاتی ہیں ان کا ذکر قرآن کی آیات میں مذکور ہے۔

2. وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ٥ (سورۃ توبہ: آیت 14)
"اور بہت سے مومنوں کا دل ٹھنڈا کرے گا۔"

3. وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ٥ (سورۃ یونس: آیت 56)
"(قرآن) وہ چیز ہے جو دل کے امراض کی شفاء ہے۔

4. وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ O (سورۃ الاسراء: آیت 82)

"اور ہم نے قرآن اتارا جس میں مومنوں کیلئے رحمت اور شفاء ہے۔"

5. قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّ شِفَآءٌ O (سورۃ حم سجدہ: آیت 44)

"اُن سے کہو قرآن ایمان والوں کیلئے ہدایت اور شفاء ہے۔

جن امراض کا ذکر پہلی آیت شفاء میں کیا گیا ہے وہ ایسی وجوہات سے لگتے ہیں جن پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں۔ جب مدافعت ان کو روکنے میں ناکام ہوتی ہے تو ہمیں ان کی موجودگی کا ادراک ہوتا ہے۔ یہ امراض ہماری آنکھ اور شعور سے اوجھل پروان چڑھتے ہیں جبکہ اوپر دی گئی آیات 2-5 میں جن امراض کا ذکر ہے ہم اُن سے فوراً آگاہ ہو جاتے ہیں۔ معاشی، معاشرتی زندگی کی جدوجہد، بقا کی جنگ، آگے بڑھنے کی ہوس، زیادہ سے زیادہ معاشی فوائد سمیٹنے کی خواہش اور لیڈر بننے کے جنون سے جذبات جلن، حسد، طمع، ڈر وخوف، فکر، نفرت، کینہ اور اضطراب سے بہت سے جسمانی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر گذشتہ اوراق میں بعنوان "حالات کا دباؤ" اور "ہارمونز" میں کیا گیا ہے۔ ان امراض سے شفا کا ذکر اوپر کی 4 آیات میں کیا گیا ہے۔ ان امراض دل / جذبات کو ہومیو علاج اور قرآن کی تلاوت ذکر، اوراد اور وظائف وغیرہ سے شفا دی جا سکتی ہے۔

اسی طرح جادو، سحر، تعویذات سے دل / نفس / قوت حیات متاثر ہوتی ان اثرات سے بھی روحانی عملیات سے شفا ملتی ہے۔

اور آخری آیت شفاء ہے۔

6. يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ O

(سورۃ النحل: آیت 69)

"اس (مکھی) کے اندر سے رنگ برنگ کا شربت نکلتا ہے جس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے۔"

اس آیت کا تعلق "شہد" سے ہے جس میں انسانوں کیلئے شفاء ہے۔ شہد سے شفاء تین سطحی ہے۔ شہد میں موجود مٹھاس سے توانائی، بیماری سے پیدا کردہ کمزوری کو دور کرتی ہے اور شہد میں موجود دیگر کیمیکلز اور نمکیات اور (Alkaloids) الکلائیڈز مدافعت (Immunity) کو بڑھاتے ہیں اور فاسد مادوں سے نجات دیتے ہیں۔ شہد میں موجود بہت سے دوائی اثرات والے کیمیکلز بیماری کے زہر کو ایلو پیتھک

ادویات کی طرح تلف کرتے ہیں اور بہت سے خفیف مقدار میں موجود کیمیکلز بمثل ہومیو دوائی مدافعت کو تیز کرتے ہیں اور یوں شہد بطور خوراک ایلو پیتھک ڈرگ اور ہومیو دوائی قدرتی Synergy کی بہترین مثال ہے۔

آیت نمبر 1 اور 6 کے مخاطب تمام انسان ہیں یعنی قدرتی شفاء کا اندرونی عمل اور بیرونی عمل (شہد) تمام انسانوں کی صحت بحالی کیلئے عطیہ خداوندی ہے جبکہ آیات 2، 3، 4 اور 5 کے مطابق ان کا اطلاق صرف اہل اسلام ہیں کہ وہ تلاوت قرآن اور روحانی علاج سے مستفید ہو سکتے ہیں۔

آیات شفا 2-5 کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ دل کے امراض (Mental Symptoms Emotions, Stress / Tension) سے شفا صرف قرآن سے ہدایت یافتہ لوگوں کیلئے ہے۔ ہدایت (ایمان) سے سوچ، رویوں، اخلاق اور کردار میں ٹھہراؤ/ متانت آنے سے ہارمونز کا اخراج متوازن ہو جانے سے شفائی عمل خود بخود شروع ہو جاتا ہے جس کو ہومیو علاج سے مزید تیز کیا جاسکتا ہے۔ ہدایت سے محروم لوگوں میں جذبات کی افراط و تفریط سے جذباتی بیماریاں (Tension/Stress) جسمانی امراض میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ جذباتی پس منظر کو نظر انداز کر کے جسم کے علاج سے مریض کو ہمیشہ ڈرگز پر انحصار کرنا پڑتا ہے اور ایسے مریضوں سے ہی ہسپتال بھرے پڑے ہیں۔ ایسے مریض اگر ہومیو کی طرف رجوع کریں تو ان کو پائیدار شفاء مل سکتی ہے۔ لیکن یہ ملحوظ خاطر رہے کہ شفاء ہوا میں نہیں بلکہ جسم میں کیمیکل تبدیلیوں سے وجود میں آتی ہے لہٰذا جسم میں مناسب غذائی اجزاء جن سے شفاء کے کیمیکل بنتے ہیں موجود ہونے ضروری ہیں۔ دعاؤں کی ناقبولیت کی وجہ اس فقرے میں تلاش کرنی چاہیے۔

ہمارے مذہبی ادب (قرآن اور حدیث) میں دعاؤں کا ایک ضخیم ذخیرہ موجود ہے۔ ان دعائیہ کلمات میں اکثر رحمت، برکت، فیض، عافیت، سلامتی کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ سے شفا کی التجا کی جاتی ہے۔ ان وسیع المعانی دعاؤں سے ایک سحر انگیز سکون ملتا ہے۔ لیکن خال ہی کسی جگہ بیماری کا نام لیکر یا بیمار عضو (Organ) کا نام لیکر شفا کی درخواست ہو سوائے جذام اور جنون سے پناہ (Prophylactic) کی التجا کے۔ مثلاً گردوں، مثانے اور پتے میں پتھری کے اخراج دل کی بند شریانوں کو کھولنے یا جوڑوں کے درد سے نجات یا ذیابیطس کے ختم ہونے کی دعائیں ہوں۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ دعائیں سکون قلب تو دیتی ہیں لیکن یہ جسمانی بیماریوں سے شفا کیلئے کافی نہیں۔ جسمانی بیماریوں کے علاج کیلئے جسمانی علاج ضروری ہے۔

حضور پاک خَاتَمُ النَّبِیّین ﷺ جب کسی کی عیادت کیلئے تشریف لے جاتے تو یہ دو دعائیں تلاوت فرما کر مریض کے جسم پر ہاتھ پھیرتے۔

1. اَللّٰھُمَّ اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَاءُ کَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا o

مفہوم: اے اللہ بیماری سے نجات عطا فرمائیے۔ آپ ہی شفا دینے والے ہیں ایسی شفا جس میں کوئی کجی (خامی) نہ ہو۔

2. اَسْئَلُ اللهَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ

مفہوم: عرش عظیم کے عظیم الشان مکین سے شفا کی التجا ہے۔

اگر آپ مناسب سمجھتے تو کسی جڑی بوٹی (Herb) کے استعمال کا مشورہ بھی دیتے یعنی دُعا کیساتھ مادی علاج بھی تجویز فرماتے۔ مادی علاج کی ضرورت کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو گا کہ حضور پاک خَاتَمُ النَّبِیّین ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں دعاؤں کے علاوہ بخار کی شدت میں کمی لانے کیلئے مدینہ منورہ کے سات کنوؤں سے پانی منگوا کر اس سے غسل فرمایا کہ شاید ان پانیوں میں موجود مختلف نمکیات سے بخار کی شدت میں کمی آجائے۔ ہمارے معاشرے میں عجوہ کھجور گٹھلی سمیت کھانے سے خون کی شریانوں کے کھلنے کی حدیث سے اکثر لوگ آگاہ ہیں اور امراض قلب میں اس سے استفادہ کرتے ہیں۔ ان شواہد سے یہ توجہ دلانی مقصود ہے کہ دعاؤں کے ساتھ مادی علاج کرنا بھی ضروری ہے۔ ورنہ مجرد دعاؤں سے جسمانی امراض سے شفاء ادھوری (یعنی صرف سکون ملتا ہے) اور جزوی ہے۔

حضور خَاتَمُ النَّبِیّین ﷺ کے بعد صوفیائے کرام نے روحانی علاج کیلئے وظائف، تعویذات اور ''دم'' کا گراں قدر اضافہ کیا ہے۔ جن کی افادیت بارے کوئی اعداد و شمار نہیں ہو سکتا ہے۔ ان سے شفا خوش عقیدگی (Faith Healing) ہو یا ہو سکتا ہے 100% شفا ہوتی ہو۔ خوش عقیدگی یا (Faith Healing) کا مطلب ''یہ یقین کہ جو علاج / دوا استعمال کر رہا ہوں اس سے شفا ہو جائے گی۔'' چاہے دوا راکھ ہو یا ہومیو پیتھی کی خالی پڑیا۔ ہمارے پاس کوئی اعداد و شمار نہیں جس سے اس خوش عقیدگی کو غلط یا درست قرار دے سکیں۔ انسان کے مدافعتی نظام میں کسی روحانی شفا کے مرکز کی موجودگی کا کوئی ثبوت نہیں۔ ذہن صرف انفیکشن اور جذبات سے پیدا امراض کو شفا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے، نفس کے پاس سوائے ذہن کو خطرات سے آگاہ کرنے کے کوئی شفائی صلاحیت نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قدرت رکھتے ہیں اور اپنے بنائے قدرتی مدافعت کے قوانین کو (By Pass) کر کے ہزاروں دوسرے ذرائع سے شفا دینے پر قادر ہیں۔ جن مظاہر (Phenomena) کو مذہب غائب اور حاضر (مادی) نظر سے دیکھتا ہے۔ اُن ہی کو سائنس / فزکس آئن سٹائن انرجی اور مادہ کی بحث سمجھتی ہے اور نفسیات ان مظاہر کو نفس کے رویوں سے پیدا سلوک (Behaviour) تصور کرتی ہے اور ہومیو پیتھیس جذباتی علامات (غائب) سے پیدا جسمانی امراض (حاضر)۔ غرض مسئلے کو سمجھنے کے مختلف زاویہ ہائے نگاہ ہیں۔

اس بحث سے یہ نتیجہ بھی نکالا جا سکتا ہے کہ شفاء کے کئی درجے ہیں جن کا ذکر گذشتہ باب میں ہو چکا (مثلاً مکینیکل، کیمیکل، بائیو لوجیکل (Innative) اور (Adaptive) ہارمونل (Hormonal) اور ذہنی (Mental)۔ جب شفا قدرتی مدافعت سے نہیں ہو پا رہی ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کی گئی دعائیں قدرتی مدافعت میں مداخلت کئے بغیر کئی دوسرے ذرائع سے شفا ممکن بناتی ہیں۔ اسے روحانی درجہ کہہ سکتے ہیں۔

ہمارے معاشرے میں لوگ ایک دوسرے سے دعاؤں میں یاد رکھنے کی فرمائش کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمام کام دعاؤں سے ہو جائیں اور انہیں کچھ نہ کرنا پڑے۔ اللہ تعالیٰ بھی لوگوں کو دعا کی ترغیب دینے کیلئے فرماتے ہیں کہ میں ہر دکھیارے کی فریاد سن کر جواب دیتا ہوں۔ لیکن کسی اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ کی عادت / سنت / قدرتی قوانین میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی چاہے جتنی مرضی دعائیں کر لیں، پانی اٹھ کر خود بخود منہ تک نہیں آتا بلکہ خود اٹھا کر پینا پڑتا ہے۔ پانی نیچائی سے بلندی تک خود نہیں بلکہ موٹر سے اوپر کھینچنا پڑتا ہے۔ سردی / گرمی دعاؤں سے کم نہیں ہوتیں بلکہ AC یا ہیٹر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ قدرتی قوانین / وجوہات کے خلاف کام کر کے ان کی ہلاکت خیزی کم کی جا سکتی ہے۔ لیکن دعاؤں سے قدرتی وجوہات ختم نہیں ہوتی۔ جراثیم / وائرس کے اثرات کو مناسب علاج سے روکا جا سکتا۔ لیکن ان کے اثرات دعاؤں سے ختم نہیں ہوتے۔ (کرونا کی انفیکشن کا کسی دعا / وظیفہ / ہومیو دوائی سے کنٹرول نہ ہونا اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔) ان بلاؤں سے بچنے کیلئے پناہ تو طلب کی جا سکتی ہے لیکن اگر جراثیم / وائرس کا حملہ ہو جائے تو مناسب علاج سے ہی دعائیں طمانیت دے سکتی ہیں لیکن شفا مشکل ہے۔ ان دو

انتہاؤں سے یہ سمجھنا آسان ہے کہ دعائیں غائب رُخ اثر پذیر ہو کر مادی رُخ صرف وہیں اثر دکھاتی ہیں جہاں مناسب مادی کوششیں کی گئی ہوں۔ مجرد دعائیں صرف غائب رُخ میں فیض، رحمت، برکت اور طمانیت دیتے ہوئے مادی اثرات ہر مریض کے احوال کے مطابق ترتیب دیتی ہیں لہٰذا مادی مفادات اور بیماریوں سے شفا کیلئے مناسب کوششیں کرنی ضروری ہیں۔

آسان الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ وہ تمام معاملات جن کا تعلق ذہن، حساب کتاب، پیمائش یا آلات ٹیسٹ سے ہو وہ صرف مجرد دعاؤں سے درست نہیں کئے جاسکتے۔ دُعاؤں کیساتھ مادی وسائل کے استعمال سے ایسے معاملات کو درست کرنا ضروری ہے اور ایسے تمام معاملات جن کا تعلق اوپر دی گئی وجوہات سے نہ ہو یعنی برکت، رحمت، مغفرت، فیض، جذبات (غصہ، حسد، نفرت وغیرہ) جنت، دوزخ اور آخرت وغیرہ، ان کیلئے دعائیں قبول ہو کر سائل کے حالات کے مطابق مادی زندگی کو متاثر کرتی ہیں۔

20 ہومیو دوا ـــ دُعا ہی تو ہے

دُعا کیلئے ہاتھ اس وقت اٹھتے ہیں جب مسائل حل نہ ہو رہے ہوں یا بیماری سے نجات نہ ہو رہی ہو۔ یعنی جو کام مادی کوششوں اور وسائل سے نہ ہو رہا ہو تو اس کے حل کیلئے اللہ سے رجوع "دُعا" ہے۔ دوا اور دُعا دونوں کا تعلق اللہ تعالیٰ سے ہے۔ اس کی اتاری ہوئی دوا سے شفا کا عمل لاشعور ذہن اللہ کی بالواسطہ (Indirect) نگرانی میں انجام دیتا ہے جبکہ دُعا کی سماعت اللہ تعالیٰ بذات خود (Directly) فرما کر شفا کا حکم لاشعوری ذہن کو ہی دیتے ہیں۔ یوں دُعا اور دوا دو متوازی قوتیں ہیں۔ ایک اللہ تعالیٰ کی بالواسطہ نگہبانی میں ہوتی ہے اور دوسری اللہ تعالیٰ کی بلاواسطہ سپرویژن میں۔ اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو دوا ـــ دُعا ہی کا مادی اظہار ہے۔ ہر دوا سے شفا نہیں ہوتی۔ "دوائیں کیونکر ناکام ہوتی ہیں" اس کا ذکر سابقہ ابواب میں ہو چکا ہے۔ اس مضمون میں دُعاؤں کی ناقبولیت کی وجوہات بیان کر کے توجہ دلائی گئی ہے کہ ہر دُعا قبول نہیں ہوتی۔

ہمارے ہاں عمومی تصور یہ ہے کہ ہر دُعا قبول ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی دُعا کرنے کی ترغیب دینے کیلئے فرماتے ہیں "مجھے پکارو، میں تمہاری دُعائیں قبول کرونگا۔" (سورۃ:40: آیت:60) اس وجہ سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کے مسائل دُعا سے حل ہو جائیں اور اسے کوشش نہ کرنی پڑے۔ ہماری دنیا' ایک مادی دنیا ہے۔ یہاں تمام کام کوشش اور مادی وسائل سے ہوتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے تمام کام دُعاؤں سے ہی کرنے تھے تو حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد کو دنیا کا منیجر (خلیفتہ الارض) بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ اسی حقیقت کو واضح کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، "انسان کیلئے وہی کچھ ہے جس کیلئے اس نے کوشش کی۔" (سورۃ:53: آیت:39)۔ ان دو آیات کے ظاہری تضاد سے یہ سمجھ آتا ہے کہ پہلی آیت کا تعلق اللہ کی عطا سے ہے اور دوسری کا انسان کو دی گئی ارادے کی آزادی سے کی گئی کوشش سے کہ انسان

بحیثیت منیجر دنیا' اپنی کوشش سے مسائل حل کرے اور اللہ اپنی رحمت اور فضل سے رکاوٹوں کو دور کر کے منزل کا حصول آسان فرمائیں گے۔ یہ سہولت صرف اہل ایمان کیلئے ہے۔ غیر اہل اسلام کو سب کچھ اپنی کوشش سے حاصل کرنا ہے۔ ہماری زندگیوں میں عطا اور کوشش کیا اثرات مرتب کرتی ہیں اور دُعائیں ان اثرات کو کیسے بڑھاتی یا آسان بناتی ہیں کو ذیل میں دی گئی امثال سے سمجھنا آسان ہو جائے گا۔

- ایک شخص دُعا کرتا ہے، "یا اللہ سورج کے افق (Horizon) کو اتنا بلند کر دیں کہ میرا گھر روشن اور گرم ہو جائے" جبکہ دوسرا شخص گڑگڑاتا ہے کہ "یا اللہ سورج کی حدّت سے سانس لینا مشکل اور گرمی ناقابل برداشت ہے، گرمی میں کمی کر دیں۔" اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر بے حد مہربان اور رحیم ہیں اور ان کی ہر تکلیف کو دور کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ دونوں دُعائیں ایک دوسرے کی ضد ہیں ان کی قبولیت بیک وقت مشکل ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کا حل یہ نکالا کہ کائنات کو دُعاؤں سے نہیں بلکہ قاعدے، قانون اور انصاف سے چلانا ہے اور انسان سے بحثیت منیجر دنیا توقع رکھنی ہے کہ وہ اپنے علم، تجربے، ارادے اور کوشش سے اپنے مسائل خود حل کرے۔ لہٰذا سیاروں، ستاروں، سورج، زمین، چاند، خلا، سمندروں، موسم[10]، پہاڑوں اور ہواؤں بارے اس کی کوئی دُعا نہیں سنی جائے گی۔ انسان اپنے مفاد کو مدنظر رکھتے ہوئے ان سے فائدہ اٹھائے یا ان کے شر سے بچنے کی کوئی تدبیر (کوشش) کرے لیکن یہ توقع نہ رکھے کہ اس کے مسائل (جو ان قدرتی قوتوں سے منسلک ہیں) دُعاؤں سے حل ہوں گے۔ لہٰذا مادی کام، مادی وسائل سے حل کریں اور ساتھ ساتھ دُعا کریں کہ رکاوٹیں دور ہو کر کام آسانی سے ہو جائیں۔
- اسی طرح فصلوں، پھلوں، جائیداد وغیرہ کی زمینی اور آسمانی آفات سے حفاظت بھی انسان نے خود کرنی ہے۔ یہ آفات آزمائش بھی ہو سکتی ہیں اور عذاب الٰہی بھی۔ ہر دو صورتوں میں مادی وسائل سے حفاظت انسان نے خود کرنی ہے اور دُعاؤں پر بھروسہ کر کے نہیں بیٹھے رہنا۔ وقت سے پہلے آفات سے تحفظ کی دُعاؤں سے آفات ٹل بھی سکتی ہیں اور ان کی شدت بھی کم ہو سکتی ہے۔

---

10 بارش بارے استثنٰی ہے۔ جب بارش کیلئے اجتماعی دُعا کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ قوانین کو By Pass کر کے بارش برسا دیتے ہیں۔

- ٹرینوں، ہوائی جہازوں، بحری جہازوں، سڑکوں پر ٹریفک حادثات کے وقت رقت آمیز دعاؤں سے صرف چند لوگ ہی بچ پاتے ہیں۔ حادثات سے بچنے کی پیشگی دُعاؤں سے بعض لوگ خصوصی طور پر معجزانہ طور پر بچا لئے جاتے ہیں۔ چند سال قبل PIA کا ایک جہاز ماڈل کالونی کراچی میں گرنے سے سب لوگ ہلاک ہوئے، سوائے پنجاب بنک کے سربراہ کے ــــ ان کو سیٹ سمیت جہاز سے اٹھا کر کسی نادیدہ قوت نے باہر کھڑی ایک ٹیکسی پر بیٹھا دیا۔ عمومی نتیجہ یہی ہے کہ پیشگی دُعاؤں یا مادی اسباب اختیار کرنے سے کافی حد تک حادثات سے بچا جا سکتا ہے۔
- فصلوں، پھلوں، پھولوں کی نشوونما رنگ، ذائقہ، میٹھاس اور خوشبو وغیرہ سورج کی روشنی، پانی، کھاد اور دیکھ بھال سے پیدا ہوتا ہے۔ پھلوں کو کاٹتے وقت دُعا پڑھنے سے بے ذائقہ پھیکا پھل رسیلا نہیں ہو سکتا۔ جس کام کو اللہ کے عطا کردہ قدرتی وسائل میٹھا نہیں کر سکے وہ بھلا دُعا کرنے سے کیسے فوراً میٹھا ہو سکتا ہے۔
- مکھی، مچھر اور کئی دوسرے اڑنے والے کیڑے بار بار اڑانے کی باجود جسم پر آ بیٹھتے ہیں۔ یہ دُعا کہ مر جائیں یا دفع ہو جائیں ہر گز قبول نہیں ہوتی۔ انسان کو ان کو خود ہی مارنا پڑتا ہے۔ یعنی دُعا کا اثر کیڑے مکوڑوں، جنگلی جانوروں (شیر، گیدڑ، سانپ اور بچھو وغیرہ) پر نہیں ہوتا۔
- گھر میں موجود نقدی، خوراک اور دیگر اشیاء کے بارے دُعاؤں سے اضافہ کا نہ سوچیں۔ یہ اضافے صرف معجزات نبوی خَاتَمُ النَّبِيِّينَ ﷺ ہیں، ہمارے اور آپ کیلئے نہیں۔ سارے اضافے دُعاؤں سے نہیں بلکہ محنت اور کوشش سے ہوتے ہیں۔

اوپر دی گئی مثالیں انسان کی دوسری مخلوقات سے متعلق دُعاؤں کی بے اثری اور انسانی کوششوں کی نتیجہ خیزی کے متعلق تھیں۔ اب انسان کی اپنے بارے کی گئی دُعاؤں کا ذکر ہے۔

- کھجلی (Itching) کھجلانے اور دُعاؤں سے ختم نہیں ہوتی۔ علاج سے ہی خارش ختم ہوتی ہے۔ یہی حال چھینکوں، ہچکی، متلی، قے، بخار، کھانسی اور انفیکشن وغیرہ سے پیدا امراض کا ہے۔ لاکھ دُعائیں کر لیں کوئی مرض مجرد دُعاؤں سے شفایاب نہیں ہوگا، علاج کروانا ضروری ہے۔

- رہنے سہنے، کھانے پینے، خوراک کی کمی بیشی، ورزش نہ کرنے اور ایلوپیتھک دواؤں کے استعمال — بد پرہیزی اور حالات کے دباؤ میں زندگی بسر کرنے سے نظام ہضم کی خرابی سے جسم کولیسٹرول، یوریا، یورک ایسڈ اور پتھریاں بنانے لگتا ہے۔ ان سے نجات صرف دُعاؤں سے ناممکن ہے، علاج کروانا ضروری ہے۔
- بعض اوقات نماز کے دوران یا کسی مجلس یا آفس میں میٹنگ کے دوران ریح کا دباؤ (Flatus) پیشاب اور سٹول کی حاجت دُعاؤں سے ٹالی نہیں جاسکتی۔
- اسی طرح دوران طواف، حیض کی آمد کے آثار' کو دل ہی دل میں کی گئی دعاؤں سے ٹالا نہیں جاسکتا۔ بادل نخواستہ حرم سے نکلنا پڑتا ہے۔

یہ چند مثالیں ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں کہ انسانی جسم کے اشغال دُعاؤں سے متاثر نہیں ہوتے۔

حواس خمسہ اور ان سے منسلک اعضاء ہاتھ اور پاؤں کو صرف اچھے اور بُرے اعمال سے تعمیر شخصیت کی حد تک آزادی ہے، وگرنہ سارا جسم، لاشعور ذہن کی ہدایات سے بڑھتا ہے۔ توانائی پیدا کرتا ہے اور بیماریوں سے تحفظ دیتا ہے۔ دیگر مخلوقات جیسے سورج، چاند، ہواؤں، موسم، معدنیات، نباتات اور حیوانات پر انسانی دعاؤں کا کوئی اثر نہیں۔ اسی طرح دعاؤں سے انسانی جسم کی کارکردگی اور بیماریوں سے تحفظ نہیں ہوتا۔ انسان کو بیماریوں سے نجات کیلئے دوا کی ضرورت رہتی ہے۔

اوپر دی گئی مثالیں انسان کی دیگر مخلوقات اور اپنے جسم متعلق تھیں جہاں دعائیں بے اثر اور انسانی کوشش نتیجہ خیز ہوتی ہے۔ اب تصویر کے تیسرے رُخ میں انسانوں کا اللہ سے تعلق کا ذکر ہے یہاں کوششوں میں دعائیں رنگ بھر کر زندگی آسان بناتی ہیں اور آخرت سنوارتی ہیں۔

روز مرہ کے کاروباری، معاشی، معاشرتی، زرعی اور صنعتی تعلقات میں حسد، آگے بڑھنے کی خواہش اور دوسروں سے زیادہ سے زیادہ لینے کی تمنا اور حالات کے دباؤ سے بے شمار مسائل جنم لیتے ہیں۔ ایسے حالات میں جو لوگ دوسروں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے دُعائیں کرتے رہتے ہیں ان کی زندگی میں اطمینان رہتا ہے اور وہ بے شمار امراض سے محفوظ رہتے ہیں لیکن وہ لوگ جو دوسروں کے جذبات اور حقوق کی پرواہ کئے بغیر آگے بڑھتے ہوئے اللہ کی یاد سے غافل اور دُعاؤں سے دور زندگی گزارتے ہیں وہ

بے شمار امراض کا شکار ہو جاتے ہیں۔ انسانی معاملات میں اللہ سے رجوع دُعاؤں کا اصل میدان عمل ہے۔ لیکن یہاں بھی ہر شخص کی ہر دعا قبول نہیں ہوتی۔ دُعاؤں کی قبولیت کیلئے طرز عمل، سلوک (Behaviour) اور اعمال کا اچھاہونا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ پاکیزہ قول (دُعائیں) اچھے اعمال سے اوپر چڑھتی ہیں یعنی جن رویّوں اور اعمال میں اچھائی نہیں ان کی دُعائیں بے اثر ہی رہتی ہیں۔ (سورۃ فاطر: آیت:10)

ہر صبح کی ابتداء دُعاؤں سے کرنے سے دن خوش اسلوبی، تنازعات س دور، خوشی اور اطمینان سے گزرتا ہے۔ دُعاؤں کا اصل میدان عمل، انسانوں کے درمیان سکون سے گزرنے کی دعائیں ہیں۔ اگر مناقشہ پیدا ہو جائے یا کوئی گناہ سرزد ہو جائے یا کوئی برائی ہو جائے تو فوراً دوسروں سے معافی اور اللہ کے حضور دُعائیں بیماریوں سے تحفظ دیتی ہیں۔

قرآن اور حدیث میں اللہ سے ہدایت، رحمت، برکت، صحت، فضل، سلامتی، مغفرت اور بخشش طلب کرنے کی بے شمار دعائیں یہ ظاہر کرتی ہیں کہ ان دُعائوں کے اندر رہتے ہوئے دنیاوی اور آخروی معاملات کا حل موجود ہے۔ بہت سی دُعاؤں میں اللہ سے بُرے اعمال، انسانوں اور جنات کے شر سے تحفظ، ذلت ورسوائی، انتہائی غربت، تنگ دستی، ڈوبنے، جلنے، موذی امراض سے تحفظ کی دُعائیں ہیں۔

کسی جگہ بھی مادی دُعاؤں (گاڑی، گھر، جائیداد) کا ذکر نہیں۔ یہ سب انسان نے کوشش سے حاصل کرنی ہیں۔ البتہ دُعائیں ان کوششوں میں آسانیاں پیدا کرتی ہیں۔ موذی امراض سے تحفظ، حادثات سے تحفظ، زمینی اور آسمانی آفات سے تحفظ کی دُعائیں کرنی چاہئیں۔ پھونک مار کر بیماریوں سے شفا صرف انبیاء یا اولیا کرام کے معجزات / کرامات ہیں۔ عام انسانوں کو اپنے معاملات کوششوں کے بعد دُعاؤں سے کرنے کا حکم ہے۔

انسان نے وقت کے ساتھ سیکھ لیا کہ مادی معاملات کوشش، مہارت، گذشتہ تجربے اور مادی وسائل سے حل ہوتے ہیں۔ مناسب کوشش کے بعد دُعاؤں سے رکاوٹیں دور ہوتی ہیں اور مادی کاموں میں آسانیاں پیدا ہوتی ہیں۔ دُعائیں مادی کاموں کو (Reinforce) کرتی ہیں یعنی کوشش، دُعاؤں کا ظاہری حصہ ہے اور دُعائیں نا نظر آنے والا رُخ۔

دیگر جانوروں کے مقابلے میں انسان جسمانی طور پر کمزور لیکن ذہنی صلاحیتوں میں ان سے فروتر ہے۔ اس کو منیجر بنانے کا تقاضا ہی یہ ہے کہ انسان ودیعت شدہ ذہنی علم (چیزوں کے نام سکھائے جانے کا واقعہ) کے استعمال سے دنیا کو آباد کرے۔ مادی وسائل سے زندگی میں آسانیاں پیدا کرے۔

انسان کو بے سروسامانی میں ذہنی صلاحیتوں سے مزین کر کے اتارا گیا ہے۔ انسان کو ہر خطرے، پریشانی، بیماری اور ہلاکت کا مقابلہ کرنے کیلئے صلاحیتیں دی گئی ہیں۔ ہر خطرے میں، جان کی حفاظت کیلئے انسانی جسم، ذہن کی ہدایات کے مطابق خوراک میں موجود ایسے اجزاء سے دفع مدافعت کیمیکلز بناتا ہے جو مضر صحت عناصر کو ختم کرتے ہیں۔ یہ In built مدافعتی نظام اگر نہ ہوتا تو انسان کبھی کا ختم ہو چکا ہوتا۔ یہ خودکار نظام مدافعت، اللہ تعالیٰ کی بالواسطہ (Indirect) نگرانی میں کام کرتا ہے یعنی اللہ تعالیٰ ہی انسان کی حفاظت خود فرما رہے ہیں تو ایسے میں جان بچانے کی دُعائیں بے معنی ہیں اور بے اثر ہی رہتی ہیں کیونکہ جس نے دُعا قبول کرنی ہے وہ خود ہی شفا پر لگا ہوا ہے۔

شفا میں تیزی صرف اسی صورت آسکتی ہے کہ جسم کو مدافعتی کیمیکلز بنانے والی خوراک یا جڑی بوٹیوں سے تقویت دی جائے۔ (Reinforce) اور ایسی ہومیو دوا سے مدافعتی نظام کو اُکسایا جائے کہ اس کی کارکردگی بڑھ جائے۔ اس لحاظ سے ہومیو دوا۔۔۔ دُعا کی طرح شفا کو تیز (Accelerate) کرتی ہے۔ اسی کو کہتے ہیں "مددمرداں مدد خدا" (Helping God's Hand)۔ ہومیو دوا۔۔۔ دُعا کا ظاہری حصہ اور دُعا کے الفاظ باطنی یعنی ہومیو دوا۔۔۔ دُعا ہی تو ہے۔ (سورۃ حج: آیت: 40)

21 دُنیا کے دو رُخ

ہم ایک ایسی دنیا کے مکین ہیں، جس کے دو رُخ یا دو پہلو ہیں۔ پہلا رُخ' نظر آنے والا، قابل پیمائش ، مادی (Tangible) اور محسوس ہونے والا، حواس خمسہ کی گرفت میں جامد رُخ، تدبیر کا رُخ۔ جبکہ دوسرا نا نظر آنے والا، نا قابل پیمائش، غیر مادی، لچکدار (Flexible) اور قسمت کا رُخ یا روحانی رُخ (Abstract, Intangible) ہے مثلاً جسم اور جان' مفادات اور جذبات' لباس اور شرم و حیاء' کھانا اور ذائقہ' جسمانی اعضاء اور افعال (Anatomy and Physiology)۔

ڈرگ اور ہومیو دوا دونوں (Drug Pathogenesis اور Homeopathic Proving) رُخ آپس میں جڑے ہوئے ہیں اور ایک دوسرے کو متاثر کرتے ہیں۔یعنی ایک رُخ میں وقوع پذیر معاملات دوسرے رُخ کو اور دوسرے رُخ کے واقعات پہلے رُخ پر اثر ڈالتے ہیں (Vice Versa)۔ ہم صرف مادی رُخ کو قابل توجہ سمجھتے ہیں اور روحانی پہلو کو نظر انداز کرتے ہیں حالانکہ ہم عالم غیب اور عالم شہادۃ پر ایمان رکھتے ہیں۔ ہم دونوں رُخوں کی حدود و قیود سے پوری طرح آگاہ نہ ہونے کی وجہ سے دونوں رُخوں کے معاملات کو گڈ مڈ کر دیتے ہیں۔[11] جو کام کوشش سے ہونے ہوتے ہیں ان کیلئے صرف دعائیں کر کے ناکامی کا منہ دیکھتے ہیں۔

مادی رُخ میں' انسان، انسان سے' مادہ سے' نباتات سے اور حیوانات سے جڑا ہوا ہے جبکہ روحانی رُخ میں انسان' اللہ سے تعلق رکھتا ہے۔ روزی کے حصول کی تگ و دو' اپنی بڑائی عزت اور شہرت کے تحفظ کی سرگرمیوں (انا) کیلئے انسان نے زراعت، صنعت و حرفت، انجینئرنگ، مرمت، کاروبار، میڈیکل، دفاع ، ثقافت، شادی اور سماجی بہبود (Social Well-being) وغیرہ کے کئی ادارے بنائے ہیں جن میں

---

[11] غیر جاندار اشیاء کے طبعی خواص (Physical Properties) انکا مادی رُخ ہے جبکہ کیمیائی خواص (Chemical Properties) ان کا روحانی رُخ ہے اسی طرح Drugs مادی رُخ ہے اور ہومیو دوائی روحانی رُخ۔

مفادات کے ٹکراؤ سے جذبات اور جذبات سے طرز عمل ، سلوک ، روّیوں ، اخلاق اور کردار میں تبدیلیاں، روحانی رُخ منتقل ہو کر اللہ تعالیٰ کی توجہ اپنی طرف مبذول کرا لیتی ہیں۔

مادی رُخ میں معاملات مکمل ہونے کیلئے مادی وسائل، محنت، توجہ، کوشش اور وقت لگتا ہے۔ اس رُخ دعائیں اثر نہیں کرتیں۔ مثلاً اگر درزی نے کپڑا غلط کاٹ لیا ہے تو یہ غلطی دعاؤں سے ٹھیک نہیں ہو گی بلکہ کٹائی نئے سرے سے کرنی ہو گی۔ اگر معدے میں انزائم کی کمی سے بدہضمی ہے تو دعاؤں سے ٹھیک نہیں ہو گی بلکہ دوائی کھانی پڑے گی، اور اگر قبض سے سر درد ہے تو قبض کشائی کے بغیر سر درد سے شفا نہیں ہو گی چاہے جتنی مرضی دعائیں کر لیں۔

غیر مادی پہلو کا تعلق اخلاق، کردار، طرز عمل، سلوک، عبادات، ایمان، ذکر واذکار، تلاوت آرزوں، جذبات اور خیالات سے ہے۔ یہ پہلو لچکدار ہے۔ دعائیں ہمیشہ لچکدار پہلو پر اثر انداز ہوتی ہیں۔ انسانی اعمال جن میں اچھائی / برائی یا ثواب / گناہ کا پہلو ہو وہ روحانی رُخ کو متاثر کرتے ہیں۔ اس رُخ معاملات آناً فاناً واقع ہوتے ہیں اور یہ پہلو مادی وسائل اور وقت کا محتاج نہیں۔ اس رُخ کا تعلق اللہ کی عطا، جزاء اور سزا سے ہے۔ اس رُخ کا تعلق ”میں جس کو چاہوں دوں‘ جس کو چاہوں نہ دوں‘ جس کو چاہوں سزا دوں اور جس کو چاہوں معاف کر دوں“ سے ہے۔

انسان اور جنات کے علاوہ کسی دوسری مخلوق کی کوئی دوسری زندگی نہیں اور نہ ان کے اعمال کا کوئی حساب ہے، یہی زندگی ان کی زندگی ہے۔ انسانوں اور جنات کی دوسری زندگی بھی ہے اور باز پرس اور حساب بھی۔ ان کی دوسری زندگی کی وجہ سے ان کے اعمال کا حساب رکھا جاتا ہے اس وجہ سے ان کی زندگی کا روحانی پہلو ہے۔

زندگی کے دونوں رخوں میں دو مختلف قوانین رائج ہیں۔ مادی رُخ کو کنٹرول کرنے والے قوانین کو قدرتی / طبیعی یا نیچرل لاز (Natural Laws) کہا جاتا ہے جبکہ روحانی پہلو پر لاگو قوانین کو غیر طبیعی / روحانی یا سپر نیچرل لاز (Super Natural Laws) کہا جاتا ہے۔ جن معاملات میں کوئی ثواب / گناہ نہ ہو وہاں قدرتی قوانین چلتے ہیں۔ لیکن جوں ہی انسان کوئی اچھا / بُرا کام کرتا ہے اس پر فوری سپر نیچرل لاز کا اطلاق شروع ہو جاتا ہے۔ مادی دنیا میں موجود تمام مخلوقات کو قدرتی قوانین میں ایسے جکڑ دیا گیا ہے کہ ہر

شے ذرہ برابر ان قوانین سے انحراف نہیں کر سکتی اور لوح محفوظ میں ودیعت شدہ تفصیلات کے مطابق زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ یہ قوانین اتنے وسیع اور ہمہ گیر ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوقات کی Direct نگرانی کی ضرورت نہیں اور یہ کائنات / دنیا اللہ تعالیٰ کی بالواسطہ نگرانی (Indirect Supervision) سے خودکار ہے۔

انسان اور جنات کو ارادے کی آزادی دی گئی ہے تاکہ اپنی ذہانت سے ان قدرتی قوانین کی مطابقت یا موافقت میں نئی ایجادات سے اپنی زندگیوں میں سہولتیں پیدا کریں (یہ تدبیر ہے) مثلاً کشش ثقل پر غلبہ پا کر ہوائی / خلائی سفر کریں یا زمینی / آسمانی آفات سے بچنے کیلئے کوئی بھی تدبیر کریں مثلاً ڈیم بنا کر زراعت کو بہتر کریں اور بجلی پیدا کریں لیکن وہ قوانین کو ختم نہیں کرسکتے اور خلاف ورزی کی سزا ہر صورت بھگتنی ہوگی، جیسے کاربن ڈائی آکسائیڈ کے زیادہ اخراج سے درجہ حرارت بڑھنے کی سزا۔ مادی رُخ میں رائج قدرتی قوانین کو نہ تو انسان بدل سکتا ہے اور نہ ہی ان قوانین کے دائرہ اختیار میں کوئی دُعا قبول ہوتی ہے۔ ان قوانین سے اللہ تعالیٰ دنیا / کائنات کو بالواسطہ (Indirectly) کنٹرول کرتے ہیں اور ان قوانین کے خلاف اللہ تعالیٰ خود بھی کچھ نہیں کرتے۔ اس کی تصدیق قرآن پاک میں کئی جگہ کی گئی ہے مثلاً "تم اللہ کی سنت / عادت / قانون میں کبھی کوئی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔"

(48:23, 35:43, 33:62, 10:64)

ان قدرتی قوانین سے انسانی جسم کو کنٹرول کیا جاتا ہے اور ان قوانین سے ہی شفا دی جاتی ہے جیسے ہی کوئی بیماری حملہ آور ہوتی ہے تو دو سطحی مدافعتی نظام (اینٹی باڈیز والا جسم کیلئے اور ہارمونز والا نفس / قوت حیات کیلئے) متحرک ہو کر بیماری کو بھاگنے پر مجبور کر دیتا ہے۔ یعنی بیماری سے اللہ تعالیٰ خود بالواسطہ (Indirectly) شفاء عطا فرماتے ہیں۔ اسی بارے قرآن میں ارشاد ہے کہ "جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہ (اللہ) مجھے شفا دیتا ہے۔" (26:80) جب بیماری کو اللہ تعالیٰ شفا دے رہے ہیں تو دعا بے معنی اور غیر ضروری ہو جاتی ہے۔ جب قدرتی مدافعتی نظام جسم میں موجود غذائی اجزاء سے بیماری کے کنٹرول کے اجزاء نہیں بنا پاتا تو ایسی صورت میں بیرونی دوائی لی جاتی ہے۔ جس بارے ایک حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کیلئے ایک دوا (جڑی بوٹی اور نمکیات) نازل کی ہے۔ جب اندرونی مدافعت ناکام ہو جائے تو

بیرونی دوالی جاتی ہے۔ شفا صرف اسی صورت ہو گی اگر علاج مناسب دوائی سے ہو رہا ہو، اور دُعا بھی صرف اسی صورت کام کرتی ہے جب علاج درست ہو۔ اگر علاج درست خطوط پر نہ ہو تو دعائیں ہر گز اثر نہیں کرتیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہر شے پر قادر ہیں تو وہ دعاؤں سے شفا کیوں نہیں دیتے؟ شفا کا تعلق جسم میں موجود نقصان پہنچانے والے فاسد مادوں کے ختم ہونے سے ہے اور وہ فاسد مادے مناسب دوائی سے تباہ ہوتے ہیں دعاؤں سے نہیں۔ جتنی مرضی دعائیں کرلیں سورج کے نکلنے کی جگہ یا اسکی رفتار اور حدت دعاؤں سے تبدیل نہیں کی جاسکتی۔ اسی طرح انسانی جسم بھی ان ہی قدرتی قوانین سے کنٹرول ہوتا ہے جن سے باقی کائنات۔ کائنات کی کارکردگی میں ذرہ برابر کمی بیشی دعاؤں سے ناممکن ہے۔ اسی طرح جسم سے بیماری کی نجات صرف دعاؤں سے ممکن نہیں۔ اگر مناسب علاج کیساتھ دعائیں کی جائیں تو دُعاؤں سے طمانیت ملنے سے مرض میں کمی آتی ہے۔

بیماریوں سے شفاء کیلئے لاکھوں دعائیں کی جاتی ہیں۔ اگر یہ سب قبول ہو جائیں تو میڈیکل شعبے سے منسلک سب لوگ بھوکے مر جائیں گے۔ ہم سب لوگ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں۔ ایک دعا قبول ہونے سے بہت سے لوگ مثبت یا منفی طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ اگر ہر دعا قبول کی گی تو ساری کائنات میں ابتری پھیل جائے گی۔ اس کو ذیل میں دی گئی مثال سے سمجھا جاسکتا ہے۔

ایک شخص بارش کی دعا کرتا ہے تاکہ اس کے کھیت سے پیداوار زیادہ ہو جبکہ ایک دوسرا شخص اسی مقام پر خشک موسم کی دعا کرتا ہے کہ اس کے بھٹے پر بنائی اینٹیں سوکھ جائیں۔ یہ دو متضاد دُعائیں ہیں۔ کس کو کس پر ترجیح دی جائے؟ ہر شخص بیٹوں کی دعا کرتا ہے۔ اگر سب کی دُعا قبول کرلی جائیں تو چند سالوں میں شادی کیلئے لڑکیاں نایاب ہوں گی اور دنیا تلپٹ ہو جائے گی۔ کاروباری لوگ مہنگائی بڑھنے یا قائم رہنے کی دُعا کرتے ہیں جبکہ عوام مہنگائی کم ہونے کی، کسان کیڑے مکوڑے (Insects) اور ٹڈی دل کی ہلاکت کی دعا کرتا ہے۔ یہ دعا ہر گز قبول نہیں ہو گی کیونکہ کیڑے مکوڑے اللہ کی وہ فوج ہے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں سے نپٹتے ہیں اور انسانوں کی آزمائش کیلئے استعمال کرتے ہیں۔ ان کی ہلاکت سے ماحولیاتی توازن بگڑے گا اور کئی نئے مسائل پیدا ہوں گے۔

لہٰذا مادی مسائل سے کسان خود نبرد آزما ہو اور سپرے سے کیڑوں کو مارے۔ اللہ تعالیٰ ہر گز ایسی دعا قبول نہیں کریں گے۔ غرض متضاد دعاؤں میں کس کی دعا قبول کریں اور کس کی رد؟ اللہ تعالیٰ نے اس مشکل کا یہ حل نکالا ہے کہ ساری کائنات کے مادی معاملات کو مختلف قوانین کے شکنجے میں ایسا کس دیا ہے کہ تمام کام اللہ کی Indirect نگرانی میں انجام پاتے ہیں۔

مادی امور کو طبیعی قوانین (نیچرل لاز) کے تابع کر کے اللہ تعالیٰ نے اپنے آپ کو انسان اور جنات کے اعمال اور دعاؤں کی قبولیت کیلئے مختص / وقف کر لیا ہے۔ غیر مادی معاملات کی نگرانی اللہ تعالیٰ خود غیر طبیعی قانون (Super Natural Laws) سے کرتے ہیں۔ یہ قوانین اسباب اور نتیجہ / علت معلول (Cause & Effect) سے ماوریٰ ہیں۔ ایک ہی دُعا کے نتیجے مختلف لوگوں کیلئے ان کے حالات کی مناسبت سے مختلف ہو سکتے ہیں۔ اگر دو یا زیادہ شخص فضل اور رحمت کی دعا کریں تو رحمت اور فضل کا نزول ان کے حالات کے مطابق ہو گا مثلاً کسی کو شفا ملتی ہے تو کسی کو رزق میں اضافہ اور کسی کو اولاد۔ مادی مسائل کو حل کرنے کیلئے کوشش کیساتھ دعائیں کرنے سے راہ میں حائل رکاوٹیں دور ہو جاتی ہیں اور مسائل جلد حل ہو جاتے ہیں۔ غیر اہل ایمان کے مسائل صرف مادی کوششوں سے ہی طے ہوتے ہیں۔ ان کیلئے دُعا کرنا یا کرانا عبث ہے کیونکہ انہوں نے اللہ کے وجود سے انکار کر کے اس کی رحمت کو خود رد کیا ہے۔ اہل ایمان کی پیشگی کی گئی دُعاؤں سے اللہ انکو ناگہانی بلاؤں سے تحفظ دیتے ہیں جبکہ کفار کو قسمت میں لکھے سانحات بھگتنے پڑتے ہیں۔

مادی دُعا جسم کے مختلف اعضاء کی انفیکشن یا مختلف جسمانی مرضیاتی کیفیتوں (Pathological Conditions) (کولیسٹرول کی زیادتی، پتھری، گردے فیل یورک ایسڈ / یوریا زیادتی، دل کی بند شریانے کھولنے وغیرہ) کیلئے کی جاتی ہیں جبکہ غیر مادی / روحانی دعائیں بیماری کا نام / اعضا کا نام یا مرضیاتی کیفیت کا نام لیے بغیر ساری انسانی شخصیت کی صحت کیلئے کی جاتی ہیں مثلاً حضرت ایوبؑ نے اللہ کو پکارا "اے میرے رب مجھے بیماری لگ گئی ہے آپ جل جلالہ رحم فرمانے والے آقا ہیں۔" اس دُعا میں کسی جسمانی بیماری / نام اعضا کا نام نہیں۔ صرف مجموعی طور پر اپنی پریشانی کا ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ جانتے ہیں کہ کیا بیماری ہے۔ لہٰذا نام لینے کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔ قرآن پاک میں کسی جگہ بیماریوں کا نام لیکر دُعا کا ذکر نہیں۔ احادیث میں بھی

بیماری سے شفا یا تحفظ کا ذکر ہے بیماری کا کہیں نام نہیں۔ احادیث میں کوڑھ (جذام) برص اور پاگل پن سے پناہ / تحفظ کی التجا ہے۔ سارے مذہبی ادب میں دعائیں اللہ سے ہدایت، رحمت، فضل عافیت، مغفرت، خاتمہ ایمان پر اور صالحین کے ساتھ حشر کی دُعائیں ہیں۔ دنیا اور آخرت میں خیر طلب کی دعائیں ہیں۔ اس کے علاوہ دل کے امراض مثلاً حسد، کینہ، طمع، نفرت اور تکبر وغیرہ سے تحفظ کی دُعائیں ہیں۔ جسمانی بیماریوں کا ذکر شاید ہی کہیں آیا ہو۔ ایک روایت ہے کہ کسی جہادی مہم میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار کو دل کا دورہ پڑا تو حضور خاتم النبیین ﷺ نے عجوہ کھجور کو گٹھلی سمیت کھانے کا پیغام بھجوایا۔[12] اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ مادی علاج کروانا ضروری ہے اور یہ کہ غیر مادی دعائیں (رحمت، برکت اور فضل وغیرہ) بھی کرنی چاہئیں۔ یہ دُعائیں مادی رخ پر خود ہی اثر کرنے کا راستہ نکالیں گی۔ اللہ تعالیٰ خالق کائنات ہیں وہ اپنے طبیعی قوانین شفا کو توڑے (Violate) بغیر کئی دوسرے متبادل طریقوں سے شفا دینے پر قادر ہیں۔ اللہ سے اپنا دکھ درد بیان کر کے اس سے اس کا فضل عافیت اور سلامتی کی التجا کریں وہ کسی نہ کسی طریقے سے آپ کو شفا عطا فرمائیں گے۔ یہ اطمینان رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ہر روحانی دُعا کو قبول فرماتے ہیں اور کوئی دُعا رد نہیں ہوتی۔ قبولیت کے بعد 'شفا کیا راستہ اختیار کرتی ہے وہ ہر شخص کے احوال پر منحصر ہے۔

اوپر کی گئی بحث کا خلاصہ نیچے دیئے گئے Table میں پیش کیا جا رہا ہے۔

TABLE

دُنیا کے دو رُخ

روحانی رُخ	مادی رُخ
1. Abstract نا نظر آنے والا، نا قابل بیان اور سمجھ، باطنی پہلو، نا قابل پیمائش، عالم غیب سے تعلق، لچکدار، نفس / قوت حیات کا پہلو، تخلیق کا پہلو، قسمت کا پہلو، مذہب کا پہلو، انسان کا اللہ سے تعلق۔	1. Tangible نظر آنے والا، محسوس ہونے والا، قابل پیمائش، قابل بیان، حواس خمسہ کی گرفت میں، ظاہری پہلو، عالم شہادت سے تعلق، سائنس سے تعلق، جامد پہلو، جسمانی پہلو، ارتقاء کا پہلو اور تدبیر کا پہلو، انسان کا انسان اور دیگر مخلوقات سے تعلق۔

12 آپ خاتم النبیین ﷺ نے کسی دعا، ورد یا وظیفہ کا حکم نہیں دیا بلکہ مادی وسائل اسباب شفا کی طرف توجہ دلائی۔

2. غیر طبعی (سپر نیچرل لاز) قوانین کا پہلو اللہ تعالیٰ کے بلاواسطہ (Direct) کنٹرول کا پہلو، جزااور سزا کا پہلو، ثواب اور گناہ کا پہلو۔	2. طبعی قوانین ، نیچرل لاز کا پہلو ، علت و معلول (Cause & Effect) وجہ اور نتیجے کا پہلو، اللہ تعالیٰ کے بالواسطہ (Indirect) کنٹرول کا پہلو۔
3. واقعات آناً فاناً پیش آکر مکمل ہوتے ہیں۔ مادی اسباب اور قانون وجہ اور نتیجہ سے ماوریٰ۔ روحانی پہلو کے اثرات ، مادی / ظاہری پہلو منتقل ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کیلئے متعصب، انکی طرف داری کرتے ہیں۔	3. واقعات، مادی اسباب ، وسائل ، محنت، کوشش اور وقت کے محتاج ۔ کام مکمل ہونے میں وقت لگتا ہے۔ مادی معاملات کے اثرات، روحانی پہلو منتقل۔ اللہ تعالیٰ تمام انسانوں کیلئے غیر متعصب ، غیر جانبدار اور انتہائی منصف۔
4. عبادات، ذکر، دُعاؤں کا پہلو، فضل ، عافیت، برکت، رحمت، مغفرت کی دُعائیں قبول ہو کر ان کے اثرات، مادی پہلو منتقل۔	4. دُعائیں بے اثر، محنت اور کوشش کے ساتھ دُعائیں بارآور۔ مادی علاج کیساتھ ساتھ دُعائیں عافیت دیتی ہیں۔
5. جذباتی / دل کے امراض مثلاً حسد، حرص، اضطراب ، غصہ ، نفرت، تکبر وغیرہ دُعاؤں اور ہومیو علاج سے قابل علاج ہیں۔	5. انسانی معاملات میں جذبات، روحانی رُخ منتقل، ان کا جڑی بوٹیوں اور ڈرگز سے علاج مشکل / ناممکن۔ جذبات سے طرز عمل اور سلوک میں تبدیلی، روحانی پہلو منتقل۔
6. "میں جس کو چاہوں دوں اور جس کو چاہوں نہ دوں" (قرآن 35:2, 10:107) کا پہلو۔ "اے انسان تجھے جو بھلائی پہنچتی ہے اللہ کی عنایت ہوتی ہے۔ (4:79)	6. انسان کیلئے وہی ہے جس کیلئے اس نے کوشش کی۔ (قرآن 53:39) "اور جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب و عمل کی بدولت ہے۔" (4:79)
7. اللہ کی عطا سے ملا بے حساب رزق۔	7. محنت اور کوشش سے ملا مقرر رزق۔
8. "کن" کہنے سے خالق کائنات کے تصوراتی ڈیزائن کے مطابق۔ آناً فاناً روحانی وجود کی تخلیق	8. روحانی وجود کی مادی وسائل سے آہستہ آہستہ ارتقائی منازل سے تکمیل۔
9. مادی دوا سپر نیچرل ہومیو دوا میں تبدیل	9. مادی دوا

10. آواز MM میں تبدیل	10. اونچی آواز میں پکارا دوائی کا نام گولیوں میں جذب ہو کر MM میں تبدیل
11. لذت (Voluptuos)	11. جسمانی اختلاط (Coition)
12. بصیرت (Insight)	12. بصارت (Vision)
13. لطف / خوف (Fear)	13. سننا (Hearing) توازن جسم (Equilibrium)
14. ذائقہ (Taste)	14. چبانا (Chewing)
15. احساس (Feeling)	15. لمس، چھونا (Touch)
16. خوشبو / بدبو (Smell)	16. تنفس (Respiration)
17. مزا (Voluptuous)	17. کھجلی (Itching)
18. سایہ / چھاؤں (Shadow)	18. روشنی (Light)
19. وجد (Ecstasy)	19. قوالی
20. قدرتی قانون بلمثل Law of Similar اعمال کی جزا اور سزا کا قانون اعمال (کام) مکمل ہونے کے بعد۔ نیکی کا بدلہ نیکی، برائی کا بدلہ برائی، احسان کا بدلہ احسان۔ (سورۃ رحمان: آیت: 60)۔ جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ ناک کے بدلے ناک، آنکھ کے بدلے آنکھ۔	20. انسانی قانون بلمثل برائے انتخاب دوا Law of Similar Law of Dissimilar قانون بلضد۔ برائے شفا یا توازن کام (بیماری) کے دوران لاگو۔ پنجابی محاورہ: "آت (شرارت بمعنی بیماری) خدا دا بیر (دشمنی)" یعنی اللہ تعالیٰ بیماری / شرارت کو تباہ / ختم کر دیتے ہیں۔ ہومیوپیتھی میں دونوں قانون لاگو۔
21. طریقت۔ شرعی احکامات کی خوش دلی سے ادائیگی۔ یہ احساس کہ میری نگرانی کی جا رہی۔ یا اللہ ہر وقت میرے ساتھ ہے اور میرا دوست مہربان آقا ہے۔	21. شریعت۔ تمام عبادات اور فرائض کی بے توجہگی اور بوجھ سمجھ کر ادائیگی۔
22. کچھ بھی تو نیا نہیں۔ سارا علم وہی ہے جو	22. ہر روز نیا علم اور ٹیکنالوجی طلوع ہو رہی ہے۔ زندگی

پیغمبرؑ، عظام اور حضور خَاتَمُ النَّبِيِّين ﷺ کو عطا کیا گیا۔ انسانوں کے درمیان وہی لڑائی جھگڑے۔ ساس بہو اور رشتہ داروں میں مناقشے، جائیداد کے فساد، کاروبار میں وہی حسد، تکبر اور آگے بڑھنے کی ہوس۔ اللہ سے بے زاری یا محبت بھی ویسے ہی جیسے پہلے دن تھی۔	غاروں سے عالی شان پلازوں میں منتقل ہو چکی ہے۔ خوراک پھلوں سے بڑھ کر مزیدار کھانوں تک پہنچ چکی ہے۔ لباس، ٹرانسپورٹ میں حیرت انگیز تبدیلیاں، موبائل اور کمپیوٹر سے دنیا ایک گلوبل گاؤں بن چکی ہے۔ کیا ہو رہا ہے، سب آناً فاناً آگاہ ہو رہے ہیں۔ غرض ہر لمحہ ایک نئے علم کے دروازے کھل رہے ہیں۔
23. نیکی اور بدی کا علم اور سزائیں / جزائیں وہی ہیں۔ اعمال میں بزرگوں کی تقلید آسان اور ممکن۔ غرض انسان اور اللہ کے درمیان کوئی نئی چیز پیدا نہیں ہوئی۔ سب کچھ وہی ہے جو صدیوں پہلے تھا۔	23. مادی تبدیلیوں اور سہولتوں کی وجہ سے طعام، قیام، لباس، سواری اور کاروبار کے نئے طریقوں کی وجہ سے بزرگوں کی تقلید ناممکن۔ شریعت میں نئی راہیں تلاش کرنے کی ضرورت۔

22 خوف اور غم کے سائے تلے چھپی بیماریاں

روز اوّلین سے انسان خوف کے سائے تلے زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے۔ "اپنی حفاظت خود" کے جذبے کے پس منظر میں بے شمار خوف چھپے ہوئے ہیں جو اظہار کیلئے مختلف روپ دھارے ہوئے ہیں۔ کبھی غصے، نفرت، حسد، چیخنے چلانے، رونے، گالی گلوچ، لعن طعن اور توہین آمیز گفتگو سے اس کا اظہار ہوتا ہے تو کبھی افسردگی، مایوسی، گم سم رہنے اور خودکشی کا بیانیہ اختیار کیا جاتا ہے۔ جب تک زندگی سادہ اور دیہاتی تھی تو یہ خوف کم تھے۔ ارتقائی منازل طے کرنے سے جہاں بنی آدم کی شخصیت میں نکھار آیا وہیں ان خوفوں کی تعداد اور شدت میں بھی اضافہ ہو گیا کیوں کہ موجودہ طرزِ زندگی اور حصول رزق کی سرگرمیوں کی نوعیت بدلنے سے نئے نئے خوف وجود میں آ رہے ہیں۔ اگر غور کریں تو محسوس ہو گا کہ اگر خوف کا محرک نہ ہوتا تو زندگی کی سرگرمیاں ماند پڑنے (No Behaviour Change) سے زندگی ختم ہو چکی ہوتی۔ اس لئے کوئی چارہ نہیں کہ خوف اور اس سے منسلک دیگر جذباتی بیانیوں کو حقیقت سمجھ کر قبول کریں کیونکہ یہ ہماری ترقی کا زینہ ہیں اور دبک کر نہ بیٹھیں۔

وائرل، بیکٹیریل، فنگل اور دیگر زہروں سے بچنے کیلئے انسان ہزاروں تدبیریں کرتا ہے۔ کبھی بار بار ہاتھ دھوتا ہے اور کبھی ماسک پہنتا ہے اور حد یہ ہے کہ ہاتھ ملانے سے بھی گریز کرتا ہے۔ لیکن دنیا میں ایسی ناگہانی آفات ہیں جن سے تحفظ کا کوئی حل نہیں۔ انفیکشن سے وہ لوگ محفوظ رہتے ہیں جن کی قوت مدافعت مضبوط ہے۔ لیکن نفس پر نازل ہونے والی بلیّات سے بچنا ناممکن ہے اور یہ وہ مصائب / غم ہیں جن کی پیشگی اطلاع قرآن نے دی ہے۔

> **ترجمہ:** "اے ایمان والو۔۔۔ ہم ضرور تمہیں خوف و خطر، فاقہ، جان و مال کے نقصانات اور آمدنیوں کے گھاٹے میں مبتلا کر کے تمہاری آزمائش کریں گے۔ ان حالات میں جو لوگ صبر کریں اور جب کوئی مصیبت پڑے تو کہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور اللہ کی طرف ہمیں پلٹ کر جانا ہے تو انہیں خوشخبری دے دو۔ اُن پر اُن کے رب کی طرف سے بڑی عنایات ہیں۔ اس کی رحمت ان پر سایہ کرے گی۔ ایسے ہی لوگ راست رو ہیں۔"

(سورۃ البقرہ، آیت نمبر 155: ترجمہ قرآن – مولانا مودودی صفحہ 75 – 77، ایڈیشن 27 – 2001 دسمبر)

ان آیات کے مخاطب اہلِ ایمان ہیں لیکن لگتا ہے یہ تمام انسانوں (بنی نوع آدم) کیلئے عالمی قانون ہے کیونکہ غیر اہلِ ایمان بھی ان آزمائشوں سے ایسے ہی دوچار ہوتے ہیں جیسے اہلِ ایمان۔ ایسے لگتا ہے کہ یہ احکامات آدمؑ کو خلیفہ بنانے کی تقریب میں دیئے گئے جب آدمؑ کو چیزوں کا علم اور عقل (ذہن) عطا کیا گیا۔ اُسی وقت خلافت کی اہلیت ثابت کرنے کیلئے تمام بنی آدمؑ کو ان آزمائشوں سے گزرنا لازمی قرار دیا گیا۔ ان آزمائشوں سے بعض کو اوائل عمر (یتیم ہونا) سے واسطہ پڑ جاتا ہے اور بعض کو بڑھتی عمر میں اور یہ آزمائشیں وقفے وقفے سے ساری زندگی جاری رہتی ہیں لیکن استثنا نہیں۔

خوف، واقعات کے پیش آنے سے پہلے کی کیفیت ہے جبکہ غم، اندوہناک واقعات کے پیش آجانے کے بعد کی کیفیت ہے۔ غم پہلے سے طے شدہ منصوبے کے مطابق ہوتے ہیں اور ان کو Reverse نہیں کیا جاسکتا۔ جبکہ خوف کو مختلف تدبیروں سے کم / ختم کیا جاسکتا ہے۔ جسمانی بیماریوں، خوف اور غم سے تحفظ کیلئے لاشعور ذہن پیچوٹری گلینڈ اور ایڈری نل گلینڈز اور جگر سے ایسے ہارمونز اور انٹی باڈیز پیدا کرواکر ان تینوں سے نجات کیلئے کوشاں رہتا ہے۔ خوف اور غم سے مدافعت کم ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے غم اور خوف سے ستائے کسی نہ کسی انفیکشن کا جلد ہی شکار ہو جاتے ہیں۔ اکثر مریض اپنی جسمانی بیماریوں کا ذکر تو کرتے ہیں۔ دانستہ یا نادانستہ، خوف، غم اور ان سے پیدا جذباتی علامتوں کا ذکر سرے سے ہی نہیں کرتے۔ غم کے مارے لوگ بار بار نزلے کھانسی یا ہاضمے کی خرابی کا ذکر کرتے ہیں۔ ان امراض کو آج کل Allergy کہا جاتا ہے اگر کھوج لگایا جائے تو پتا چلتا ہے کہ کسی سانحہ کے بعد آہستہ آہستہ ان کا ہاضمہ خراب ہونے لگا اسے آج کل کی زبان میں Irritabe Bowel Syndrome کہا جاتا ہے اور ان کو بہت سی خوراک موافق نہیں آتی (Food Disagree) مثلاً کھٹے یا ٹھنڈے سے گلا خراب، نزلہ، کھانسی ہو جاتی ہے، یا گوبھی، دالیں موافق نہیں ہیں وغیرہ وغیرہ۔ خوراک موافق نہ ہونا ہی Allergy ہے اور پھر کچھ عرصہ بعد ان کو گلے، ناک اور سانس کے امراض کے حملے بار بار ہونے لگتے ہیں۔ ایسے مریضوں کو خوف اور غم سے دب جانے والے امراض (Ailments after Grief) کی ادویات کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بار بار ایک ہی بیماری کے حملوں سے نجات ملے۔ بار بار ایک ہی بیماری کے حملوں سے مدافعت، جگر،

پیچوٹری گلینڈ اور ایڈری نل گلینڈز کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ اکثر ایسے مریض تین طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک غصیلے، زود رنج اور کوئی مخالف آواز نہ سننے کے روادار۔ دوسرے مریض غم کو خاموشی سے سہ جانے والے۔ تیسرا گروہ گالی گلوچ، لعن طعن، توہین کرنے اور کروانے والے، متکبر۔

اکثر انفیکشن کو بیماری کی بڑی وجہ سمجھا جاتا ہے لیکن یہ مکمل سچ نہیں۔ حالات کا دباؤ، خوف اور غم بیماری کی چھپی ہوئی وجوہات ہیں جن سے کوئی مفر نہیں۔ خوف اور غم عالمی وجہ مرض ہے۔ لیکن مریض اس کا ذکر نہیں کرتے اور ان کا علاج نہ ہونے سے میازم (Miasm) یا (Dents) انسانی شخصیت میں اپنا گھر بنا لیتے ہیں۔ لہٰذا ہر کیس کو تفصیل سے لے کر خوف اور غم کی چھپی داستان کو تلاش کر کے ساری شخصیت کا علاج کرنا چاہیے۔

یہی نہیں کہ خوف اور غم سے الرجی پیدا ہوتی ہے بلکہ خوف اور غم سے عادات، اخلاق اور کردار میں تبدیلیوں (Behaviouric changes) سے شخصیت تبدیل ہی نہیں بلکہ بعض اوقات مسخ بھی ہو جاتی ہے۔ ان تبدیلیوں کو ری پرٹریوں (Repertories) میں ہزاروں ذیلی سرخیوں (Rubrics) سے بیان کیا گیا ہے۔ لیکن ذرا غور کریں تو یہ سمجھ آئے گا کہ یہ سب خوف اور غم کے مختلف روپ ہیں جو جینیاتی، معاشی، معاشرتی اور مذہبی پس منظر کی وجہ سے وجود میں آئے ہیں۔ انفیکشن سے تو بچنے کے کئی طریقے ہیں لیکن خوف اور غم سے کوئی نہیں بچ پاتا۔ لہٰذا انفیکشن کی سطح پر مرض کا علاج کافی نہیں بلکہ اس سطح سے بلند ہو کر نفسیاتی وجوہات کا کھوج لگانا ضروری ہے کہ کس دوا سے کون سی جذباتی علامات کو شفایاب کیا جائے۔ بیماری جسم سے نفس اور نفس سے جسم کو منتقل ہوتی رہتی ہے (Transmigration)۔ لہٰذا اگر جذباتی علامات شفا پائیں گی تو جسمانی مرض خود ہی رفو چکر ہو جائے گا۔

خوف اور غم سے مغلوب لوگ اپنا ردعمل رونے، چیخنے، سینہ کوبی سے ظاہر کرتے ہیں یا گم سم ہو کر چپ سادھ لیتے ہیں اور اکثر اوقات ان دو انتہاؤں سے جسمانی اخراجات دب (Supress) جاتے ہیں۔ مثلاً پسینے اور بواسیر کے خون کا بند ہو جانا، بعض اوقات نامردی سے واسطہ پڑ جاتا ہے، قبض ہو جاتی ہے یا دست جان نہیں چھوڑتے۔ خواتین میں حیض یا لیکوریا کی بندش روزمرہ کا مسئلہ ہے۔ ان بندشوں سے لاتعداد امراض پیدا ہوتے ہیں جن کی تفصیل ڈاکٹر عبدالرحمان صاحب نے اپنی کتاب:

A Dictionary of Causation
Published by Homeopathic Stores and Hospitals, 30 Allama Iqbal Road, Lahore.

میں بیان کی ہے۔ غرض کہ جن بیماریوں کو ہم جسمانی سمجھ کر علاج کرتے ہیں وہ سرے سے جسمانی مرض ہیں ہی نہیں۔

خوف اور غم کا صحیح علاج وہی ہے کہ یہ آزمائشیں اللہ کی طرف سے ہیں اور ہم اسے صبر سے برداشت کریں۔ رونے دھونے کے بعد صبر ۔ صبر نہیں۔ صبر وہ ہے جو غم اور خوف کی خبر سنتے ہی فوراً ظاہر ہوتا ہے۔

زندگی کی تمام سرگرمیاں، اعمال اور ان کا نتیجہ پہلے سے طے شدہ نہیں (قسمت اور تقدیر) بلکہ کچھ امور میں جبر ہے اور کچھ کاموں میں آزادی۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ کون اچھا عمل کرتا ہے مثلاً جینیاتی (Genetic) اور وراثتی امور پہلے سے طے ہیں یہ دنیاوی / جسمانی جبر ہے اور ان میں تبدیلی محال۔ اسی طرح خوف اور غم (نفسی جبر) پہلے سے طے ہیں ۔ اور ان کے نتیجے میں رویوں میں تبدیلی سے انسانی شخصیت کی تکمیل اور مادی ترقی و تنزلی ہوتی ہے اور انسانی ردِ عمل کا ریکارڈ، یوم آخرت میں شہادت کیلئے جمع کیا جاتا ہے۔

جبکہ اس کے مقابلے میں روزمرہ زندگی کی سرگرمیاں (اٹھنا بیٹھنا، چلنا، سونا، کھانا، نہانا، عبادات، مرگ اور شادی، کاروبار، ملازمت، مرمت (Services)، تخلیق کاری، سنیئر (Senior) کا حکم بجالانا) سب قانون وجہ اور نتیجہ (Cause and Effect) سے طے پاتے ہیں۔ یہ پہلے سے طے ہے کہ کس وجہ سے کیا وقوع پذیر ہو گا۔ انسان صرف وجہ منتخب کرنے کیلئے آزاد ہے۔ کس وجہ سے کیا نتیجہ برآمد ہو گا؟ انسان کے بس میں نہیں کہ اپنی مرضی کا نتیجہ نکال لے۔ یہ دنیاوی سرگرمیاں ذہنی اور حسابی ہیں اور ان کا حساب دنیا میں ہی چکا دیا جاتا ہے۔ اس بارے قرآن میں ارشاد ہے: ”اے انسان ---۔ جو مصیبت تجھ پر آتی ہے وہ تیرے اپنے کسب و عمل کی بدولت آتی ہے۔“ (سورۃ النساء: آیت نمبر 79، ترجمہ قرآن: مودودی صاحب، اشاعت 27– 2001)۔ ان سرگرمیوں کے ظاہری پہلو (کم تولنا، ملاوٹ کرنا وغیرہ)

میں بے ضابطگی کو خاندان، معاشرہ، حکومت اور شریعت کنٹرول کرتی ہے جبکہ باطنی پہلو میں جوں ہی گناہ داخل ہوتا ہے اور انسان زیادہ حاصل کرنے کے لالچ میں جھوٹ بولتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے یا حسد میں دوسروں کو نقصان پہنچاتا ہے تو اللہ کا دوسرا قانون حرکت میں آکر تمام معاملات کا ریکارڈ بنالیتا ہے تاکہ یوم آخرت میں شہادت کیلئے کام آئے۔ اسی طرح نیکی کے کاموں اور دوسروں کی مدد کرنے والوں کا بھی ریکارڈ جمع کرلیا جاتا ہے۔

جب تک انسانی سرگرمیاں ذہن کے مشورے سے انجام پاتی ہیں، سب خیر رہتا ہے لیکن نفس کی خواہشات کی تکمیل سے گناہ رہتا ہے اور گناہ بیماری میں ڈھل جاتا ہے۔

23 قسمت میں لکھی بیماریاں

ہمارے معاشرے میں اکثریت یہ سمجھتی ہے کہ زندگی میں جو کچھ پیش آتا ہے۔ پہلے سے طے شدہ اور لکھی ہوئی قسمت (تقدیر) ہے چونکہ یہ پہلے سے طے ہے تو کوشش بے کار اور عبث ہے اور ایسے لوگ یہ امر مجبوری زندگی کی جدوجہد میں شریک ہوتے ہیں۔ اس سوچ سے ایک کاہل اور جمودی شخصیت اور معاشرہ تشکیل پاتا ہے۔ جس کا ایک پہلو خانقاہی اسلام، صوفی، قبریں، مزارات، غیبی مدد، ذکر، وظیفے اور عملیات اور دوسرا پہلو نشہ ہے۔ ایسے معاشرے میں دنیاوی ترقی نہ ہونے کے برابر اور غلامی مقدر ہوتی ہے۔ دوسری طرف ایسے لوگ میں جو سمجھتے ہیں کہ انسان کو ارادے کی آزادی دی گئی ہے کہ وہ کوشش سے اعلیٰ اخلاق، کردار اور روّیوں سے دنیا اور آخرت میں اپنا مقام بنائے۔ اسی سوچ کے دوسرے پہلو پر عمل کرتے ہوئے "کام، کام اور کام" والی شخصیت بنتی ہے جو بعض اوقات دنیاوی ترقی کیلئے تمام قانونی، اخلاقی اور معاشرتی اقدار پائمال کرتے ہوئے بھول جاتی ہے کہ اس کی نگرانی کی جارہی اور اس کے اعمال کا ریکارڈ تیار کیا جارہا ہے۔

ان دونوں طریقوں کے نکتہ نظر میں سچائی کی تلاش کیلئے روز مرہ زندگی کی سرگرمیوں (Activities) کا تجزیاتی مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ انسان کو ارادے کی آزادی دے کر باقی جانداروں پر فوقیت دی گئی ہے۔ لیکن ارادے کی آزادی کو دنیامیں جاری وساری قانون علّت ومعلول(Cause and Effect) سے اس طرح جوڑ دیا گیاہے کہ انسان کوشش میں پہل(Initiate) تو کر سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ اس کے نتائج انسان کی مرضی کے مطابق ہوں 'قانون علت و معلول' میں ہر وجہ کا نتیجہ پہلے سے طے ہے مثلاً بلندی (وجہ) سے چیزیں گرتی ہیں (نتیجہ)۔ آگ (وجہ) چیزوں کو جلاتی ہے (نتیجہ)۔ انفیکشن (وجہ) سے سوزش، درد اور بخار (نتیجہ) ہو جاتا ہے۔ انسان نے تجربات سے سیکھ لیا کہ کس وجہ سے کیا نتیجہ نکلے گا لیکن جب بہت ساری وجوہات ایک جگہ جمع ہو جائیں تو نتیجے بارے پیشگی کہنا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن نتیجہ پہلے

سے طے شدہ قوانین کے مطابق نکلتا ہے یعنی نتیجے کا تعلق شخصیت سے نہیں بلکہ وجوہات کے آپس میں باہمی تعامل (Inter Action) سے نکلتا ہے۔ اس کی مزید وضاحت نیچے دی گئی مثالوں سے ہو گی۔

زندگی کے مشاغل، چھوٹے چھوٹے کاموں (Functions) سے مل کر ہوتے ہیں جیسے چلنا پھرنا، بیٹھنا، کھڑے ہونا، جھکنا، لیٹنا، کھانا، سونا، رونا، ہنسنا، دیکھنا اور سننا وغیرہ وغیرہ۔ ان تمام کاموں کا پہلے یا بعد میں لکھنا بے کار ہے کیوں کہ ان میں نہ کوئی اجر ہے اور نہ سزا۔ یہی مختلف کام مل کر مشاغل بناتے ہیں جیسے کاروبار، ملازمت، مرمت، صنعتی اور زراعتی سرگرمیاں وغیرہ۔ ان میں ہر شغل کے پیچھے ایک وجہ ہے جس سے کچھ اثرات (نتائج) پیدا ہوتے ہیں۔ یہ سب انسانی کوشش اور ارادے سے ہوتا ہے۔ ہر شغل کا نتیجہ کام مکمل ہونا ہے یعنی جزا اور سزا کا چکر پورا ہو گیا تو پہلے یا بعد میں لکھنا بے کار لگتا ہے۔ اس کی وضاحت نیچے دی گئی چند مثالوں سے ہوتی ہے۔

a) بھوک (وجہ) کھانے سے ختم ہو کر توانائی پیدا کرتی ہے (اثرات)۔

b) سودا سلف، زیورات، گاڑی اور مکان وغیرہ کی خریداری (وجہ) کے بعد دستاویزات ملنے پر ہمیں ان چیزوں کی ملکیت مل جاتی ہے (نتیجہ)۔

c) طالب علم پڑھتا ہے (وجہ) ڈگری حاصل کرنے کیلئے (نتیجہ)۔

d) آلات جیسے TV, AC یا گاڑی کی مرمت (وجہ) کے بعد ادائیگی (اثرات)۔

e) حکومت قانون (وجہ) بناتی ہے ملکی انتظام کیلئے (اثرات)۔

f) ہم ذہنی کوشش سے نماز (وجہ) پڑھتے ہیں جس سے نفس کی سرکشی میں کمی آتی ہے (نتیجہ)۔

g) جب جسم میں فاسد مادے جمع ہو جاتے ہیں (وجہ) تو بیماری ان فاسد مادوں کو باہر پھینکتی ہے (نتیجہ)۔

اس طرح کے لاکھوں واقعات روز پیش آتے ہیں۔ ان میں قسمت کا کہیں دخل نہیں۔ یہ سب ذہنی یا عقلی مشاغل ہیں اور ''اُس ہاتھ دو اِس ہاتھ لو'' کی عمدہ مثالیں۔ یہ پہلے سے لکھے ہوئے نہیں ہیں اور نہ ان کا ریکارڈ بنایا جاتا ہے لیکن معاملات میں پیچیدگی اس وقت پیش آتی ہے جب ایک شخص اپنے حصے سے زیادہ لینے کی ہوس (وجہ) سے دھوکہ دیتا ہے، کم تولتا ہے، کم ناپتا ہے، ملاوٹ کرتا ہے، دستاویزات بنانے میں گڑبڑ کرتا ہے یا مرمت میں جان بوجھ کر کمی کرتا ہے، بغیر امتحان پاس کئے ڈگری کا مطالبہ کرتا ہے یا

افسران کسی مصلحت سے قانون توڑنے کو نظر انداز کرتے ہیں، یہ سب حرکات قانون علت و معلول کے نتائج سے بچنے کی تدبیریں، سزا کو مزید سنگین بنا دیتی ہے۔ کوئی شخص اپنے کیئے کی سزا سے نہیں بچ سکتا، توبہ کرے یا حکومت / معاشرے یا شریعت کی سزا بھگتے یا پھر مزید سنگین سزا بھگتنے کیلئے کسی حادثے، سانحے یا بیماری کے نازل ہونے کا انتظار کرے۔ غلط کاموں کی تعزیر سے بچنے کا لاوا اندر ہی اندر پکتا رہتا ہے اور ایک دن پھٹ پڑتا ہے۔ جس بارے کسی شاعر نے کہا کہ قدرت برسوں حادثات کی پرورش کرتی ہے (ملزم کو موقع دیتی ہے کہ توبہ کرے)۔ اس طرح کے غلط کام نفس (جبلت، جائیداد، مال، عزت، شہرت) کے اکسانے پر پیش آتے ہیں یعنی جب تک معاملات عقل (ذہن) سے طے پاتے ہیں سب خیر ہے لیکن جب نفس کی دخل اندازی سے گناہ زندگی میں داخل ہو جاتا ہے تو معاملات کو ریکارڈ کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ انسانی سرگرمیاں، ارادے کی آزادی کی وجہ سے پہلے سے طے نہیں بلکہ جب انسان خیر اور شر کے کام کام کرتا ہے تب ان کو ریکارڈ کیا جاتا ہے۔

نفس اور ذہن کے معاملات میں لچک ہے۔ سزا اور توبہ سے معاملات طے پانے کا امکان رہتا ہے لیکن نفس کی سرگرمیوں میں جب جسم شریک ہو جاتا ہے تو لچک کی جگہ جبر یا قسمت آ جاتا / جاتی ہے۔ ہم سب جانتے ہیں کہ جسم کی اساس جینز (Genes) ہیں جن کی مختلف ترتیب (Combinations) سے سیلز (Cells)، بافتیں (Tissues) اور اعضاء (Organs) بنتے ہیں۔ جینز کی مختلف ترتیب سے ہی شخصیت ، اس کا کردار، اخلاق، روّیے اور بیماریاں قسمت بنتی ہیں۔ اس میں تبدیلی ممکن نہیں۔ جینیاتی وجوہات سے وراثت کے اثرات سے جسمانی خدوخال، قد و قامت، بال اور آنکھوں کی بناوٹ، چہرے کا حسن اور پہچان عطا ہوتی ہے، یہی قسمت ہے۔ سب لوگ جسمانی بناوٹ میں یکساں نہیں لیکن ذہن اور نفس کی صلاحیتیں سب کو برابر عطا کی گئی ہیں۔ جسمانی کمزوریوں، عیبوں اور کمیوں کی وجہ سے ذہن اور نفس اپنی پوری صلاحیتوں سے کام نہیں کر پاتے، یہی قسمت ہے۔ مثلاً اگر زبان کے اعصاب صحیح کام نہ کریں تو لکنت سے نجات مشکل اور یہی قسمت ہے۔ اگر جسم کمزور ہے تو جھگڑا کرنے کی جبلت موجود ہونے کے باوجود، جسم لڑنے سے کتراتا ہے۔ جسمانی کمزوریوں اور خامیوں کی وجہ سے کچھ لوگ بہت سے پیشے اختیار کرنے سے معذور ہوتے ہیں، یہی قسمت ہے۔ کچھ لوگ مضبوط جسم اور حسن کی وجہ سے کچھ پیشوں کیلئے آسانی سے منتخب کر لیے جاتے ہیں، یہی قسمت ہے۔ بعض کے اندرونی اعضاء سائز میں چھوٹے یا کارکردگی میں کمی کے

باعث بہت سی بیماریوں کیلئے تر لقمہ بن جاتے ہیں، یہی قسمت ہے۔ اسی طرح مدافعتی اعضاء کی کارکردگی کم ہو یا وراثتاً کمزور ہوں تو آئے دن انفیکشن کا شکار ہو جاتے ہیں، یہی قسمت ہے۔ یہی قسمتیں کہیں علیحدہ لکھی ہوئی نہیں بلکہ جسم اور نفس میں ثبت ہیں۔ ہر شخص، اپنے خاندان اور تعلیم / تجربے کے پس منظر میں حصول رزق کی کوششوں میں جکڑا ہوا ہے، جس سے نکلنا اس کے بس میں نہیں، یہی قسمت ہے۔

ہماری دنیا "نابرابری" کے اصول پر تخلیق کی گئی ہے۔ اسی نابرابری کی وجہ سے ہم ایک دوسرے سے کام لیتے ہیں، یہی قسمت ہے۔ اگر سب برابر ہوتے تو "میں بھی رانی تو بھی رانی کون بھرے گا پانی" والی کہاوت کے سچ سے معاشرہ جام ہو جاتا۔ نابرابری سے ہی انسانوں کی آزمائش ہوتی ہے کہ کس نے دوسروں کی مدد کی۔ اس کے علاوہ آزمائش کیلئے وقتاً فوقتاً ناگہانی آفات سے ہر شخص کو واسطہ پڑتا ہے، یہی قسمت ہے۔

ارادے کی آزادی اور جسمانی کمزوریوں سے مسلط قسمت کے حدود طے ہونے سے قسمت میں ملنے والی بیماریوں کا احاطہ کرنا آسان ہو گیا ہے۔ قدرتی اسباب یا وجوہات سے (جن پر انسان کا کوئی کنٹرول نہیں) بیماریاں انسان پر ٹھونسی جاتی ہیں تاکہ جسم و جان سے کئی فاسد مادوں کا اخراج کیا جائے۔ بیماری کی وجہ اور شفا کی وجہ جسم میں ودیعت شدہ ہیں۔ یہ قدرتی بیماریاں پہلے سے لکھی ہوئی نہیں۔ حالات کے مطابق یہ مختلف لوگوں کو متاثر کرتی ہیں اور بعض کو ان کی مضبوط مدافعت کی وجہ سے نہیں لگتیں۔ یہ اندرونی اور بیرونی اسباب سے آتی ہیں اور مناسب حفاظتی اقدامات سے ان سے بچا جا سکتا ہے اور اسی وجہ سے یہ قسمت میں لکھی بیماریاں نہیں۔

اس کے علاوہ جو بیماریاں جینز کی خرابی یا وراثتاً ملتی ہیں یا جسمانی اعضاء اور مدافعتی اعضاء کی کسی خامی ہیں یا آزمائش کے طور پر نازل ہوتی ہیں، یہ سب قسمت میں لکھی بیماریاں ہیں۔ جینز سے متعلق بیماریوں کا علاج فی الحال کسی کے پاس نہیں لیکن حالیہ تحقیق سے لگتا ہے کہ ان بیماریوں کا کوئی علاج دریافت کر لیا جائے گا۔ قسمت میں لکھی دیگر بیماریوں کا علاج کسی کے پاس نہیں البتہ ہومیوپیتھی انہیں کسی حد تک شفا سے ہمکنار کر سکتی ہے۔ چند عام مثالوں کے طور پر لکھے جا رہے ہیں۔

کند ذہنی، جسم نارمل مگر ہاتھ پاؤں چھوٹے، بچوں کا بڑا پیٹ، نشوونما اور قد و قامت رکی ہوئی، لکنت تو تلا پن، چہرے کی رنگت میں تبدیلی، بالوں اور ناخنوں میں پیدائشی خرابیاں، چہرہ چھوٹا یا بڑا، بواسیر، فسچولا، ٹیڑھے دانت، بھینگا پن وغیرہ وغیرہ۔

حصہ دوم

ہومیو پیتھی کیا ہے؟

ہومیو پیتھی ڈرگ فری طریقہ علاج ہے۔ بیماری' جسم میں موجود دفاعی مقامات (Immune System) پر حملہ ہو کر جسمانی توازن (Homeostats) کو بگاڑتی ہے۔ ہومیو پوٹاینسی میڈیسن میں کوئی مادہ نہیں ہوتا بلکہ بلمثل بیماری کے سگنلز ہوتے ہیں جو اس توازن کو بحال کرتے ہیں۔ ڈرگ فری ہونے کی وجہ سے ہومیو پیتھی کے پھیلنے کے وسیع امکانات کو صرف اسی صورت بروئے کار لایا جاسکتا ہے کہ ہمیں ہومیو پیتھی کی حدودیت (Limits) کا صحیح ادراک ہو۔ اگر پوٹاینسی میڈیسن کی حقیقت کا رست اندازہ ہو جائے تو پوٹاینسی میڈیسن کو Digitalise کر کے شفائی قوتوں کو چشم زدن میں دنیا میں پھیلا کر صحت عامہ میں انقلاب برپا کیا جاسکتا ہے۔

24 ہومیو پیتھی کیا ہے؟

انسانی جسم کا ودیعت شدہ(In born) مدافعتی نظام(Immune System) ہر آن بیماری سے تحفظ کیلئے مصروف عمل رہ کر زندگی ممکن بناتا ہے۔ جب یہ مدافعتی نظام بیماری روک نہیں سکتا تو بیماری کی علامات ظاہر ہونا شروع ہوتی ہیں۔ ایسے میں ہومیو دوائی لی جاتی ہے جس میں کوئی مادہ (Matter) نہیں ہوتا بلکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہومیو دوائی ایک انرجی (Energy) ہے اور یہ انرجی مدافعتی نظام کو اُکسا کر (Stimulate) ایسے کیمیکلز ان سے بنوانی ہے جو شفا کے عمل کو بڑھاوا(Accelerate) دیکر صحت بحال کرتے ہیں۔ اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو ہومیو پیتھی قدرتی شفا کی ایک وسعت پذیر (Extension) شکل ہے یعنی ہومیو پیتھی ایک Stimulating طریق علاج ہے جس میں ہومیو دوائی ایک Stimulator ہے۔ ہومیو دوائی نظام ہضم سے گزرے بغیر اینڈوکرائنل گلینڈز کو(Stimulate) کر کے ان سے ہارمونز کا اخراج خون میں کرواکر خود ختم ہو جاتی ہے اور ہارمونز بیماری سے متاثرہ اعضا تک پہنچ کر بیماری کو نشانہ بنا کر اُسے ختم کرتے ہیں۔ ہارمونز کا اثر سارے جسم تک نہیں پھیلتا بلکہ متاثرہ اعضا تک ہی رہتا ہے اور یوں ہومیو دوا کے کوئی سائیڈ ایفیکٹس (Side Effects) نہیں ہوتے۔ ذیلی اثرات صرف بار بار بلاضرورت دوائی دوہرانے سے ہوتے ہیں۔

ہومیو پیتھی کی بنیاد ہینی مین کے تجربات Proving (آزمائش ادویات) سے ہوئی جو اس نے بیماری ، دوا اور شفا کا تعلق جاننے کیلئے کئے۔ اس نے بہت سے میڈیکل مادوں کو خود، اپنے شاگردوں، دوست ڈاکٹروں کو کھلا کر مصنوعی بیماری میں جو علامات ہوئیں کو ریکارڈ کر کے میٹریا میڈیکا کا حصہ بنا دیا۔ جب مصنوعی بیماری سے Provers کی حالت ابتر ہونے سے جان جانے کا خطرہ ہوا تو میڈی کل مادے کی مزید دوہرائی بند کر کے، مصنوعی بیماری کی علامات کو Antidote کر دیا۔ اس نے متعدد تجربات کئے جو کئی سال جاری رہے اور اپنے مشاہدات کو مختصراً یوں بیان کیا۔

”جو میڈیکل مادے (Medical Substances) مادی حالت یا پوٹاینسی
میں بار بار دوہرانے سے بیماری کی علامات پیدا کرتے ہیں وہی میڈیکل مادے
پوٹاینسی کی ایک خوراک سے بیماری کی علامات کو شفا دیتے ہیں۔“

یعنی جو بیماری، مادی دوا یا پوٹاینسی دوا کے بار بار دوہرانے سے ہوتی ہے اس کی شفا صرف پوٹاینسی میڈیسن سے ہوتی ہے جس کو قانون بلمثل شفا یا Similar Cures Similar کہا جاتا ہے۔ عملی طور پر مرض کی علامات کو دوائی کی علامات سے Match کرنا ہی ہومیو پیتھی ہے۔ Proving کے تجربات ایک پیمانہ (Yard Stick) ہیں اور ان سے اخذ نتائج سے ہومیو پیتھی کی محدودات (Limitations) کا علم ہوتا ہے یعنی ہومیو پیتھی کن علامات بیماری کو شفا دیتی اور کہاں ہومیو پیتھی ناکام ہوتی ہے۔

ہومیو پیتھی ان تمام علامات اور وجوہات مرض کو شفا دینے پر قادر ہے جن کا ذکر کسی نہ کسی Remedy میں میٹریا میڈیکا میں درج ہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایسے تمام امراض جو قدرتی وجوہات سے پیدا ہوتے ہیں جن پر انسان کا کوئی کنٹرول نہیں، کو شفا سے ہمکنار کرتی ہے۔ قدرتی وجوہات، جراثیم، بیکٹیریا، وائرس، جانوروں کے زہر، خوراک اور ہوا میں موجود کیمیکلز، آب و ہوا، خوراک، موسم، بہت زیادہ محنت و مشقت وغیرہ وغیرہ ہیں۔ ہر قدرتی مرض کیساتھ جذبات تشویش، اضطراب، غصہ، مایوسی اور خوف بھی پیدا ہونے سے یہ معلوم ہوا کہ ہر مرض کے دو پہلو ہیں ایک جسمانی تکالیف کا اور دوسرے جذباتی علامات کا۔

ہومیو پیتھی بیماری کے دونوں پہلوؤں کا علاج کرتی ہے۔ باقی طریقہ علاج ادھورے ہیں اور جذباتی پہلو کو نظر انداز کر کے بیماری کو اندر ہی اندر پھیلنے دیتے ہیں۔ ہر میڈیکل مادے کی Proving سے ایسی غیر معمولی (Rare) جذباتی علامات (Mental Symptoms) پیدا ہوتی ہیں جو انتخاب دوا میں کلیدی کردار ادا (Key Note) کرتی ہیں۔ عجیب و غریب علامات اور رویوں میں تبدیلی (Behavioural Change) ہر ہومیو دوائی کا نمایاں خاصہ ہے اور مماثل جذباتی بیماریوں کی شفا کیلئے ایک اہم علامت۔

ایمر جنسی (Emergency) اور حادثات میں جان بچانے میں جس قدر ہومیو پیتھی کامیاب ہے کوئی دوسرا طریقہ علاج اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ ایمر جنسی میں (سوائے ٹوٹی ہوئی ہڈی اور گہرے زخم کے جس کیلئے سرجری کی ضرورت ہوتی ہے) ہومیو پیتھی کی کارکردگی کی تعریف نہ کرنا زیادتی ہے۔ رگڑ (Bruise)، موچ (Sprain)، چِک، وزن اٹھانے / لے جانے، گرم سے سرد اور سرد سے گرم ہو جانے، ہڈی کریک (Crack)، آنکھ پر چوٹ، اندرونی چوٹ، مسل پل (Muscle Pull)، پٹھوں کا پھٹنا (Muscle Tear)، بہتے خون کو روکنا، بے ہوشی، کمزوری، نیند نہ آنا یا زیادہ نیند آنا۔ اعضا گرنے (Prolapsus) کا کامیابی سے علاج، ہومیو پیتھی کے نمایاں وصف ہیں۔

اوپر کے پیراگرافس میں ہومیو پیتھی کے مثبت پہلوؤں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب ان علامات اور بیماریوں کا ذکر کریں گے جہاں ہومیو پیتھی سے شفا مشکل یا مشکوک ہے۔

پروونگ میں جب پروورز کی تکلیف دہ علامات سے جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے تو مزید پروونگ روک دی جاتی ہے تاکہ جان بچائی جائے یعنی یہ اس بات کا کھلا اعلان ہے کہ پروونگ سے حاصل کردہ معلومات سے صرف مرض کے ابتدائی اور درمیانے درجے کا علاج ممکن ہے۔ شدید بیماری (Serious Sickness) کا علاج ہومیو پیتھی میں مشکل ہے۔

میٹریا میڈیکا میں دماغ، ذہن، آنکھ، کان، ناک، منہ، ریکٹم، کمر، پیشاب کی نالی، گلے، معدے، سانس اور ہاتھ پاؤں کی علامات کا ذکر ہے اور ان کا علاج ہی ہومیو پیتھی کرتی ہے لیکن اندرونی اعضا رئیسہ (دل، جگر، پتےّ، گردوں، آنتوں، بلیڈرز وغیرہ) کی علامات نہ ہونے سے ان اعضا کی بیماریوں کا علاج ہومیو پیتھی میں مشکل ہے کیونکہ ان اعضا سے علامات دماغ تک نہیں پہنچتیں۔ ان اعضا کا علاج دیگر ذرائع سے حاصل کردہ معلومات (زبان کی رنگت، ناخنوں، جلد، جذباتی علامات وغیرہ) سے کیا جاتا ہے۔ ان کے علاج کیلئے کوئی مستند (Proven Remedy) نہیں۔ ان اعضا کی بیماریوں کی تشخیص کیلئے ہمارے زمانے میں بہت سے ٹیسٹ اور آلات وجود میں آگئے ہیں جن سے جسم کے اندر جھانکنے اور ٹیسٹ رپورٹوں سے ان اعضا رئیسہ کی بیماریوں کی پروگراس کو سمجھا جاتا ہے۔ ہمیں بھی ہومیو علاج میں جامعیت پیدا کرنے کیلئے اگر دوبارہ پروونگ نہیں کر سکتے تو کم از کم اب ممکنہ مریضوں کے علاج میں منتخب دوا اور ٹیسٹ رپورٹوں میں کوئی ربط ضرور تلاش کرنا چاہیے۔

پروونگ چند دن جاری رہ کر ختم کر دی جاتی ہے۔ چند دن کی پروونگ سے جسم میں کوئی بڑی تبدیلی نہیں آتی اور نہ ہی اس کا ریکارڈ میٹریا میڈیکا میں ہے۔ اسی وجہ سے ہومیوپیتھی ایسے تمام امراض جن میں Tissue تبدیلیاں ہوئی ہوں یا کیمیکل علامات سے خرابی پیدا ہوئی ہو کا علاج نہیں کر پاتی۔ ہمارے ملک میں ان خرابیوں کا علاج جذباتی علامات، جنرل علامات کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔

بہت سے امراض کا انکشاف ہینی مین کے بعد ہوا۔ ان کیلئے کوئی پروو میڈیسن نہیں۔ بعض امراض نئے وائرس سے پیدا ہوئے جن کا علاج ہومیوپیتھی میں نہیں۔ اس کی تازہ مثال کرونا کی ہے جسے ہومیوپیتھی کنٹرول نہیں کر سکی۔ بعض امراض اعضا کی ناقص کارکردگی سے ہوتے ہیں ان کا علاج ہومیوپیتھی میں نہیں۔ خاص کر جب قوت مدافعت کے اعضا اور اینڈوکرائنل گلینڈز کی کارکردگی کم ہو جائے تو ہومیوپیتھی فیل ہو جاتی ہے۔ یاد رہے کہ ہومیوپیتھی مدافعت کو اکسا کر شفائی عمل کرتی ہے جب مدافعت ہی نہیں تو کیسا اکسانا۔ بڑھاپے میں مدافعت کم ہونے سے ہومیو شفا مشکل ہوتی ہے۔

وقت کے ساتھ بیماری کئی روپ بدلتی ہے اور ہر روپ کیلئے مخصوص ادویات ہیں۔ قدرتی وجوہات سے پیدا تمام بیماریاں اعصاب، حواس خمسہ، خون، بلغمی جھلّیوں (Mucous Membrane)، Connective Tissues اور گلینڈز کو شدید تکلیف دہ علامات سے متاثر کرتی ہیں۔ ایسی علامات کا علاج ہومیوپیتھی کی سطحی اثر کرنے والی ادویات (ایکونائٹ بیلاڈونا، کیمومیلا، اپی کاک اور انٹی ٹارٹ وغیرہ) کے بار بار دوہرانے سے آسانی سے ہو جاتا ہے۔ بیماری جب خون کے ذریعہ خلیوں (Cells) میں پہنچ کر پٹھوں (Muscles)، جوڑوں (Joints)، Ligaments، Tendon، ہڈیوں (Bones) اور اعضاء رئیسہ (Capital Organs) کو متاثر کرتی ہے تو خلیوں کے پروٹوپلازم (Protoplasm) میں کیمیکل تبدیلیاں پیدا کر کے جسمانی اخراجات کی کیمسٹری بدل دیتی ہے۔ یہ کیمیکل تبدیلیاں نئی جسمانی اور ذہنی علامات کو جنم دیتی ہیں جس سے علاج میں سہولت پیدا ہوتی ہے۔ خلیوں اور اخراجات کی بدلی کیمسٹری کو صحت مند حالت میں لوٹانے (Reverse) کیلئے گہرا اثر کرنے والی ہومیو ادویات سے شفا ممکن ہے۔ ایسی ادویات کی اونچی پوٹینسی کی ایک خوراک کئی کئی دنوں کیلئے کافی ہوتی ہے۔ کینٹ (Kent) ری پرٹری (Repertory) کے آخیر میں ادویات کے آپس کے تعلقات (Relationship of Remedies) بارے ایک چارٹ کے آخری کالم میں بتایا گیا ہے کہ دوائی کی

ایک خوراک کتنے دنوں تک فاسد مواد کو جسم سے نکالنے کیلئے کافی ہے۔ جب گہرا اثر کرنے والی بیماری کا علاج نہیں کیا جاتا یا حفظان صحت کے اصولوں سے روگردانی سے زندگی گزاری جاتی ہے تو بیماری کا خلیوں کی ساخت (Structure) کو تبدیل کر کے Tissues میں بگاڑ سے متعلقہ اعضاء میں ابتری (Pathological Changes) سے نیا روپ دھارنا اس بات کی علامت ہے کہ جسمانی مدافعت بیماری کے بڑھنے سے روکنے پر قادر نہیں۔ بیماری صرف اس وقت تک ہی ہومیو علاج کی دسترس میں رہتی ہے جب تک اخراجات کی بدلی ہوئی کیمسٹری تک ہو۔ جب خلیوں کی ساخت تبدیل ہو جائے تو نئی ساخت کو حل (Dissolve) کرنے کیلئے کسی ایسے کیمیکل محلّل (Chemical Solvent) کی ضرورت ہوتی ہے جو تبدیل شدہ Tissues کو حل کر سکے اور یہ کام ڈرگز یا ہربز (Herbs) انجام دیتی ہیں۔ ہومیو پیتھی کے مدر ٹنکچر کسی حد تک اس مقصد کیلئے استعمال ہوتے ہیں لیکن مدر ٹنکچر کے استعمال کو ہومیو پیتھی نہیں سمجھا جاتا۔ ہمیں اس سوچ سے اوپر اٹھ کر مدر ٹنکچرز کو استعمال کر کے ہومیو پیتھی کی حدود (Limits) کو وسیع کرنا چاہیے۔ یہ حقیقت ہے کہ ہومیو پیتھی پوٹاینسی میڈیسن سے نظام مدافعت کو انگیخت (Stimulate) کر کے شفا دیتی ہے لیکن جب بیماری سے ٹشوز (Tissues) متاثر ہوں تو مدر ٹنکچرز کے کیمیکل ایکشن سے ٹشوز میں تبدیلیاں الٹانے (Reverse) سے شفا کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔

25 طبِ نبوی خاتم النبیین ﷺ — ہومیوپیتھی کی پیش رو

ماضی کی گم گشتہ تہذیبوں کے نئے وارثین کھینچ تان کر یہ ثابت کرنے پر لگے رہتے ہیں کہ دنیا کے علوم کی ابتداء ان کے ملکوں / تہذیبوں سے ہوئی۔ ایسی ہی ایک بازگشت سنائی دیتی ہے کہ بیماری، دوا اور علاج سے متعلقہ علوم یونان سے شروع ہوئے اور یہی سوچ مختلف ممالک سے ہوتی ہوئی ہمارے ملک پہنچی۔ ہمارے ملک میں رائج جڑی بوٹیوں (ہربز Herbs) سے صحت بحالی کا پروگرام یونان سے حاصل کردہ علم کا مرہون منت سمجھا جاتا ہے۔ جس میں ہمارے بزرگوں نے خاطر خواہ اضافہ کیا ہے۔

یہ طریقہ علاج یورپ میں پیدا ہوا اور وہیں پروان چڑھا لیکن حضرت عیسیٰؑ کے شفائی معجزات کے سامنے ٹھہر نہ سکا اور آہستہ آہستہ زوال کا شکار ہو گیا۔ معجزات سے مماثل طریقوں مثلاً جھاڑ پھونک، جادو ٹونا اور تعویذ گنڈوں نے لوگوں کو ایسا مسحور کیا کہ لوگ طبی علاج کو ایمان کی ضد سمجھ کر طبی علاج کو کفر سمجھنے لگے یعنی بیماری کو تقدیر الٰہی سمجھ کر بیماری سہنے کو مادی علاج پر ترجیح دینے لگے۔ ایسے ہی ماحول میں حضور خاتم النبیین ﷺ کی بعثت ہوئی جھاڑ پھونک کا ہی عرب میں رواج تھا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ جب کسی مریض کی تیمارداری کیلئے تشریف لے جاتے تو چند دعائیں پڑھ کر پھونکتے اور مریض کے جسم پر ہاتھ پھرتے تو مریض طمانیت اور سکون محسوس کرتا اور اگر کبھی مناسب سمجھتے تو کسی جڑی بوٹی کے استعمال کا مشورہ بھی دیتے۔

ایسے ہی کسی مشورہ پر صحابہؓ نے استعجاب (حیرانگی) سے عرض کیا کہ "یا رسول اللہ خاتم النبیین ﷺ ہمیں جڑی بوٹی کا استعمال عجیب لگتا ہے، ہم تو آپ خاتم النبیین ﷺ کے لمس کو ہی شفا کیلئے کافی سمجھتے ہیں۔" حضور خاتم النبیین ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ کے بندو! دوا استعمال کیا کرو کیونکہ اللہ نے کوئی بیماری پیدا نہیں کی مگر اس کیلئے شفا بھی پیدا فرمائی۔" (امام احمد، ترمذی، ابی داؤد، اور مشکوۃ شریف)

اس سے پتا چلتا ہے کہ ہر بیماری کا علاج پیدا کیا گیا ہے۔ اگر بیماری تقدیر الٰہی ہے تو شفا کیلئے دوا بھی تقدیر الٰہی ہی ہے۔ دوائی میں موجود شفائی اثرات بھی اسی اللہ نے پیدا کئے ہیں، جس اللہ نے اپنے بندوں

کے جسموں سے فاسد مادے نکالنے کیلئے بیماری تخلیق کی۔ بیماری بھی اسکی تخلیق ہے اور جڑی بوٹیوں میں پنہاں شفا بھی اسی کی تخلیق ہے۔ بیماری کا مقصد جسم سے گندے مواد کا اخراج اور بعض اوقات آزمائش ہوتا ہے۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے حکم سے مقامی جڑی بوٹیوں کے استعمال کی وجہ سے یہ طریقہ علاج طب نبوی خاتم النبیین ﷺ کہلایا۔ بعض اوقات (فتح مکہ کے بعد) آپ خاتم النبیین ﷺ نے مکے میں موجود ایک یہودی طبیب حارث بن ملدہ (جس نے طبی علم ایران سے حاصل کیا تھا) سے مشورہ کا حکم بھی دیتے۔ یہ حکم' ساری امت کیلئے حضور خاتم النبیین ﷺ کا دائمی حکم (Standing Order) ہے کہ جب بھی کوئی بیماری حملہ آور ہو تو لازم ہے کہ کسی ماہر طبیب سے رجوع کیا جائے۔ صحابہ کرامؓ کو یہ مشورہ عجیب تو لگا لیکن تیزی سے بحال ہوئی صحت نے مشورے کی افادیت ثابت کر دی۔

حضور خاتم النبیین ﷺ کے حکم کی بدولت ، علم طب نہ صرف مسلمانوں میں مقبول ہوا بلکہ مسلمان حکماء اور طبیب طبی علم کے اوّلین معمار بن گئے اور یہ علم' شام ، عراق اور اسپین سے ہوتا ہوا سارے یورپ میں نئے سرے سے مسلمانوں کی بدولت پھیلا اور بے شمار مسلمان طبیبوں نے دنیا میں اپنا لوہا منوایا۔ خاص کر ابن رشد اور ابن سینا کو ایسی شہرت دوام ملی کہ ہم بھی ان کے نام جانتے ہیں۔

ہائی مین' نہ صرف طبیب تھا بلکہ اسے بہت سی زبانوں پر عبور تھا اور خاص کر وہ عربی بھی جانتا تھا اور کافی عرصہ تک وہ غیر ملکی طبی کتابیں جرمن زبان میں ترجمہ کر کے وسائل رزق پیدا کرتا رہا۔ اغلباً اسی عرصہ میں وہ عربی طبّی ادب کے مطالعہ سے 'حضور خاتم النبیین ﷺ سے منسوب حدیث کہ "جب دوا کے اثرات بیماری کی ماہیت سے مطابقت رکھیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے حکم سے شفا ہوتی ہے۔[13]" (راوی حضرت جابرؓ، مسلم شریف) سے آگاہ ہو گیا تھا۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کا فرمان اللہ تعالیٰ کا عطائے علم ہے جبکہ ہینی مین نے تجرباتی مشاہدات سے اس سچائی تک رسائی حاصل کی۔ حضور خاتم النبیین ﷺ کے فرمان اور "قانون بلمثل" میں گہری مشابہت ہے۔ ہینی مین حضور خاتم النبیین ﷺ کے قریباً 1250 سال بعد پیدا

13 ہمارے خیال میں حضور خاتم النبیین ﷺ سے منسوب اس جامع حدیث کا مفہوم ہمارے ملک میں رائج تینوں طریقہ ہائے علاج کیلئے لاگو ہوتا ہے۔ جب دوا' بیماری کے اثرات کو تعدیل کر دیتی ہے تو شفا ہو جاتی ہے۔ ایلو پیتھی اور طب کی ادویات، بیرون جسم سے دی جاتی ہیں۔ وہ جسم میں جا کر بیماری کے زہر کو ختم کرتی ہیں جبکہ ہومیو پیتھی کی ادویات جسم میں موجود مدافعت کو اکسا کر ایسے کیمیکلز بنواتی ہے جو بیماری کے زہر کو ختم کرتے ہیں۔

ہوا۔ زمانے، تمدنی ماحول اور زبان کے فرق کی وجہ سے دونوں بیانوں میں ظاہری فرق آسانی سے سمجھ آ جاتا ہے لیکن دونوں بیان ایک ہی حقیقت کے ترجمان ہیں۔ دنیا میں انسانوں کو عطا کیا گیا علم وہی علم ہے جو حضرت آدمؑ کو چیزوں کے نام سکھانے کے پردے میں چھپا کر ودیعت کیا گیا اور یہ علم وقتاً فوقتاً مختلف اشخاص کے ذریعے حالات کے مطابق اخفا ہوتا رہتا ہے۔ کوئی شخص کسی چیز کا خالق نہیں۔ یہ صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہے جو وہ کوشش کرنے والوں (سائنس دانوں، علوم وفنون کے کاریگروں) پیغمبروںؑ اور اولیا کرامؒ کے ذریعے، انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے منکشف کرواتے رہتے ہیں۔ ہینی مین نے حضور خاتم النبیین ﷺ کے کئی صدیاں قبل ادا کئے فرمودات کو ایک نئے پیرائے میں وضاحت سے بیان کیا اور غیر مادی ادویات (پوٹاینسی میڈیسن) کی دریافت سے نفسی امراض (جذباتی ہیجان) کی شفا کا (علاوہ دُعا کے) ایک راستہ کھولا۔ نبی خاتم النبیین ﷺ اور دیگر اطبا ہینی مین کے پیش رو (Predecessor) اور متقدمیں ہیں۔ یہ مضمون اس کتاب میں کئی جگہ زیر بحث لایا گیا ہے خاص کر "ایک میان دو تلواریں" میں تفصیلی بحث سے مضمون کی سچائیوں کو واضح کیا گیا ہے۔

26 پوٹاینسی کا ارتقاء

ہومیو پیتھی ہینی مین کے مشہور زمانہ تجربہ سنکونا بارک (1790) سے ہی وجود میں آئی لیکن پوٹاینسی کی دریافت 1825ء ہونے تک ہومیو پیتھی صرف ذہنوں میں ہی تھی۔ سنکونا بارک ملیریا سے شفا کیلئے لی جاتی تھی۔ سنکونا بارک کا جوشاندہ (Mother Tincture, Extract, Decoction) پینے سے ملیریا جیسی علامات پیدا ہونے سے ہی ہینی مین میں تجسس پیدا ہوا کہ یہ صرف سنکونا بارک کیلئے ہی ہے یا تمام میڈیکل مادوں پر لاگو ہوتا ہے۔ اس نے اپنے وقت کے 27 میڈیکل مادوں کو آزما کر (Prove) اپنی مشہور تصنیف (Matria Medica Pura) میٹریا میڈیکا پورا میں اپنے تجربات کا خلاصہ یوں بیان کیا:

”کہ جو دوائی بیماری سے شفا دیتی ہے وہی دوا صحت مند انسانوں میں ملتی جلتی (Similar) بیماری پیدا کرتی ہے۔“

اس نے مثال دیتے ہوئے کہا کہ بیلاڈونا سرخ بخار، پلٹیلا، خسرہ، ڈوسرا، کالی کھانسی اور یوپاٹوریم پرفولیئٹم، ڈینگی بخار سے شفا دیتی ہیں اور ان امراض کو صحت مند انسانوں میں پیدا کرتی ہیں۔ جسے مختصراً Similar Cures Similar یا Like Cures Like کہا جاتا ہے۔ اس نے مزید تجربات کے بعد 90 میڈیکل مادوں کو آزما کر 1820ء میں اپنے سابقہ موقف کو دوہرایا۔ اس نے یہ تمام تجربات بطور ایلوپیتھس کئے اور مزید وضاحت کی کہ مادی مقدار میں دوا جس مرض کو شفا دیتی ہے۔ اس مرض کو پیدا کرتی ہے۔ اس وضاحت سے اس نے ثابت کیا کہ ہر دوائی ایک مخصوص مرض پیدا کرتی ہے اور اسی سے مشابہ قدرتی مرض کو شفا دیتی ہے اور یوں اس نے مدر ٹنکچرز دوائیوں کے مخصوص (Specific) کردار کی وکالت کی اور انتخاب دوا کے راہ نما اصول کی بنیاد رکھی۔ اب قانون بلمثل شفا ”مادہ کا مادہ سے انٹرایکشن (Interaction) کا قانون ٹھہرا۔“

ہینی مین نے Proving سے اپنے ہم عصر ایلوپیتھس کو متوجہ کیا کہ رائج الوقت میٹریا میڈیکا کی معلومات قیاسی (فرضی)، حادثاتی اور مریضوں پر تجربات (Clinical) سے حاصل ہونے کی وجہ سے

ناقابل بھروسہ اور غیر یقینی ہیں جبکہ اس کے میٹریا میڈیکا پیورا کی معلومات انسانوں پر تجربات (Proving) سے حاصل کردہ، قابل بھروسہ اور یقینی نہیں۔ اس نے اکثر Proving مدر ٹنکچروں سے کین اور کوان کی ہلاکت خیزی سے بچنے کیلئے Dilute کیا اور ہلایا (Shake)۔ اور ان کو 2X یا 3X ڈائیلوشن (Dilution) میں استعمال کیا۔ Dilution نرمی (Gentle) سے مکس کرنے کیلئے ہلانا ہے جبکہ پوٹاینسی میں زوردار جھٹکے دیئے جاتے ہیں (Vigorous Shaking یا Succussion)۔

Dilution کا عمل آہستہ آہستہ پوٹاینسی میں ڈھلا ہے۔ پوٹاینسی کوئی نظریات دریافت نہیں بلکہ حالات کا دباؤ یا خیالات کے منطقی بہاؤ Circumstantial Compulsion یا Natural Flow of Reasoning کا نتیجہ ہے۔ نظریاتی دریافت یہ ہوتی ہے کہ "خیالات سے کسی میڈیم میں دوائی اثرات پیدا کئے جاسکتے ہیں یا نہیں"۔ اس بحث سے قطع نظر پوٹاینسی کی دریافت ایک Break Through واقعہ ہے اور پوٹاینسی میڈیسن ے علاج ہی ہومیوپیتھی کی پہچان ہے۔ ہومیوپیتھی کے راہ نما اصولوں میں یہی ایک مصدق دریافت ہینی مین کوامر کر گئی۔

پوٹاینسی کی دریافت (1825) سے سابقہ تجربات کے مشاہدات کی تصدیق ہوئی اور مزید ثابت ہوا کہ پوٹاینسی میڈیسن جن امراض کو شفا دیتی ہیں ان سے ملتے جلتے (Similar) امراض کو صحت مند انسانوں میں پیدا کرتی ہیں۔ یعنی مرض مادی وجہ ے پیدا ہوا ہو یا غیر مادی وجہ (جذبات) سے۔ ہر دو صورتوں میں پوٹاینسی میڈیسن شفا دیتی ہیں۔ اس دریافت سے ہومیوپیتھی کی حدود شفا (Limits) میں وسعت پیدا ہوئی اور ہومیوپیتھی بہت سے ممالک میں پھیلی۔

ہینی مین کو اچھی طرح علم تھا کہ پوٹاینسی میڈیسن میں کچھ مادہ نہیں اور ہو سکتا ہے کہ پوٹاینسی میڈیسن Faith Hearing ہو۔ اس نے اس تہمت سے بچنے کیلئے کہا کہ پوٹاینسی میڈیسن انرجی (Energy) ہیں۔ حالانکہ یہ نہ انرجی ہیں اور نہ مادہ۔ پوٹاینسی سے شفا واضح ہونے کے باوجود اپنی پریکٹس میں مدر ٹنکچر Dilution اور پوٹاینسی میڈیسن کو بیک وقت استعمال کر رہا۔ اس کا سب سے بڑا ثبوت بورک کا میٹریا میڈیکا ہے جس میں ان تینوں سطحوں کی میڈیسن کے استعمال کا بکثرت ذکر ہے۔ ہینی مین کو اچھی طرح احساس تھا کہ جب کسی عضو (Organ) کی کارکردگی کم ہو گئی تو اسے صرف مدر ٹنکچروں یا Dilution سے ہی بحال کیا جاتا ہے۔ ایسے ہی Deficiency سے پیدا امراض کو پوٹاینسی شفا نہیں دے

سکتی۔ اسی وجہ سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہومیوپیتھی کے دو چہرے (Faces) ہیں۔ ایک مدر ٹنکچرز کا اور ایک پوٹاینسی کا۔

پوٹاینسی بنانے کیلئے ایک قطرہ مدر ٹنکچرز میں 99 قطرے پانی اور الکحل کا مکسچر ملا کر زور دار جھٹکے دیئے جاتے ہیں اسکو 1C پوٹاینسی کہتے ہیں۔ IC پوٹاینسی کا ایک قطرہ لیکر اس میں 99 قطرے پانی الکحل مکسچر ڈال کر پھر 10 جھٹکوں سے 2C پوٹاینسی بنتی ہے۔ اسی 2C سے 3C اور دیگر پوٹینسیاں بنائی جاتی ہیں۔ 5C پوٹاینسی میں کوئی ایسی مادی مقدار نہیں ہوتی جو جسم میں Physiological تبدیلی کر سکتے ہیں اور اگر پوٹاینسی بنانے کے عمل کو اسی طرح جاری رکھ کر 12C پوٹاینسی بنائی جائے تو اس میں ایک مالیکیول (Molecule) مادہ نہیں ہوتا۔ اس تفصیل کو نیچے دیئے Table میں ملاحظہ فرمائیں۔

TABLE

بڑھتی پوٹاینسی — کم ہوتے ایٹمز (Atoms)

مثال: سلفر — اٹامک وزن 32 گرام — سلفر Density = 2.07

32 گرام سلفر میں ایٹموں کی تعداد (Avogadro Numbers) 6.022×10^{23}

1 ملی لیٹر (ml) سلفر کا وزن = 2.07 گرام

Dilution کرنے کیلئے حجم استعمال ہوتا ہے۔ اس وجہ سے سلفر کے وزن کو حجم میں تبدیل کیا۔

1 mg سلفر میں ایٹموں کی تعداد $= \frac{6.022\times10^{23}}{1000\times32}$

$= 0.188 \times 10^{20}$

2.07 mg = 1 ml سلفر میں ایٹموں کی تعداد $= 0.188 \times 10^{20} \times 2.07$

$= 0.39 \times 10^{20}$

پوٹاینسی	100 گنا تقلیل (Dilution)	100 ml میں ایٹموں کی تعداد	1 ml میں ایٹموں کی تعداد
1 C	1 ml سلفر + 99 ml پانی	0.39×10^{20}	0.39×10^{18}
2 C	1 C سلفر کے 1 ml + 99ml پانی	0.39×10^{18}	0.39×10^{16}
3 C	2 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	0.39×10^{16}	0.39×10^{14}

0.39×10^{12}	0.39×10^{14}	3 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	4 C
0.39×10^{10}	0.39×10^{12}	4 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	5 C
0.39×10^{8}	0.39×10^{10}	5 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	6 C
0.39×10^{6}	0.39×10^{8}	6 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	7 C
0.39×10^{4}	0.39×10^{6}	7 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	8 C
0.39×10^{2}	0.39×10^{4}	8 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	9 C
0.39×1	0.39×10^{2}	9 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	10 C
0.0039	0.39×1	10 C سلفر کے 1 ml + 99 ml پانی	11 C
10 C میں ایک ایٹم سے کم مادہ / سلفر رہ گیا۔ 10 C میں کوئی مادی شے موجود نہیں۔			

ایک جھٹکے (Rough) طریقے سے ایٹوں کی تعداد کا حساب لگانا آسان ہے۔ ہر شے کے مالیکیولر وزن (ایوگاڈرو نمبر) میں ہمیشہ 6.022×10^{23} ایٹم ہوتے ہیں۔ ہر پوٹینسی 100 گنا (100 Times) تقلیل (Dilute) کرکے بنائی جاتی ہے۔

لہٰذا	1 C میں ایٹوں کی تعداد	6.022×10^{21}
	2 C میں ایٹوں کی تعداد	6.022×10^{19}
	11 C میں ایٹوں کی تعداد	6.022×10^{1}
	12 C میں ایٹوں کی تعداد	0.6022

چونکہ 0.6022 ایک سے کم ہے لہٰذا 12 C میں کوئی مادی شے نہیں۔

اس طریقے میں شے کے مالیکیولر وزن اور ڈینسٹی کو نظر انداز کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے یہ Rough ہے۔ ہم نے اس کتاب میں اسی طریقے سے حاصل Data کو استعمال کرتے ہوئے کہا کہ 12 C میں کوئی مادی جز نہیں ہوتا۔

27 ہومیو پیتھک میچنگ — رونا

یقین اور تک بندی کا امتزاج

عام فہم زبان میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہومیو پیتھی مریض کی علامات کا دوا کی علامات سے میچ کرنا ہے۔ یہ پرکشش تعریف بہت سوں کو ہومیو پیتھی کی تعلیم / ڈپلومہ کے حصول کی طرف راغب کرتی ہے اور ہر راغب یہ سمجھتا ہے کہ میچنگ بڑا آسان کام ہے اور اس تعلیم کیلئے انسانی اناٹومی، فزیالوجی، نفسیات، غذا، موسم، ماحول اور سائنسی علوم کا حاصل کرنا اتنا ضروری نہیں اور دوران تعلیم ان ذیلی شعبہ جات کو نظر انداز کر کے صرف میچنگ علامات بیماری اور دوا پر توجہ رکھ کر ڈپلومہ تو آسانی سے حاصل کر لیتا ہے لیکن عملی زندگی میں یہی میچنگ اس کیلئے K-2 سر کرنے کی طرح مشکل ہو جاتی ہے۔ ہر ہومیو پیتھ ان مشکلات سے آگاہ ہے لیکن اس لاینحل مسئلے پر نہ بات کرتا ہے نہ لکھتا ہے کہ مبادا اس کی کم علمی عیاں ہو جائے۔ اس مضمون میں ان مسائل کی نشان دہی کی جا رہی ہے جو میچنگ یا انتخاب دوا کے سلسلے میں پیش آتے ہیں۔ جن میں کچھ کا تعلق ہینی مین دور سے ہے اور کچھ کا ہمارے زمانے سے۔

ہینی مین دور اور اب بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ بیماری ایک زہر ہے اور اس کا تریاق Antidote بھی ایک دوسرا زہر۔ ہینی مین وہ پہلا شخص ہے جس نے کہا کہ تریاق ثابت کرنا ایک مشکل کام اور قیاسی عمل ہے (اس وقت کیمسٹری اتنی ترقی یافتہ نہیں تھی کہ بیماری اور دوا کے تجزیے سے یہ تعلق ثابت کر سکتی ہے لیکن اب یہ ممکن ہے اور ہم یہ کرنے سے ہچکچا رہے ہیں) اگر یہ کر لیا جائے تو تجزیاتی شہادتوں سے ہینی مین کے قانون بلمثل شفا کی تصدیق یا تردید ہو سکتی ہے۔ ہینی مین نے کہا کہ اسکی دریافت سے بیماری اور دوا کا تریاقی تعلق علامات سے ہو سکتا ہے جو کہیں آسان ہے۔ کیمیکل تریاق، مدر ٹنکچرز سے مادی بیماری کا خاتمہ، مادی عملیات ہیں لیکن پوٹاینسی دریافت کے بعد یہی قانون مادی بیماری کا غیر مادی پوٹاینسی میڈیسن پر بھی لاگو رکھا گیا۔ میٹریا میڈیکا کی معلومات، مادہ سے مادہ کا انٹر ایکشن ہے جبکہ اب ہم مادی بیماری کے علاج کیلئے

غیر مادی پوٹاینسی ادویات کیونکر استعمال کر کے شفا حاصل کر سکتے ہیں؟ مادی پر وونگ اور پوٹاینسی پر وونگ ایک ہی چیز نہیں، بڑی آسانی ے سمجھ میں آنے والی مثال کھانے کے نمک اور پوٹاینسی نیٹرم میور ہیں۔

بلمثل قانون شفا میں بیماری اور دوا کا 100% یکساں ہونا نہیں بلکہ کچھ علامات مرض کا دوا کی کچھ علامات سے مشابہ ہونا ضروری ہے لیکن یہ وضاحت نہیں کہ کتنی علامات بیماری، کتنی علامات دوا سے مشابہ ہوں تو شفا ہو گی۔ جس کا مطلب ہے کہ چند علامات کو شفا ہو جائے گی اور باقی ماندہ علامات کیلئے مزید ایک اور دوائی لینا پڑے گی اور یہ سلسلہ اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک مکمل شفا نہ ہو جائے۔ یعنی ایک مرض کیلئے کئی ادویات لینی پڑیں گی، اور یہ ہینی مین کے قانون "ایک مرض ایک دوا" کی نفی اور تضاد ہے۔ ہم سب آگاہ ہیں کہ ہمیں ایک مریض کو کئی کئی ادویات دینی پڑتی ہیں۔ بعض اوقات ایک علامت کی مشابہت سے ہی شفا ہو جاتی ہے اور بعض اوقات تمام علامات کی یکسانیت کے باوجود شفا کوسوں دور رہتی ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ انتخاب دوا یا میچنگ کے قانون میں ضرور کوئی ایسی کمی ہے جس کی وجہ سے بعض اوقات بہترین منتخب کی گئی دوا کام نہیں کرتی۔ Proving سے حاوا امراض (Acute Diseases) کی علامات پیدا ہوتی ہیں۔ ابتداء میں سب حاوا امراض کی علامات ایک سی ہی دِکھتی ہیں اور کوئی دوا تجویز کرنا مشکل ہوتا ہے اور مریض کو بہلانے کیلئے سادہ گولیوں سے کام چلایا جاتا ہے۔ اور جب ایک مخصوص علامت ظاہر ہو جاتی ہے جس سے دوا 100% یقین سے انتخاب کی جاسکے تو شفا بھی یقینی ہو جاتی ہے۔ مخصوص علامت کی غیر موجودگی میں انتخاب دوا غیر یقینی ہی رہتا ہے کیونکہ ہر بیماری میں جسمانی علامات کم و بیش ایک سی ہی ہوتی ہیں جن کیلئے ہر Rubric کے تحت کئی ادویات سے درست دوا کا انتخاب صرف "تک بندی" ہی ہے۔ اس پس منظر سے مخصوص علامت کیلئے مخصوص دوا کا تصور ابھرا۔

تمام انسانوں کی فزیالوجی ایک ہی طرح کام کرتی ہے۔ سب کا نظام ہضم، نظام تنفس اور نظام اخراج وغیرہ ایک ہی طرح کام کرتا ہے لیکن تمام انسانوں کے مزاج (Emotions) اور جسمانی ساخت (Constitution) پر بیماری کے اثرات سے ان کا طرز عمل، سلوک اور برتاؤ (Behaviour) دوسروں سے مختلف ہو جانے سے ان کی فزیالوجی کی تبدیلی سے عجیب اور مخصوص علامات ظاہر ہوتی ہیں (دیکھئے ہمارا مضمون "جذباتی ذہانت سے فزیالوجی میں بیماریوں سے تحفظ") اور مخصوص علامات سے مناسب دوا کا انتخاب آسان ہو جاتا ہے۔

ہینی مین کیلئے انتخاب دوا آسان تھا۔ وہ اپنے وقت کا جیّد عالم طب تھا۔ اس نے اکثر ادویات خود Prove کی تھیں اور ان کی علامات اسے ازبر تھیں۔ اس کی دانش اور تجربہ اس کا راہ نما تھا۔ اس کے علاوہ وہ سمجھتا تھا کہ اس کے دور کے اکثر امراض اس وقت کے میڈیکل مادوں کے سائیڈ ایفکٹس (Side Effects) تھے۔ وہ چند سوالوں کے جواب اور معائنے سے یقین سے درست دوا کا انتخاب کر لیتا تھا لیکن اب علم بہت وسیع ہو چکا ہے ہم میں سے کسی نے خود Proving سے کچھ نہیں سیکھا۔ اب سارے علم کا احاطہ کرنا اور یاد رکھنا مشکل ہے اسی طرح بیماریوں کی تعداد اور اناٹومی اور فزیالوجی کے علم میں وسعت سے انتخاب دوا بہت مشکل ہو گیا۔ اس کے علاوہ دوائیوں کی تعداد بڑھ چکی ہے۔ اب کتابوں اور حوالہ کتب کی تعداد (Reference Books) بہت بڑھ چکی ہیں۔ اس پر مستزاد ہماری تعلیمی اور تجرباتی بنیادیں بہت کمزور ہیں۔ اس وجہ سے انتخاب دوا یا میچنگ جھٹ پٹ (Snap) کرنا دشوار تر ہو گیا ہے۔

ہر بیماری کے اثرات تین سطحی ہوتے ہیں یعنی بیماری (1) جذبات (2) سارے جسم (3) کچھ مخصوص اعضاء (Organs) کیلئے خاص تعلق (Affinity) رکھتی ہیں۔ اسی طرح ہر دوا بھی انسانی شخصیت کو تین سطحوں پر متاثر کرتی ہے۔ ہر دوا (1) جذبات (2) سارے جسم (3) کچھ مخصوص اعضاء کو خاص کر متاثر کرتی ہے جس سے واضح ہوا کہ ہر دوا کچھ خصوصی علامات پیدا کرنے کی وجہ سے دوسری دوائیوں سے واضح شناخت رکھتی ہے۔ میٹریا میڈیکا میں دی گئی ادویات کی علامات ایک دوسرے سے کافی ملتی جلتی ہیں اور ان سے انتخاب دوا میں کوئی خاص مدد نہیں ملتی۔ اس وجہ سے اگر خاص علامات نہ ہوں تو صرف جسمانی علامات کی بناء پر انتخاب دوا صرف ٹامک ٹوئیاں ہی ہوتا ہے۔

ان حقائق کو دیکھتے ہوئے ہومیوپیتھی کے عظیم استادوں نے گذشتہ 150 سالوں میں انتخاب دوا (میچنگ) کے عمل کو آسان بنانے کیلئے کئی طریقے دریافت کئے ہیں۔ کسی بھی ایک طریقے سے ہر مرض کیلئے درست انتخاب ممکن نہیں۔ مرض کی مناسبت سے کسی ایک یا دو طریقوں سے دوا کا درست انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ ان میں کچھ طریقوں سے ایک مخصوص علامت سے ایک مخصوص دوا کے انتخاب کو اوّلین ترجیح دی جاتی ہے اس سے انتخاب 100% درست اور شفا بھی یقینی ہوتی ہے۔ تشخیصی اور انتخابی عمل جھٹ پٹ (Snap) ہو۔ ہم نے ہومیوپیتھی کے لٹریچر کی ورق گردانی سے اندازہ لگایا ہے کہ قریباً 3000 ایسی علامات ہیں جو "ایک علامت ایک دوا" کے فلسفے پر پورا اترتی ہیں۔ ان میں مزمن امراض (اعضاء رئیسہ

کے امراض) اور شدید حاد امراض (جو کئی علامات کا مجموعہ ہوتے ہیں اور ایک علامت ایک دوا کے فلسفے پر پورا نہیں اترتے۔ بلکہ ان کیلئے "ایک بیماری ایک دوا" کے نکتہ نظر سے مزید کام کر کے مناسب دوائیاں منتخب کرنے کی ضرورت ہے) شامل ہیں۔ اگر مزمن امراض اور حاد امراض کیلئے ایک بیماری ایک دوا کے نکتہ نظر سے مناسب دوائیوں کا انتخاب کر لیا جائے تو ہو سکتا یہ تعداد 4000 ہو جائے۔ یہ وہی تعداد ہے جو واٹر کینن نے دریافت کی۔ اس نے کہا جسم میں 4000 ایسے دفاعی مقامات (Immunity Centers) ہیں یہاں بیماری اثر کر کے علامات پیدا کر کے خون میں تبدیلیاں پیدا کرتی ہے۔

(مزید تفصیل مضمون "نازک توازن (Homeostasis) میں مطالعہ فرمائیں۔)

یوں یہ 4000 دفاعی سینٹرز اور ہینی مین کی علامات ایک ہی مشاہدے کے دو نام ہیں۔ ایلوپیتھس ان کو Homeostasis کہتے ہیں جو خون کی کیمسٹری بدلتے ہیں جبکہ ہومیوپیتھس ان کو علامات کہتے ہیں۔ ان دو مکتب طب کے ملنے کا ایک مقام اتصال دریافت ہو گیا ہے۔ اگر مخصوص علامات میسر نہ آ سکیں تو بیماری کی تشخیص کر کے چند مخصوص ادویات کے گروپ سے انتخاب نسبتاً آسان ہو جاتا ہے۔

اگر مکمل علامات (Totality of Symptoms) معلوم ہو جائیں تو ریپرٹری (Repertory) کی مدد سے کافی حد تک درست میچنگ ممکن ہو جاتی ہے۔ اگرچہ ہر ایسی کوشش سے کئی مماثل ادویات سامنے آئی ہیں لیکن کوشش اور غلطیاں کر کے سیکھنے سے درست دوا کا انتخاب کیا جا سکتا ہے۔ یہ طریقہ انتخاب مستند اور قابل بھروسہ سمجھا جاتا ہے۔ اس سے بہتر طریقے کا ابھی انتظار ہے۔ اس طریقہ انتخاب دوا کا ذکر ایک علیحدہ باب بعنوان "مکمل علامات" میں کیا جا رہا ہے۔ ان تین طریقوں کے علاوہ بعض اوقات ایسے مریضوں سے واسطہ پڑتا ہے جو ایک بیماری یا ایک علامت کے دفع ہونے کیلئے دوا کے طلب گار ہوتے ہیں لیکن ان کے پاس مزید علامات یا معلومات نہیں ہوتیں اور اکثر کہتے ہیں کہ "غور نہیں کیا" ایسے مریضوں کیلئے انتخاب دوا "تک بندی" سے کیا جاتا ہے۔ جو کبھی کامیاب اور کبھی ناکام ہو جاتا ہے۔
اب ایک علامت ایک دوا کے طریقہ کی مزید وضاحت کیلئے چند مثالیں وضاحت کیلئے دی جا رہی ہیں۔

ایک علامت ایک دوا

(A) مخصوص جذباتی(Emotions)علامات سے انتخاب دوا

1. اجنبیوں سے بات کرتے لکنت (Stramonium)
2. پڑھنے لکھنے کو دل نہ کرتا ہو۔ (Nux Vomica)
3. بچے ٹیڑھا میڑھا لکھتے ہوں (Colchicum)
4. غصے میں تیز تیز بات کرتا ہو۔ (Anacardium)
5. امتحان / انٹرویو / تقریر کرنے کے خوف سے بخار اور دیگر امراض (Gelsemium)

(B) مخصوص جسمانی علامات

1. نہانے سے بخار یا مرض میں اضافہ Anti-crude
2. گرم سے سرد یا سرد سے گرم ہونے سے بیماریاں Rhustox + Bryonia
3. پاؤں سے گھٹنوں تک جسم ٹھنڈا Silicea
4. کھانے کے بعد سستی Phosphoric Acid
5. نبض کی دھڑکن کانوں میں سنائی دے۔ Anti-tart

(C) مرض دبنے(Suppression) کی علامات

1. غصہ ضبط کرنے سے بیماریاں Bryonia
2. جلدی امراض دبنے سے جگر خراب Causticum
3. صدمات خاموشی سے برداشت کرنے سے امراض Ignitia
4. لیکوریا دبنے سے بواسیر Ammonium Mure
5. گناہ کے پچھتاوے سے پیدا امراض Cyclamen

(D) تحفظ امراض(Prophylaxis)

1. اپنڈکس سے روکنے کیلئے Psoranium
2. خسرہ روکنے کیلئے Morbillinum

3. ملیریا روکنے کیلئے	Eupatorium
4. بسہری (Whiteow) روکنے کیلئے	Silicia
5. Tonsilitis روکنے کیلئے	Barytacarb + Psoranium

(E) عضلات کی بیماریاں (Organ Specifics)

1. Uterus کی کمزوری کا تانک	Aletris Farinosa Q Helonias Q Cimicifuga Q
2. تلوں (Soles) میں (Corn) چندیاں	Anticrud
3. دل کا ٹانک	Crategus Q + Cactus Q Arjuna Q
4. بواسیر یا حیض کا خون روکنے کیلئے	Millefolium Q Trillium Q Hamamelis Q Ustaligo Q
5. گردوں کے امراض کیلئے	Solidago Eel Serum Vesicaria

(F) وجوہات مرض (Causation)

1. غصے سے بدہضمی	Colosynth
2. Catheter لگنے کے بعد	
a) بخار	Petroselinum
b) پیشاب میں خون	Arnica
c) غیر ارادی پیشاب کا اخراج	Mag. Phos
3. جنسی اعضا سوکھے ہوئے۔	Ignitia
4. سٹول کے بعد نظر کمزور، آنکھیں بند کرنے سے سکون	Gelsemium

(G) انوکھی۔ عجیب علامات (Rare Symptoms)

1. جھکنے سے نزلہ زیادہ بہنے لگے	Kali Carb

2. Exciting News سے سٹول کی خواہش	Gelesmium
3. تھوکنے سے متلی	Ledum
4. کھانا شروع کرنے سے بھوک ختم	Silicea
5. کھانا شروع کرنے سے بھوک بحال	China

(H) بیرونی استعمال کیلئے

1. زخموں سے بہتے خون کو روکنے کیلئے	Calendula Q
2. آگ میں جھلس جانے کے بعد پانی میں ملا کر لگانے کیلئے	Canthris Q
3. کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے کے بعد لگانے کیلئے	Ledum Pal Q
4. سرجری بعد۔ زخموں کو مندمل کرنے کیلئے	Staphysgaria Q
5. ریکٹم فشر۔ بواسر مسوں پر لگانے کیلئے	Ratanhia

(I) مثبت کاموں کیلئے

1. عورتوں کے چہرے پر بال صاف کرنے کیلئے	Oleum Jecorus
2. لڑکیوں میں شادی کی خواہش کم کرنے کیلئے	Causticum
3. تیل میں ملا کر کالے بال کرنے کیلئے	Jacorandi Q
4. قد لمبا کرنے کیلئے	Barytacarb Medorinum
5. رنگت صاف کرنے کیلئے	Iodium Causticum Lycopodium

اوپر دیئے گئے طریقوں کی بنیاد ”ایک علامت ایک دوا“ کے فلسفے کے گرد گھومتی ہے۔ یہ وہ علامات ہیں کہ اگر ان کا علاج نہ بھی کیا جائے تو زندگی کسی لاچاری اور بستر پر لیٹے بغیر بھی گزر جاتی ہے۔ مریض ان علاماتِ تکلیف کیساتھ زندہ رہنا سیکھ لیتے ہیں۔ یہ وہ علامات ہیں جن کا علاج ہومیو پیتھی کے علاوہ کسی اور کے پاس نہیں حتیٰ کہ عوام ایسی علامات سے چھٹکارے کیلئے ہمارے پاس خود ہی آتے ہیں۔ یہ ہومیو پیتھی کا روشن چہرہ ہے۔ ہومیو پیتھی میں میچنگ وہاں مسئلہ بنتی ہے جہاں ایک علامت کیلئے ایک دوا نہ ہو۔ روزمرہ کے حاوا امراض (Acute Diseases) کیلئے دوا میچ کرنا ایک سنگین اور پیچیدہ مسئلہ ہے جس

کیلئے ایک علامت تو کیا بہت سی علامات سے بھی میچنگ آسانی سے نہیں ہو سکتی۔ حاد امراض کئی علامات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ہر علامت کیلئے متعدد ادویات ایک Ruberic کے نیچے جمع ہوتی ہے اور ہر علامت سے ری پرٹری کی مدد سے جب میچنگ کی جاتی ہے تو متعدد ادویات بلمثل نکل آتی ہیں۔ ری پرٹریوں میں ایک حاد امرض کو توڑ کر مختلف علامات کے Ruberic میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ ہم ان سب علامات کو پھر نئے سرے سے جوڑ کر ایک دوائی کی تلاش کرتے ہیں اور جب اس کوشش میں متعدد دوائیاں نکلتی ہیں تو ان کو میٹریامیڈیکا کی علامات سے میچ کرتے ہیں۔ لیکن یہ پکچر میٹریامیڈیکا کی کسی دوائی سے میچ نہیں کرتی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ مرض اتنے سادہ نہیں جتنے لٹریچر میں دکھائے جاتے ہیں۔ اب مرض بہت پیچیدہ اور ایک کیا کئی ادویات کی مشترکہ حدود سے بھی تجاوز کر رہے ہیں۔ جب یہ ہومیو لٹریچر تصنیف کیا گیا اس وقت بیکٹریا، وائرس اور فنگس کا تصور ناپید اتھا۔ اب ہر موسم میں نئے نئے سے وائرس اور نئی نئی علامات سے واسطہ پڑتا ہے۔ جن کا ہمارے لٹریچر میں وجود نہیں۔ لہٰذا اس ضرورت کو پورا کرنے کیلئے مختلف وائرسوں اور بیکٹیریاز سے نئی پوٹینسی ادویات بنانی چاہئیں تاکہ کہ حاد امراض کا کامیابی سے مقابلہ کیا جاسکے۔ ہمیں کسی نئے ہینی مین کے انتظار میں نہیں رہنا چاہیے بلکہ خود ہینی مین بننا چاہیے اور اپنے دور کے مسائل خود حل کرنے چاہئیں۔

حاد امراض کے علاوہ بعض مریض ایک ایسی علامت کو دفع کرنے کیلئے دوا کے طلب گار ہوتے ہیں جن کیلئے ایک نہیں کئی ادویات ہوتی ہیں اور فیصلہ کرنا مشکل ہوتا ہے کہ کونسی دوا دی جائے ایسے حالات میں "تک بندی" سے کام لینا پڑتا ہے جو کبھی کامیاب ہو جاتی ہے اور کبھی ناکام۔ مثلاً

مسوڑھے یا ایک مسوڑھا سوجھا ہوا ہے۔

یا زبان کی Tip میں جلنے کا احساس۔

یا آنکھیں خود بخود بند ہو رہی ہیں۔

یا باتیں کرتے ہوئے زبان کٹ جاتی ہے۔

یا کمر درد / گردن کو کسی کیفیت (Modality) سے آفاقہ نہیں ہوتا۔

یا بخار / کھانسی / نزلے / قے روکنے کیلئے

جب مریض سے مزید معلومات نہیں ملتیں تو علاج "تک بندی" سے کرنا معیشت کی ضرورت بن جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے ایک حاوامرض ایک دوا یا ایک تکلیف ایک دوا، کا حل جہاندیدہ صاحبان علم کے پاس ہو۔ وہ حل ان کے ساتھ ہی دفن ہو جائے گا۔ ہمیں چاہیے کہ اپنے علم کو دوسروں تک پہنچائیں۔ اہل مغرب کی ہم سے برتری کی بہت سی وجوہات میں سے ایک ان کی علم دوستی اور علم پھیلانے کی کی عادت ہے۔ ہمیں بھی چاہیے کہ اپنے سینے میں مدفون رازوں کو دوسروں تک پہنچائیں۔ ہومیوپیتھی ایک ناتراشیدہ ہیرا ہے۔ اس کی وقت کے مطابق تراش خراش اور پالش ہونا ضروری ہے۔ آگے بڑھیے اور اپنے علم کو دوسروں سے Share کیجئے۔

28 مکمل علامات (TOTALITY OF SYMPTOMS)

سنکونا بارک اور دیگر 26 میڈیکل مادوں کو صحت مند انسانوں پر آزمانے (Prove) کے بعد ہینی مین کے انکشاف نے طبی دنیا میں بھونچال پیدا کر دیا کہ "جو میڈیکل مادے کسی بیماری کو شفا دیتے ہیں۔ وہی میڈیکل مادے صحت مند انسانوں میں ویسی ہی ملتی جلتی (بلمثل) بیماری پیدا کرتے ہیں۔" یعنی اب انتخاب دوا آزمائی ہوئی ادویات سے مریض کی علامات سے Match کر کے کیا جا سکتا ہے۔ ہینی مین خوش تھا کہ اس نے بیماری، دوا اور شفا کا تعلق دریافت کر لیا ہے۔ اور نئے طریقہ علاج کی حدود قیود (Limitation and Scope) بھی اسی نے دریافت کرنی ہیں۔ اس نے اس ذمہ داری کو احسن طریقہ سے نبھایا۔ اس نے آزمائی ہوئی ادویات کو پریکٹس میں استعمال شروع کر دیا اور ساتھ ہی ساتھ نئی ادویات کی Proving جاری رکھی۔ اس کی پریکٹس کامیاب تھی لیکن ناکام شفاؤں پر غور کے بعد اس نے محسوس کیا کہ تمام 100 آزمودہ دوائیوں سے دنیا کی لاتعداد بیماریوں کا علاج ناممکن ہے۔ اگر ایک بیماری کیلئے ایک آزمودہ دوا ہو تو لاتعداد بیماریوں کیلئے بے شمار آزمائی ہوئی دوائیوں کی ضرورت ہو گی۔ بہت سوچ بچار کے بعد اس نے نیا ترمیم شدہ قانون یوں بیان کیا کہ "جو میڈیکل مادے ایک قدرتی مرض کی علامات کو شفا دیتے ہیں وہی میڈیکل مادے صحت مند انسانوں میں ملتی جلتی بیماری (بلمثل بیماری) کی علامات پیدا کرتے ہیں۔" یوں اس نے علامات کا اضافہ کر کے قانون شفا میں وسعت پیدا کر کے تمام امراض کی شفا کا راستہ کھول دیا۔ ہینی مین مطمئن تھا کہ کچھ کیے بغیر ہی اب تمام امراض کو اس کی آزمائی ہوئی ادویات سے شفا ملے گی، لیکن ناکام شفائیں اس کا پیچھا کرتی رہیں۔

مزید غور و خوض اور اپنے دوست/شاگرد بوننغ حسین (Boenning Hausen) سے مشورے کے بعد قانون شفا میں مزید ترمیم کی کہ مریض کی تمام علامات کا (Totality of symptoms) آزمائی ہوئی دوا کی 7 شرائط سے بلمثل ہونا ضروری ہے یعنی:

1. مریض کی جسمانی ساخت (Constitutional Symptoms)
2. مریض کی مخصوص علامات (Characteristics Symptoms)
3. مریض کے اعضا کی علامات (Location of Disease)
4. وجہ مرض (Causation of Disease)
5. مرض میں کمی پیشی بہ لحاظ وقت(Time Modality)
6. مرض میں کمی پیشی بہ لحاظ حالات (اپنے اٹھنے، بیٹھنے، لیٹنے، سونے وغیرہ کی علامات) (Circumstances Modality)
7. لازم وملزوم علامات (Concomitant symptoms)

ان شرائط پر دوا اور مریض کی علامات Matching کے باوجود بھی ناکامیاں جاری رہی ہیں۔ مزید سوچ بچار کے بعد ہینی مین نے کہا کہ جب تک میازم (Miasm) کی باقیات (Residual Symptoms) سے نجات نہیں ملے گی، کوئی شفا ممکن نہیں ہو گی۔ اس نے 3 میازم سے نجات کیلئے معلوم ادویات کو 3 حصوں میں تقسیم کر کے کہا کہ ہر مرض کی شفا سے پہلے مریض میں میازم کی شناخت سے ان 3 میازم کا علاج ضروری ہے۔

3 میازم یہ ہیں:

- سورا (Psora)
- سائی کوسز (Sycosis)
- سفلس (Syphilis)

اب ڈیڑھ صدی گزرنے کے بعد بھی ناکامیاں، ہومیوپیتھی کا منہ چڑاتی ہیں۔ اب انتخاب دوا کیلئے لاتعداد کتب حوالہ جات لکھی جا چکی ہیں۔ کئی طرح کی Repertories اور کمپیوٹر کی سہولت کے باوجود، بہت سے امراض کیلئے ہومیوپیتھی سے شفا ممکن نہیں۔

ہینی مین کے بعد آنے والوں نے قانون شفا کو بہتر بنانے کیلئے کہا کہ ادویات کا بھی انسان کی طرح مزاج ہوتا ہے۔ گرم مزاج مریضوں کیلئے گرم دوائیوں میں سے منتخب کرنا چاہیے اور سرد مزاج مریضوں کیلئے سرد دوائیوں میں سے انتخاب ہونا چاہیے۔ لیکن اس اضافے کے بعد بھی ناکامیاں اسی طرح ہیں جیسے پہلے دن تھی۔

"قانون بلمثل شفا" کا تعلق علامات مرض اور علامات دوا سے ہے۔ علامات کے بعد ہینی مین نے بیماری بارے کہا کہ "قدرتی بیماری اور دوا کی بلمثل بیماری" کا آپس میں تعلق یکساں چارج والے دو

مقناطیسوں جیساہے جو ایک دوسرے کو بھگا(Repel) کر شفا دیتی ہیں۔ لیکن موجودہ سائنس نے یہ ثابت کیاہے کہ بیماری اور دواایک دوسرے کو کیمیکل، بائیولوجیکل اور سائی کولوجیکل طریقوں سے، متضاد اثرات سے تباہ کرتی ہیں۔ یعنی بیماری اور دوا کا تعلق Dynamic یا انرجی (Energy) کا نہیں بلکہ سراسر مادی عملیات (Material Reactions) سے ہے۔ یعنی دوا، بیماری کو متضاد اثرات سے ختم کرتی ہے۔ علامات، بیماری کا پہلا سرا ہے ۔ بیماری اعصاب سے ہوتی ہوئی، اینڈوکرائنیل گلینڈز، خون سے اعضا (Tissue, Organاورcell)تک پہنچتی ہے۔ یعنی اعصاب بیماری کی ابتدااور اعضا آخری سراہیں۔ جبکہ بیماری اور دوا کی جنگ خون میں لڑی جاتی ہے۔ ہینی مین کے دور میں اس تفصیل کا علم محدود ساتھا۔ اس وجہ سے ہینی مین نے صرف مرض کی ابتدا کا ذکر کیاہے اور بیماری سے متاثرہ دیگر اہم کرداروں کو نظر انداز کیا۔ لیکن اگر ایک نظر مکمل علامات(Totality of symptoms) کی طرف کریں تو صاف نظر آتاہے کہ ان 7 شرائط کا تعلق اعصاب، گلینڈز، خون اور اعضا کی طرف ہے اور یوں ہینی مین کی مکمل علامات، کا تعلق بیماری کے تمام متاثرہ اعضاسے ہے اور ہمیں ہینی مین کے فکر کی درستگی پر اس کو داد دینی چاہیے۔

ہینی مین نے قانون بلمثل شفا کا اعلان بڑی دھوم دھام سے کیا تھا لیکن کامیابیوں اور ناکامیوں کے پس منظر میں اس نے اس قانون میں کئی اضافے کیے جس سے لگتاہے کہ قانون کے بیانیے میں کچھ خامیاں رہ گئی تھیں۔ اگر ہم آخری اضافے مکمل علامات "Totality of symptoms" پر غور کریں تو معلوم ہو گا اور ہمارا سب کا تجربہ ہے کہ ان 7 شرائط پر عمل کرنے سے انتخاب دوا مزید مشکل اور دقت طلب ہو گیاہے۔ ہمارے پاس مریضوں کی اکثریت فوری تشخیص اور مناسب دوا کی طلب گار ہوتی ہے۔ جبکہ ان شرائط کو پورا کرنے میں وقت لگتاہے۔ عملی زندگی میں ہمارے پاس 4-3 قسم کے مریض آتے ہیں۔ پہلی قسم ان مریضوں کی ہے جن میں مرض صرف اعصاب (Nerves) اور گلینڈز (Glands) تک پہنچا ہوتا ہے اور سارا جسم مبتلا مرض نہیں ہوا ہوتا۔ ایسے مریضوں کا تعلق حادثات (Emergency) سرجری سے پہلے اور بعد (First Aid)، چک (Sprains)، کمر درد، زیادہ وزن اٹھائے لے جانے، A/C سے گرم ماحول اور گرم جگہ سے A/C میں جانے انوکھی علامات (Rare Symptoms)، مخصوص علامات (Specific Symptoms) ایک علامت ایک دوا، جذباتی / ذہنی (Mental) علامات، اخراجات کی

بندش، حیض، لیکوریا وغیرہ سے ہوتا ہے۔ ان کیلئے مخصوص (specific) ادویات ہیں اور ان تمام کا علاج 100٪ یقین کے ساتھ جھٹ پٹ تجویز دوا (Snap Prescriptions) سے ہم سب کرتے ہیں۔ ان کیسز (Cases) میں Totality of Symptoms کی شرائط کو نظر انداز کر کے نسخہ نویسی ثابت کرتی ہے کہ Totality of Symptoms کا ان کیسز میں سرے سے کوئی کردار نہیں ہے اور یہ پابندی اس وقت کرنی ضروری ہے جب سارا جسم مبتلا مرض ہو۔

دوسری قسم کے مریض پیٹ، سانس کی نالیوں، ناک، منہ، کان، آنکھ، پیشاب، ریکٹم، ہاتھ پاؤں، ناخنوں، بخار، جلدی امراض، حیض، لیکوریا کی انفیکشن سے ہوتا ہے۔ انفیکشن کی خون میں موجودگی کی وجہ سے بخار ہوتا ہے۔ گزشتہ ڈیڑھ صدی کے تجربات اور مشاہدات سے اب ایسی اینٹی انفیکشن ادویات کی شناخت کر لی گئی ہے۔ جن سے ہر طرح کی انفیکشن کا علاج تقریباً 100% یقین کے ساتھ ایک دو سوالات پوچھ کر کر لیا جاتا ہے۔ بعض اوقات نسخہ دوبارہ بھی لکھنا پڑتا ہے لیکن تجویز نسخہ میں کسی Totality of symptoms کو خاطر میں نہیں لایا جاتا۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ پابندی غیر ضروری ہے۔

تیسری قسم کے مریضوں میں انفیکشن خون سے گزر کر اندرونی اعضا تک پہنچ چکی ہوتی ہے۔ تمام اندرونی اعضا (دل، جگر، پھیپھڑے، گردے، آنتیں، معدہ، تلی اور پتہ وغیرہ) دماغ (ذہن) سے منسلک ہونے کی وجہ سے بیماری کی آمد کے سگنلز ان اعضاء تک پہنچتے ہیں۔ لیکن بہت کم اعضا Afferent Nerves کے ذریعے دماغ سے جڑے ہیں، اس وجہ سے بیماری کے سگنلز، علامات تکلیف دماغ تک بذریعہ Afferent Nerves نہیں پہنچتی اور یوں مرض اندر ہی اندر بڑھتا رہتا ہے۔ اور مریض اور ڈاکٹر کو (علامات کی غیر موجودگی کی وجہ سے) ان اعضا کی بیماری کا علم نہیں ہوتا۔ یہی اعضا علیحدہ علیحدہ آبی جھلیوں (Mucous Membrane) میں لپٹے ہوئے ہیں اور دونوں طرح کے اعصاب سے دماغ سے جڑے ہوئے ہیں، اور یوں ان جھلیوں سے سگنلز دماغ تک جاتے بھی ہیں اور دماغ سے سگنلز لاتے بھی ہیں۔ ہم ان جھلیوں کا علاج کرتے ہیں۔ کیونکہ اندرونی اعضا سے بیماری کی اطلاعات / علامات / سگنلز ہم تک نہیں پہنچتے۔ اسی وجہ سے Proving کے دوران ان اعضا کی بیماری کی علامات ریکارڈ میں نہیں آسکیں۔ صرف آبی جھلیوں کی بنیاد پر ہم سب صرف آبی جھلیوں کا علاج کرتے ہیں۔ ہنی مین کے عہد تک یہ معلومات نہیں تھیں اور ان معلومات کے نہ ہونے

کی وجہ سے وہ اندرونی اعضا کی بیماریوں کو شفایاب نہ کر سکا اور اپنی ناکامیوں کو Totality of symptoms سے جوڑ دیا۔ تیسری قسم کے مریضوں کے علاج کیلئے (کیونکہ ان کا سارا جسم مبتلا مرض ہوتا ہے) Totality of symptoms کی ضرورت ہے۔ باقی دو طرح کے امراض، جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے ان پابندیوں سے آزاد ہیں۔

چوتھی قسم کے مریض وہ ہے جنہوں نے لاپرواہی اور بدپرہیزی سے اپنے مرض کو خود بگاڑا ہے۔ ہر بیماری کے بعد نظام اخراج اور نظام مدافعت، بیماری اور دوا سے پیدا فاسد مادوں کو جسم سے باہر پھینکنے میں جب ناکام ہو جاتے ہیں تو لاشعور ذہن (جو محافظ جسم و جان ہے) ان مادوں کو جسم میں کسی جگہ بطور پتھری، ٹیومر، گومٹر، سسٹ (Cyst)، کینسر جمع کر دیتا ہے یا خون کی نالیوں میں جما دیتا ہے (تاکہ ان فاسد مادوں کا زہر سارے جسم میں نہ پھیلے)، یہ خود لگائے ہوئے زخم ہیں (Self-Inflected wounds) لاشعور ذہن، جسم اور نفس (جان) کا سب سے بڑا محافظ ہے اور زندگی کو ایک خاص وقت تک جاری رکھنے کے تقدیری فیصلے کے مطابق ان فاسد مادوں کو ایک جگہ جمع کر کے زندگی کی حفاظت کرتا ہے اور ہومیو دوائی سے ان فاسد مادوں کو باہر نکالنے میں صرف اسی صورت مدد کرتا ہے جب مریض اپنے رہنے سہنے کے طریقوں میں تبدیلی سے ان فاسد مادوں کی اخراج میں مدد کرتا ہے۔ ایسے مریضوں کو ہومیو دوائی سے زیادہ اپنا رہن سہن بدلنے پر توجہ دینی چاہیے۔

انتخاب دوا سے جڑا مسئلہ پوٹاینسی تجویز کا ہے۔ اس موضوع پر گذشتہ ڈیڑھ صدی میں مشہور ہومیوپیتھس کے درمیان متضاد خیالات کے مباحث ریکارڈ پر ہیں۔ یہ خیالات اس وقت مناسب تھے جب پوٹاینسی بارے خیالات غیر واضح اور دھندلے تھے۔ اب MM تجربات سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ہومیو ادویات تخلیق مادہ کا الٹ یعنی مادی ادویات لگاتار تقلیل و تحلیل سے علامات کے سگنلز میں تبدیل ہو کر میڈیم میں جذب ہیں۔ علامات کے سگنلز، جھٹکوں سے بڑھتے ہیں یعنی جتنے زیادہ جھٹکے اتنی اونچی پوٹاینسی اور اتنی ہی زیادہ شفا میں تیزی۔ اس کیفیت کو روزمرہ زندگی کے تجربے کے مماثلت واضح کر دے گی۔ ہم اپنے سے جونیر (Juniors بچوں یا ملازمین) کو کسی کام کیلئے کہتے ہیں۔ اگر وہ یہ کام نہ کریں تو ہم ایسے حکم کو دوبارہ تین بار یا بعض اوقات ڈانٹ کر دوہراتے ہیں۔ بار بار کہنا پوٹاینسی کی بڑھتی طاقت کی طرح ہے۔ بار بار کہنے سے یا زیادہ جھٹکوں سے پوٹاینسی بڑھتی ہے۔

جب مرض سطحی ہوتا ہے تو نیچی پوٹاینسی سے شفا شروع ہو جاتی ہے اور جب مرض گہرا ہو تو زیادہ اونچی پوٹاینسی کام کرتی ہے اور جب مرض سے ساری شخصیت متاثر ہو گئی تو اور زیادہ اونچی پوٹاینسی کام کرتی ہے۔ جیسے جیسے مرض میں اضافہ ہو کر اندرون جسم زیادہ اعضا تک پہنچتا ہے ویسے ہی زیادہ اونچی پوٹاینسی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ ان تمام کیفیات کو نیچے دیئے گئے Table میں اختصار سے بیان کیا گیا ہے۔

چارٹ پوٹاینسی انتخاب

	مرض کی Location	پوٹاینسی
1.	اندرونی اعضا کی کارکردگی میں کمی (Deficiency Diseases)	مدر ٹنکچر 1x سے 3x تک ٹشو سالٹس (Tissue Salts) بائیو کیمیکل نمکیات۔ وٹامنز، منرلز
2.	حواس خمسہ کے اعضا، داخلے اور اخراج کے اعضا اور جلد	30 پوٹاینسی
3.	اندرون جسم اعضا، زبان، منہ، پیٹ، آنتیں، جگر، دل، گردے، پھیپھڑے خون اور گلینڈز وغیرہ۔	30 سے 200 اور کبھی کبھی 1000 پوٹاینسی اور اس سے اونچی 1000 سے 10M
4.	بخار، قے اور دست وغیرہ۔	1000 پوٹاینسی اور اس سے اونچی
5.	نفس / جذبات اور ذہنی امراض، ساری شخصیت	1000 تا 10 M اور CM
6.	خود پیدا کردہ امراض Self-Inflicted Wounds	پرہیز، رہن سہن میں تبدیلیوں کیساتھ تمام پوٹاینسیاں

29 بیماری سے بکھرتا توازن

زندگی، نفسیاتی، حیاتیاتی، کیمیکل اور میکانیکل تبدیلیوں سے وجو میں آتی ہے۔ ہمیں بھوک، پیاس، گرمی، سردی، خطرات کے خوف سے مل جل کر رہنے، مختلف خواہشات، آرزویں، آگے بڑھنے کی ہوس اور آئندہ آنے والی نسل پیدا کرنے کی فکر، زندگی کا احساس دلاتی ہیں۔ لاشعور ذہن[14]، ان تمام وجوہات کو ایک پیچیدہ، خودکار[15] اعصابی نظام کے ذریعے سے سارے جسم میں پھیلا کر ایک ہونے کا احساس اجاگر کرتا ہے۔ ذہن کے احکامات سے یہ خودکاریت، اعصاب کے ذریعے سے سارے جسم کو نئے حالات کے مطابق ڈھال لیتی ہے۔

زندگی کی بنیادی اکائی خلیہ (Cell) ہے۔ لاکھوں خلیے مل کر ٹشو (Tissue) اور عضو (Organ) بناتے ہیں اور بہت سے اعضا مل کر ہم بنتے ہیں۔ اسی طرح ہر خلیہ ہماری پہچان ہے۔ ہمیں زندہ رہنے کیلئے ایک خاص نفسیاتی، معاشرتی، موسمیاتی ماحول چاہیے۔ اسی طرح جسم کی نشوونما اور روزمرہ کے کام کاج کیلئے درکار انرجی پیدا کرنے والی خوراک چاہیے اور یہ سب ضرورتیں اسی طرح ہر خلیے کی ضرورتیں ہیں لیکن یہ سب ضرورتیں خلیہ تک پہنچتے پہنچتے، کیمیکل اور لیبارٹری قابل پیمائش ضرورتیں بن جاتی ہیں۔ ہماری خوراک خلیوں تک پہنچنے تک سوڈیم، پوٹاشیم، کیلشیم، بائی کاربورنیٹ، گلوکوز، امینو ایسڈز، فیٹی ایسڈز اور درجہ حرارت کا روپ دھار لیتی ہیں۔ اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کون کون سے کیمیکلز، خلیے کی بقاء کیلئے ضروری

زندگی کیا ہے؟ عناصر میں ظہور ترتیب
موت کیا ہے؟ ان ہی اجزاء کا پریشاں ہونا، برج نرائن چکبست

14 شعور اور لاشعور ذہن کے بارے مزید بحث مضمون ''انسانی شخصیت۔ تین سطحی وجود'' میں مطالعہ فرمائیں۔

15 موجودہ سائنس کا المیہ یہ ہے کہ وہ خالق کائنات کا ذکر کئے بغیر یہ کہہ کر آگے بڑھتی ہے کہ یہ نظام خودکار (Automatic) ہے۔ ہر خودکاریت (Automation) کے پس پردہ اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ موجود ' اپنے سگنلز سے ذہن کو اکسا کر (Stimulate) ' اپنے پروگرام کے مطابق تمام کام انجام دلواتے ہیں۔ ذہن، اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا مینجر، خیر و شر کی پہچان (ضمیر) اور اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ کا نا نظر آنے والا ذریعہ یا اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ بلواسطہ (Indirect) ہیں۔

ہیں۔ اس حقیقت کا ادراک 1929ء میں ایک امریکن ڈاکٹر والٹر کینن (Walter Canon) کو ہوا تو اس نے کہا کہ ہر خلیے کو زندہ رہنے کیلئے نیچے دیئے گئے Table کے کیمیکلز کی ایک خاص مقدار، خلیے کے بیرونی ماحول میں ہونی ضروری ہے اور ان کیمیکلز اور ماحول کی عدم موجودگی میں خلیہ مر سکتا ہے۔ یہ انکشاف اس نے بینی مین کے انتقال کے قریباً 80 سال بعد کیا (بینی مین 1755-1843ء، والٹر 1871-1945)۔

TABLE – I

کیمیکل کا نام / ماحول	نارمل	محدودات	بیماری	یونٹ
1) آکسیجن (O_2)	40	40-25	1000-10	mm Hg
2) کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2)	45	51-41	80-5	mm Hg
3) سوڈیم آئن (Na^+)	+42	145-135	175-115	m.mol/L
4) پوٹاشیم آئن (K^+)	4.2	5.3-3.5	90-1.5	m.mol/L
5) کیلشیم آئن (Ca^+)	1.2	1.4-1.0	2.0-0.5	m.mol/L
6) کلورائیڈ آئن (Cl^-)	106	108-98	130-70	m.mol/L
7) بائی کاربونیٹ آئن (HBO_3^-)	24	29-22	45-8	m.mol/L
8) گلوکوز ($C_6H_{12}O_6$)	90	115-70	1500-20	mg/dl
9) جسمانی درجہ حرارت (98.4)	98.4	98.8-98	110-65	F
10) ایسڈ / بیس (pH)	7.4	7.3-7.5	6.9-8.0	pH

اس کیمیکل توازن کو Homeostasis یا "نازک توازن" کہا جاتا ہے۔ اس انکشاف سے صحت ماپنے کا ایک نیا پیمانہ (Parameter) دریافت ہو گیا۔ وگرنہ اس سے قبل صرف ہشاش بشاش ہونا اور دنیاوی کاموں میں دلچسپی کو ہی صحت سمجھا جاتا تھا۔ اب Homeostasis (نازک توازن) سے معلوم ہوا کہ ان کیمیکلز کی خون میں موجودگی ایک خاص حد کے اندر صحت ہے اور ان حدود سے باہر بیماری۔ اب بیماری ایک مادی اور کیمیکل وجود ہو گئی ورنہ اس سے قبل بیماری ایک ناقابل پیمائش، بیانیہ اور علامات تھیں۔ یہ کیمیکل توازن، خلیے کے باہر کے مائعات (Extracellular Fluid) ECL کا ماحول ہے۔ یعنی خلیے کے باہر کے ماحول میں یہ کیمیکلز حدود کے اندر موجود ہوں تو صحت ہے ورنہ بیماری۔ بیرون خلیہ مائعات سے یہ

کیمیکلز خلیے کی بیرونی جھلی (Membrane) سے گزر کر خلیے کے اندر چلے جاتے ہیں اور خلیے سے خارج فضول مادے (Cell Excretion) اور کاربن ڈائی آکسائیڈ (CO_2) جھلی سے گزر کر خلیے سے باہر آکر Extracellular Fluid میں مل کر دوبارہ گردش سے خون میں شامل ہو جاتے ہیں۔

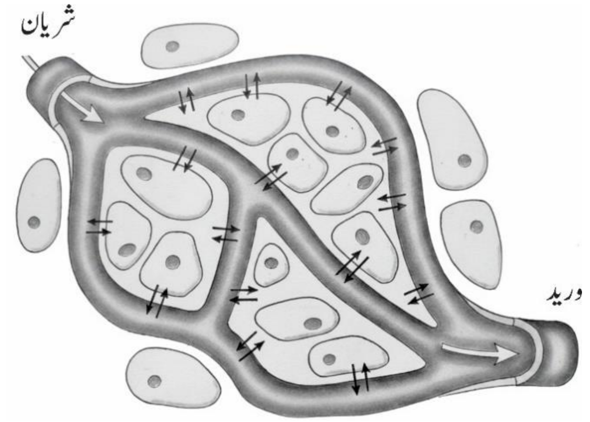

خون کی نالیوں سے رَس کر کیمیکلز کا اخـــراج اور دخول

خلیے کے اندر مائعات کو (Intracellular Fluid) ICF کہا جاتا ہے۔ نیچے دیئے گئے ٹیبل II (Table II) میں خلیے کے بیرونی اور اندرونی ماحول میں قابل پیمائش کیمیکلز کا موازنہ پیش کیا جارہا ہے تاکہ بیماری اور صحت کی حقیقت کا درست اندازہ ہو سکے۔

TABLE – II

اندرون خلیہ کیمیکلز(ICF)	**بیرون خلیہ کیمیکلز(ECF)**
10 m Eq/L — (Na^+) سوڈیم	142 m Eq/L — (Na^+) سوڈیم
140 m Eq/L — (K^+) پوٹاشیم	4.0 m Eq/L — (K^+) پوٹاشیم
0.0001 m Eq/L — (Ca^{+v} کیلشیم	2.4 m Eq/L — (Ca^{++}) کیلشیم
58.0 m Eq/L — (Mg^{++} میگنیشیم	1.2 m Eq/L — (Mg^{++}) میگنیشیم
4.0 m Eq/L — (Cl^-) کلورائیڈ	103.0 m Eq/L — (Cl^-) کلورائیڈ
10.0 m Eq/L — (HCO_3^- بائی کاربونیٹ	24.0 m Eq/L — (HCO_3^-) بائی کاربونیٹ
75.0 m Eq/L — (PO_4^{-3} فاسفیٹ	4.00 m Eq/L — (PO_4^{-3}) فاسفیٹ

گلوکوز	90.00 mg/dL	گلوکوز	75.0 mg/dL
آمینو ایسڈز	30 mg/dL	آمینو ایسڈز	200 mg/dL
کولیسٹرول	0.5 mg/dL	کولیسٹرول	2-95 mg/dL
ایسڈ/بیس	7.4	ایسڈ/بیس	7.0
7 سے زیادہ بیس		7 سے کم ایسڈ	

ٹیبل II میں پیش کئے گئے Data سے معلوم ہوتا ہے کہ اندرون خلیہ پوٹاشیم، میگنیشیم اور فاسفیٹ زیادہ ہیں جبکہ بیرون خلیہ سوڈیم، کیلشیم، بائی کاربونیٹ اور کلورائیڈ زیادہ ہیں۔ اندرون خلیہ تمام کیمیکلز کی مقداریں ہمیشہ یکساں (Fix) رہتی ہیں۔ ان مقداروں میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ لیکن بیرون خلیہ مائعات کی مقداریں ہر جسمانی، جذباتی اور ذہنی سرگرمی سے بدلتی رہتی ہیں۔[16]

نازک توازن (Homeostasis) کو قریباً 4000 سینٹرز کنٹرول کرتے ہیں۔ ہر انسانی سرگرمی (Activity) سے چند کنٹرول متاثر ہوتے ہیں لیکن ان کے اثرات سارے جسم کے کنٹرول سینٹروں پر آنا فاناً پہنچ کر Homeostasis کو نئی حدودات (Limits) میں بحال کر دیتے ہیں۔ قریباً ایک منٹ میں بیرون خلیہ مائعات، خون میں مکس ہو کر، دل کے پمپنگ سے سارے جسم میں پھیل کر اعضا رئیسہ (Capital Organs) کی کارکردگی (Functions) میں تبدیلیاں شروع کر دیتے ہیں۔ یوں انسانی سرگرمیوں سے اندرون خلیہ تو زندگی محفوظ اور بے اثر رہتی ہے۔ لیکن بیرون خلیہ معائعات کا اثر خون کے ذریعہ دل، گردوں، جگر اور پھیپھڑوں میں بیماری کی ابتداء کر دیتا ہے۔ اس وجہ سے بیماری کی تشخیص کیلئے خون ٹیسٹ کیا جانا چاہیے تاکہ اندازہ لگایا جائے مرض ہومیوپیتھی سے قابل علاج بھی ہے یا نہیں۔

ٹیبل I اور II کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ کون کون سے کیمیکلز خلیہ کی زندگی کیلئے ضروری ہے۔ خوراک میں موجود غیر ضروری اجزاء کو معدہ، آنتیں، جگر، گردے اور پھیپھڑے باہر پھینک کر صرف مطلوبہ اجزاء ہی دل کی پمپنگ سے خون کے ذریعہ خلیہ کے باہر اور اندر پہنچاتے ہیں۔

---

16 بعض اوقات 'خون کی رپورٹس، حدود کے اندر ہونے کے باوجود مریضوں کی شکایت کی وجہ یہ ہے کہ یہ حدود امریکن مردوں کی ہیں جن کی صحت بہت سی وجوہات سے ہم سے بہتر ہے۔ ہمیں اپنے Parameters نئے سرے سے خود طے کرنے چاہئیں۔ ہماری حدود صحت زیادہ Narrow ہیں۔ ہمیں ٹیبل I میں دیئے گئے "نارمل" کو معیار بنا کر تشخیص کرنی چاہیے۔

ہر عضو کی کارکردگی کی ایک حد ہے جب ضرورت سے زائد کھالیا جاتا ہے یا زیادہ ٹینشن (جذباتی دباؤStress) طاری رہتا ہے تو اعضاء رئیسہ ان بداعتدالیوں سے پیدا کردہ فاسد مادوں کو باہر نہیں پھینک سکتے تو جسمانی ناکردگی کا بوجھ لاشعور ذہن پر پڑتا ہے جس کا بنیادی کام ہی زندگی قائم رکھتا ہے۔ ایسی صورت میں فاسد مادوں کو جسم سے باہر نکالنے کیلئے لاشعور کئی متبادل اختیار کرتا ہے تاکہ فاسد مادے اگر باہر نہیں جاسکتے تو ان کی موجودگی کے بُرے اثرات سے جس قدر بھی ممکن ہو بچا جائے۔ ایسے ہی چند متبادل طریقوں کا ذکر نیچے کیا جارہا ہے۔ جو اگرچہ زندگی قائم رکھنے کیلئے کئے جاتے ہیں لیکن ایک نئی بیماری کا باعث بنتے ہیں۔

پروٹینز(Proteins گوشت) کے انہضام(Metabolism) سے فضول کیمیکلز یوریا(Urea)، یورک ایسڈ(Uric Acid) اور کرے ٹے نین(Creatinine) پیدا ہوتے ہیں جو پیشاب کے ذریعے باہر پھینکے جاتے ہیں۔ اگر گردے ان فضول مادوں کو باہر پھینکنے سے قاصر ہوں کہ ان کی کارکردگی کم ہوگئی ہے یا ضرورت سے زیادہ گوشت کھانے سے فاسد مادے اتنے زیادہ پیدا ہو رہے ہوں کہ گردے ان کو خارج نہ کر سکیں تو لاشعور ذہن، زندگی کو ایک مقررہ وقت تک قائم رکھنے کیلئے ان فاسد مادوں سے نجات کیلئے ایڈری نل گلینڈ(Adrenal Glands) سے الڈوسٹیرون ہارمون(Mineral Corticoid / Aldosterone) پیدا کروا کر بلڈ پریشر (Blood Pressure) بڑھا کر ان فاضل مادوں کو باہر پھینکواتا ہے۔ الڈوسٹیرن، سوڈیم آئن(Sodium Ion) اور پوٹاشیم آئینز(Potassium Ions) کی مقداروں کو خون میں کنٹرول کر کے (کمی بیشی) بلڈ پریشر بڑھاتا ہے۔ بلڈ پریشر سے فاسد مادوں کا اخراج ایک وقتی حل تو ہے لیکن اگر زیادہ گوشت خوری جاری رہے تو مستقل بڑھا ہوا B.P. دل اور خون کی نالیوں کے امراض پیدا کرتا ہے یعنی ایک مسئلے کے حل سے کئی اور امراض پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں ہم خود لگائے زخم (Self-Inflicted Wounds) کہتے ہیں۔ یعنی یہ امراض لاشعور ذہن نے خود پیدا کئے۔ لاشعور خود محافظ صحت اور زندگی ہے اور خود لگائے زخموں کو شفایاب کرنے کیلئے کوئی کوشش نہیں کرتا کیونکہ گردوں کی کارکردگی کم ہے

اور کوئی ہومیو دوائی لاشعور ذہن کو (Stimulated) اکسا کر یہ کام نہیں کرا سکتی۔ سوائے اس کے رہن سہن اور کھانے پینے میں بنیادی تبدیلیاں لائی جائیں اور گردوں کی استعداد کے مطابق گوشت خوری کی جائے تب ہومیوادویات شاید کچھ شفادے سکیں۔

کاربوہائیڈریٹس (Carbohydrates، آٹا، چاول، آلو، چینی وغیرہ) کے انہضام سے گلوکوز (Glucose) پیدا ہوتا ہے جو انسولین (Insulin) ہارمون کے عمل سے توانائی (Energy) میں تبدیل ہوتا ہے۔ اگر گلوکوز ضرورت سے زیادہ پیدا ہو رہا ہو (کیونکہ زیادہ کاربوہائیڈریٹس کھائے ہیں) تو یہی انسولین فالتو گلوکوز کو گلائی کوجن (Glycogen ایک طرح کی چربی) اور ٹرائی گلسیرائیڈ Triglyceride چربی) بنا کر جسم میں جمع کر دیتا ہے۔ گلائی کوجن تو دن میں جب کھانا نہ کھایا جا رہا ہو گلوکوگن (Glucagon) ہارمون کے عمل سے گلوکوز بن کر توانائی بن کر ختم ہو جاتا ہے جبکہ ٹرائی گلیسرائیڈ جسم میں جمع رہ کر موٹاپا پیدا کرتا ہے جو کئی امراض کا باعث ہے یعنی زیادہ خوراک، زیادہ گلوکوز، زیادہ چربی (Triglyceride) سے موٹاپا یعنی لاشعور ذہن نازک توازن (Homeostasis) کو قائم رکھنے کیلئے فالتو گلوکوز کو بطور چربی (Fat) جمع کرتا ہے جو کئی بیماریوں کا باعث ہے۔ یعنی لاشعور زندگی قائم رکھنے کیلئے جو متبادل طریقے اختیار کرتا ہے وہ خود لگائے زخم (Self-Inflicted Wounds) ہیں جن سے نجات کیلئے ذہن کسی ہومیو دوائی سے Stimulate ہو کر، کوئی شفائی کردار ادا نہیں کرتا۔ ایسی خود لگائی بیماریوں کا علاج ہومیوادویات سے صرف اس صورت ممکن ہے کہ اپنی خوراک میں ایسا ردوبدل کریں جس کو نظام ہضم سنبھال سکے، کم کھائیں، روزے رکھیں، ورزش کریں۔

خوراک سے ہی سوڈیم، پوٹاشیم، کیلشیم، میگنیشیم، بائی کاربونیٹ اور فاسفیٹ پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی وجہ سے گردش خون سے یہ اجزاء مختلف اعضاء کیلئے خوراک بنتے ہیں۔ ان اعضاء کا بیرون خلیہ مائعات (ECF) میں ایک خاص تناسب میں رہنا ضروری ہے خون میں کم پوٹاشیم سے اعصاب (Nerves) میں کم کرنٹ پیدا ہونے سے سارے جسم کا ترسیلی نظام Nerves Transmission کمزور ہو کر فالج (Paralysis) کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اگر پوٹاشیم بڑھ جائے تو زیادہ اعصابی کرنٹ پیدا ہونے سے دل

پھیلتا ہے۔ دل کی رفتار (Heart Beat) کم ہو کر کمزوری سے موت واقع ہو سکتی ہے۔ خون میں سوڈیم بڑھنے سے B.P بڑھ کر دل اور خون کی نالیوں کی صحت برباد ہوتی ہے اور سوڈیم کی مقدار میں کمی سے کمزوری Collapse پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح کیلشیم اور میگنیشیم کی مقداروں میں کمی بیشی سے Cramps اور Spasms ہوتے ہیں۔ کیلشیم اور میگنیشیم ہڈیوں کی نشوونما کیلئے ضروری ہیں۔ زیادہ کیلشیم سے پتھریاں پیدا ہوتی ہیں اور میگنیشیم پتھریوں کو بننے کو روکتا ہے۔ غرض ان عناصر کی کمی بیشی سے بے شمار امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ان امراض سے شفاء کیلئے کیلشیم اور میگنیشیم کا مادی مقداروں میں لینا ضروری ہے۔ ہومیو ادویات سے ان عناصر کی کمی اور زیادتی سے پیدا امراض کو صرف وقتی فائدہ ہوتا ہے اور مرض بار بار لوٹ کر ہوتا ہے۔ ہومیو پیتھی کا مشہور مقولہ (Reappearance of Old Symptoms) کا مطلب یہی ہے کہ مرض جن عناصر کی کمی بیشی سے ہوا ہے ان کی کمی بیشی کو درست کرنا ضروری ہے، وگرنہ علامتیں بار بار پیدا ہو کر دائمی مرض (Chronic Diseases) بن جائیں گی۔

اوپر ذکر کیے گئے نمکیات کے علاوہ قریباً 2 درجن ایسے عناصر کے نمکیات صحت کیلئے ضروری ہیں جن کی بہت خفیف مقدار کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس لئے ان خفیف مقداری نمکیات اور وٹامنز کے بارے معلومات حاصل کرنا ضروری ہے تاکہ ہمیں علم ہو کہ کون کون سے عناصر اور وٹامنز کی کمی سے کون سی علامتیں پیدا ہوتی ہیں۔ ان علامات کو وٹامنز + منرلز کے سپلیمنٹس سے پورا کرنا ضروری ہے۔ ان کی کمی سے پید اعلامات ہومیو پیتھی سے دور نہیں ہوں گی۔

بیرون خلیہ مائعات (ECF) میں ایسڈ، الکلی (Acid – Alkali) توازن pH 7.0 – 7.4 کے درمیان رہنا چاہیے یعنی مجموعی طور پر توازن الکائن (Alkaline) رہنا چاہیے۔ اس توازن کو قائم رکھنے کیلئے الکائن اثرات والی خوراک (سبزیاں۔ پھل اور پروٹینز گوشت) زیادہ کھانی چاہیے۔ جو خوراک تیزابی (ایسڈ) اثرات رکھتی ہو (کاربوہائیڈریٹس، آٹا، چاول، آلو، چینی) اس کی مقدار نسبتاً کم کھانی چاہیے تاکہ توازن الکائن رہے۔ لیکن روزمرہ زندگی میں ایسا مشکل ہے اور اکثر بدپرہیزی سے کبھی تیزابیت بڑھ جاتی ہے تو کبھی الکلائی اثرات غالب آجاتے ہیں۔ اس انسانی کمزوری کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ نے

پھیپھڑوں، گردوں اور معدے میں ایسے کیمیکلز کے بننے کی استعداد رکھی ہے جن کو Buffer کہتے ہیں۔ یہ Buffer اچانک زیادہ تیزابی یا زیادہ الکائن خوراک کے آنے سے فوراً پیدا ہوتے ہیں۔ سوڈیم بائی کاربونیٹ ($NaHCO_3$) میٹھا سوڈا اور سوڈیم ڈائی ہائیڈروجن فاسفیٹ (NaH_2PO_4) اور ڈائی سوڈیم ہائیڈروجن فاسفیٹ (Na_2HPO_4) Buffers ہیں جو تیزاب اور الکلی کے اثرات کو تعدیل (Neutralise) کر کے معدے، پھیپھڑوں اور گردوں کے مائعات کی pH توازن میں رکھتے ہیں۔

لیکن اگر ایسی خوراک کھائی جائے جو Buffer کی مقدار سے زیادہ ہو تو تیزابیت یا الکائن اثرات مستقل حصہ جسم بن جاتے ہیں۔ ہمارے کلینکس (Clinics) میں اکثر تیزابیت کے کیسز آتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اکثریت تیزابی اثرات والی غذائیں زیادہ استعمال کرتی ہے یہ خود پیدا کردہ مرض ہے جو جسمانی کنٹرول کی حدود پار کر کے پیدا کیا گیا اس کا حل اعتدال سے سب خوراکیں مناسب مقدار میں کھانے سے ہے۔ دوسری صورت میں تیزابیت کم کرنے کی ہومیو دوا یا ایلوپیتھک سوڈیم بائی کاربونیٹ یا Risec روز کھانا پڑے گی اور اس کا خمیازہ کسی نہ کسی پیچیدگی میں ظاہر ہو گا۔

اگرچہ بخار کا تعلق بدپرہیزی سے نہیں لیکن نازک توازن میں جسمانی درجہ حرارت کی بہت اہمیت ہے، اس وجہ سے مضمون کے تسلسل کو قائم رکھنے کیلئے بخار کا ذکر کیا جا رہا ہے۔ انفیکشن ختم کرنے کیلئے مدافعتی نظام (Immune System) اینٹی باڈیز وغیرہ سے بیکٹیریا/وائرس کو ختم کرتا ہے اور ہائپو تھیلمس درجہ حرارت بڑھا کر بیکٹیریا وغیرہ کو مارتا ہے۔ اگر بخار 104°F سے زیادہ ہو جائے تو اعصابی نظام کو نقصان پہنچنے سے بچانے کیلئے پسینے والے گلینڈز جسم کو ٹھنڈا کرنے کیلئے کام کرنے لگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر کسی وجہ سے یہ گلینڈز پسینہ کم پیدا کر رہے ہوں تو جان بچانے کیلئے علاج ضروری ہو جاتا ہے۔ یعنی اگر جسمانی اعضاء کی کارکردگی کم ہو گئی ہو تو لاشعور ذہن زندگی بچانے کیلئے کچھ نہیں کر سکتا۔ ایسے میں دوا لینی ضروری ہے۔ یعنی جسمانی ناکارکردگی کی وجہ سے بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اور لاشعور ذہن جو اللہ تعالیٰ جل جلالہ کا نمائندہ "زندگی" ہے جان بچانے کیلئے معذور ہوتا ہے اور اگر ہومیو علاج بھی کام نہ کرے تو ایلوپیتھک علاج ضروری ہوتا ہے۔

اوپر دی گئی چند مثالوں سے وضاحت کی گئی ہے کہ جب حد اعتدال سے بڑھ کر زیادہ کھایا جاتا ہے یا ایک ہی خوراک بار بار کھائی جاتی ہے جو اندرونی اعضاء کی کارکردگی سے زیادہ ہوتی ہے تو زائد خوراک اور اس سے پیدا افاسد مادوں کو خارج کرنے کیلئے لاشعور ذہن جو متبادل طریقے اختیار کرتا ہے اس سے بے شمار ذیلی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ جن کو ہم نے خود لگائے زخم کہا ہے اور خود پیدا کردہ امراض کو جسمانی مدافعت اور کنٹرول سنٹرز دفع کر سکتے ہیں اور نہ کوئی ہومیو دوا ان سے خاطر خواہ فائدہ دے سکتی ہے سوائے اس کے رہن سہن اور کھانے پینے کی عادات کو بدلا جائے، ورزش کی جائے، سبزیوں پھلوں کا استعمال زیادہ کیا جائے، کم کھایا جائے یا روزے رکھے جائیں۔

جن امراض کو جسم خود پیدا کرتا ہے ان کو خود شفا نہیں دے سکتا کہ جسمانی اعضاء کی کارکردگی کم ہے اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو امراض دو طرح کے ہیں (استثناء جنیاتی اور پیدائشی امراض) پہلے قدرتی وجوہات سے پیدا کردہ امراض، جن پر انسان کا کوئی کنٹرول نہیں مثلاً بیکٹیریا، وائرس، فنگس، خوراک، پانی، ہوا، موسم، آب و ہوا میں Pollution، معاشی اور معاشرتی ماحول۔ ان تمام امراض سے شفا کیلئے انسانی جسم میں امیون سسٹم اور دیگر 4000 کنٹرول سینٹرز ہیں جو قدرتی وجوہات سے پیدا کمی بیشی کو کنٹرول کر کے توازن قائم رکھ کر صحت اور زندگی یقینی بناتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے وہ امراض ہیں جن کو انسان بدپرہیزی، زیادہ کھانے ورزش نہ کرے اور ٹینشن بھری زندگی سے خود پیدا کرتا ہے۔ ان کا علاج نہ جسم کے اندر ہے اور نہ ہومیوپیتھی میں کیونکہ ہومیوپیتھی 4000 کنٹرول سسٹمز کو ہی متحرک کر کے شفا دیتی ہے لیکن جن اعضاء کو متحرک کرنا ہے وہ ہی کام نہ کریں ہوں تو کیسی شفا؟

اوپر دی گئی بحث بدپرہیزیوں سے نازک توازن پر اثرات (Homeostasis) کا احاطہ کرتی ہے۔ نیچے دیئے گئے پیراگراف میں بیماری میں نازک توازن پر اثرات کا ذکر ہے۔

ہم بیکٹیریا، وائرس، فنگس (Parasites) رینگنے والے کیڑے مکوڑوں، مکھیوں، مچھروں، پالتو جانوروں، حشرات الارض، جنگلی حیات کے درمیان زندگی گزارتے ہیں۔ درخت، جھاڑیاں، جڑی بوٹیاں، پھول اور پھل دار ختوں سے ہم نہ صرف مانوس ہیں بلکہ ان کو اُگاتے ہیں وہ ہماری خوراک اور بیماریوں سے تحفظ فراہم کرتے ہیں اور بعض اوقات بیماری کا باعث بھی بنتے ہیں اور ایک ناگزیر ضرورت ہیں۔ اس کے

علاوہ گرد وغبار، آندھیوں، بارشوں، سیلابوں اور زلزلوں کی تباہ کاریوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ موسم کے تغیر و تبدل سے بیمار پڑتے ہیں۔ مختلف آلات سے نکلی لہریں (Radio Waves ،Microwaves، Longwave، انٹرنیٹ، موبائل کی لہریں) اور شعاعوں (X-rays،Radiations، ریڈانی شعاعیں الفا ریز (Alpha rays)، بیٹاریز (Beta rays) وغیرہ) سے پیدا کردہ نقصانات سے ہم کسی قدر آگاہ ہیں۔ خوراک، پانی، ہوا اور ان میں ملے کیمیکلز سے بھی واقف ہیں۔ گٹروں سے نکلی متعفن ہواؤں سے ہم کو کسی نہ کسی وقت واسطہ پڑتا ہے۔ ان بیرونی عوامل کے علاوہ ہمارے اپنے ذہنوں اور نفسوں میں پیدا ہوئی تحریکات (Obstacles, Stimulations, Motivations) میں سے کچھ کو ہم سمجھ کر اپنی گرفت میں لے لیتے ہیں جبکہ سینکڑوں ایسی تحریکات بغیر کچھ ظاہری اثر ڈالے گزر جاتی ہیں۔ معاشرتی اور معاشی سرگرمیوں کی ہنگامہ آرائی میں چہروں سے نکلی قہر آلود لہریں، گالی گلوچ، جذباتی مناظر ہماری زندگی کا حصہ ہیں۔ اوپر دی گئی تمام وجوہات بیماری کی قدرتی وجوہات ہیں، جن پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں۔ ہماری آزمائش کیلئے اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ یہ وجوہات پیدا فرماتے ہیں تاکہ جسم میں جمع فاسد مادوں کا بیماری سے اخراج کروا کر ہمیں صحت مند رکھ کر ہمارے اعمال سے ہمارے مستقبل کا فیصلہ کریں۔ بیماریاں بھی اللہ تعالیٰ جَلَّ جَلَالُہٗ خود پیدا فرماتے ہیں اور ان سے شفا کا نظام بھی جسم میں خود تخلیق کر کے قریباً 4000 حساس مقامات پیدا فرمائے ہیں۔ جن پر ہمارے اعمال اثر انداز ہو کر مختلف علامات پیدا کرتے ہیں یا خون کے توازن میں تبدیلی۔

ہم ان اندرونی اور بیرونی طوفانوں میں گھرے زندگی گزارتے ہیں اور ہمیں ان عوامل کی تباہ کاریوں کا ادراک ہی نہیں ہوتا۔ ہم اور ہمارا ماحول یک جاں ہیں لیکن اس ظاہری یک جائی کہ باوجود ہمارے جسم میں موجود نازک توازن (Homeostasis) ان اندرونی اور بیرونی سرگرمیوں (بیماریوں) سے زیروزبر ہوتا رہتا ہے۔ ہر سرگرمی (بیماری کی) اس توازن پر اثر انداز ہو کر کبھی اضطراب، خوف، نفرت، حسد، غصے اور رونے کی کیفیت پیدا کرتی ہے تو کبھی سردرد، چکر، آنکھ، ناک، کان، چہرے اور جسم پر کھجلی اور سوزش سے بخار، نزلہ، پیٹ، درد، قے، ہچکی، کمر درد، جوڑوں میں درد اور کبھی سردی گرمی ے دیگر عوارض۔ غرض ہر سرگرمی (Activity) سے نازک توازن (Homeostasis) نئے سرے سے قائم ہوتا ہے اور نئی علامت پیدا ہوتی ہے۔ غرض بیماری کی پہچان کے دو پیمانے (Parameter) ہیں۔ (1) علامات (2) خون ٹیسٹ سے بیماریوں کی سائنٹیفک اور حسابی پہچان۔ یعنی بیماری صرف احساساتی بیانیہ (Subjective) ہی نہیں بلکہ حسابی بیانیہ (Objective Scientific) ہے۔

یوں علامات اور بیرون خلیہ مائعات میں تبدیلیوں سے توازن ایک ہی شے کے دو رخ ہیں۔ ایک رخ احساساتی بیانیہ اور ہومیو پیتھی کا میدان عمل ہے تو دوسرا بیرون خلیہ مائعات کا توازن ایک حسابی سائنسی اور Objective بیانیہ ہے۔ یعنی ہومیو پیتھی علامات اور بیرون خلیہ مائعات کا توازن ایک ہی شے ہیں اور یوں ہومیو پیتھی اور ایلو پیتھی کا مقام اتصال (Rendezvous) ہے۔

جب بھی کوئی صحت دشمن شے (قدرتی وجوہات مرض) جسم میں داخل ہوتی ہے تو اعصاب کے ذریعے سے ان 4000 کنٹرول سینٹروں میں ایک یا زیادہ اعضا کو ان کی Affinity کی وجہ سے متاثر کر کے بیماری کی علامات پیدا کرتی ہیں۔ ایسے میں لاشعور ذہن سے نکلے سگنلز اینڈوکرائینل گلینڈز سے ہارمونز نکال کر متاثرہ مقامات پر پہنچا کر بیماری کی علامات کو زائل کرتے ہیں۔ ہارمونز ایک طرف علامات ختم کرتے ہیں تو دوسری طرف ECF میں شامل ہو کر خون کی کیمسٹری بدلتے ہیں۔ اگر ہارمونز بیماری کی علامات ختم نہ کر سکیں تو بیماری ظاہر ہوتی ہے۔ اغلباً 4000 کنٹرول سینٹرز جو جسم کے مختلف اعضا میں پھیلے ہوئے ہیں وہی مقامات ہیں جن پر ہومیو ادویات نے Proving کے دوران مختلف علامات پیدا کیں جو اب میٹریا میڈیکا کا حصہ ہیں یعنی کنٹرول سینٹروں کی علامات اور ECF کی بدلی کیمسٹری ایک ہی شے کے دو مظہر ہیں، علامات ہومیو پیتھی کو ظاہر کرتی ہیں تو خون کی ٹیسٹ رپورٹس بیماری کے مادی پہلو کو۔ ہومیو پیتھی ادویات ڈرگ فری ہیں اور صرف متعلقہ عضو کو ہارمونز سے Stimulate کرتی ہیں اور ان کا اثر سارے جسم میں نہیں پھیلتا اور ان کا کوئی سائیڈ ایفیکٹ نہیں جبکہ ڈرگز سارے جسم کو تہ و بالا کر دیتے ہیں۔ لہٰذا توازن بحال رکھنے کیلئے ہومیو پیتھی ہی پہلی ترجیح ہونی چاہیے۔ لیکن ہومیو دوا صرف اس وقت تک ہی قابل شفا رہتی ہے جب تک اندرونی اعضار ئیسہ کی کارکردگی ٹھیک ہو۔ اگر اندرونی اعضاء کی کارکردگی "خود لگائے زخم" کی حدود میں آجاتے ہیں تو ہومیو دوا' توازن بحال نہیں کر سکتیں۔ ایسے وقت ڈرگز سے جان بچانا ضروری ہوتا ہے۔

اس کتاب میں مدافعتی نظام کی دو سطحوں / دو رخوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ "نازک توازن" بھی مدافعتی نظام کا حصہ ہے۔ یوں مدافعتی نظام تین سطحی ہو گیا ہے جن کو اختصار کیساتھ بیان کیا جا رہا ہے۔

1) بیکٹیریا اور وائرس کی انفیکشن کے خلاف اینٹی باڈیز اور دیگر حیاتیاتی مادوں کا دفاع

2) حالات کے دباؤ کا مقابلہ کرنے کیلئے اینڈوکرائینل گلینڈز کا دفاع

3) موسمی اثرات، پانی اور ہوا میں آلودگی، شعاعوں اور کیمیکلز کے خاتمے کیلئے 4000 "نازک توازن" کے مقامات سے دفاع

30 ہومیوادویات فیل کیوں ہوتی ہیں؟

ہومیو علاج کی محدودات (Limitations)

خوراک، ڈرگز، جڑی بوٹیاں اور نشے کے مادی عناصر نظام ہضم سے گزر کر خون میں شامل ہو کر جسم کے اعضا کو متاثر کرتے ہیں۔ جبکہ ہومیو ادویات نظام ہضم سے نہیں گزرتیں بلکہ اعصاب، ذہن، غدود اور قوت مدافعت کو Directly متاثر کرتی ہیں۔ اس وجہ سے ان کے اثرات ہارمونز کی طرح صرف بیماری سے متاثرہ مقامات (اعضا Organs) پر پہنچتے ہیں اور سائیڈ ایفکٹس (Side Effects) سے مبرا ہیں۔ ہومیو ادویات بلمثل میزائل (Missle) ہیں اور ٹارگٹ کو نشانہ بناتی ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کا انتخاب سوچ سمجھ کر کیا جائے اور بعض اوقات، احتیاط کے باوجود دوا فیل ہو جاتی ہے۔ اس مضمون میں دوائی فیل ہونے کی وجوہات یا ہومیو علاج کی محدودات (Limitations) پر بحث کی گئی ہے۔

دنیا میں کم و بیش 10 طریقہ علاج رائج ہیں۔ ان میں سے کوئی طریقہ 100% مریضوں کو شفا دینے پر قادر نہیں۔ ہر طریقے کا ایک دائرہ کار (Scope) ہے۔ اگر مرض اس دائرہ کار میں نہیں تو شفا کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ان میں سے کچھ طریقے جسم کو ٹارگٹ کر کے بیماری کے مادی اسباب اور ان سے پیدا کیمیکلز کو متضاد اثرات رکھنے والے ڈرگز (Drugs) اور جڑی بوٹیوں (Herbs) سے ختم کر کے شفا کو ممکن بناتے ہیں۔ دوسرے طریقے جسم میں موجود مدافعتی نظام (Immune System) کو متحرک (Stimulate) کر کے (جو بیماری سے نجات کیلئے پہلے ہی اس کام میں لگا ہوتا ہے) اس کی کارکردگی کو بڑھاوا (Accelerate) دیتے ہیں تاکہ شفا کا عمل تیز ہو جائے۔ یہ طریقے قدرتی شفا (Natural Cure) کے طریقوں کی ایک توسیع (Extension) ہیں۔ ان طریقوں میں دوائی بذات خود کوئی کیمیکل تبدیلی پیدا نہیں کرتی بلکہ قوت مدافعت کو اکسا (Stimulate) کر قدرتی عمل شفا کو تیز کرتی ہیں۔ پہلے طریقے میں بیماری میں موجود جذباتی تغیر و تبدل (Emotional Symptoms) کو نظر انداز کر کے صرف مادی کیمیکل

تبدیلیوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے اور صرف آدھی شفا کو ہی کافی سمجھا جاتا ہے۔ جبکہ دوسرے طریقوں میں جسمانی فعلیات (Functions) اور اشغال (Processes) کیلئے درکار مادی اجزا وٹامنز (Vitamins)، منرلز (Minerals)، اور ایزائم (Enzymes) کو خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی۔ جس کی وجہ سے شفا مکمل نہیں ہو پاتی۔ الفاٹانک اور بائیوکیمیک سالٹس، وٹامنز اور منرلز کا نعم البدل نہیں۔

انسانی شخصیت کے کئی پہلو ہیں۔ جب ایک سطح پر علاج مکمل ہوتا ہے تو اس کے بعد دوسری سطح پر علاج جاری رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرف اشارہ قوت مدافعت کے درجوں کے مطالعہ سے ملتا ہے۔ قوت مدافعت کے کئی درجے ہیں۔ جیسے میکنیکل، کیمیکل، حیاتیاتی (Biological)، وراثتی (Innate)، حیاتیاتی اڈپٹو (Tailormade, Adaptive)، جذباتی اور ذہنی۔ جب ایک سطح اپنا کام مکمل کر لیتی ہے تو اپنے سے اوپر کی سطح کو سگنلز بھیج کر مدد کیلئے پکارتی ہے۔ تو اس طرح شفا درجہ بدرجہ آگے بڑھتی ہے۔ قوت مدافعت کے ابتدائی درجے ہر وقت اپنے کام میں لگے رہ کر ہمیں بے شمار آفات سے خاموشی سے محفوظ رکھتے ہیں۔ اور ہمیں آگاہی نہیں ہوتی۔ جب مرض حیاتیاتی ٹیلرمیڈ سطح تک پہنچتا ہے تو ہمیں پتہ چلتا ہے۔

ہومیو ادویات حیاتیاتی سطح سے اگلی ہارمونل سطح (Hormonal Layer) کو متحرک کر کے شفا کے عمل کو دو سطحوں تک پھیلا کر شفا کو تیز کر دیتی ہیں۔ قوت مدافعت کے درجوں کی طرح شفا کے بھی کئی درجے ہیں جو تسلی کے میٹھے بول سے شروع ہو کر جسم پر ہاتھ پھیرنے، مالش، فیزوتھراپی (Physiotherapy) آبی و آفتابی غسل، خوراک، پانی، پھلوں، سبزیوں، فاقوں، جڑی بوٹیوں، آیورویدک، کشتوں، فلور ریمڈیز، بائیوکیمک، ایکو پنکچر، ہومیو پیتھی اور اس کی ذیلی شاخوں، مگنیٹو تھراپی (Magnetotherapy) ڈرگز اور سرجری تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ دعائیں ہر سطح علاج پر مزید اضافہ ہیں۔ ان تمام طریقوں میں محدودیت (Limitations) کا عنصر نمایاں ہے۔ اگر پوری انسانی شخصیت کو مدنظر رکھ کر (Holistic Treatment) ہولسٹک علاج کیا جائے تو یقینی طور پر تمام مریض ایک ہی ڈاکٹر سے شفا پا سکیں گے۔

علاج کوئی بھی کیا جائے شفا اور بیماری کے تمام عملیات (Reactions) جسم میں ہی وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہومیو ادویات بھی جسم پر عمل انداز ہوئے بغیر کوئی شفا نہیں دے سکتیں۔ شفا کے تمام راستے

اسباب جسم سے متعلق ہیں۔ ڈرگز، جڑی بوٹیاں، سبزیاں، پھل اور پانی وغیرہ قوت مدافعت بنانے والے کیمیکلز بناتے ہیں جو اپنے متضاد اثرات سے بیماری کو زائل کرتے ہیں۔ جبکہ ہومیو ادویات کو بھی قوت مدافعت کو متحرک کرنے کیلئے جن کیمیکلز کی ضرورت ہوتی ہے وہ جسم خوراک سے ہی حاصل کرتا ہے۔ اگر خوراک سے جمع شدہ یہ کیمیکلز نہ مل پائیں تو ہومیو ادویات بذات خود کچھ نہیں کر پاتیں اور شفا دینے سے قاصر رہتی ہیں۔

ہومیو علاج جیسا کہ پہلے لکھا ہے قدرتی شفا کی ہی توسیع ہے۔ اس لئے ہومیو علاج سے وہی امراض شفا پاسکیں گے جن کو قدرتی مدافعت شفا کرنے کی اہل ہے۔ اس نکتہ نظر سے ہم امراض کو دو حصوں میں تقسیم کرسکتے ہیں۔ ایک قدرتی مدافعت سے شفا پانے والے امراض، دوسرے وہ جن کو جسم نے خود پیدا کیا ہو۔ قدرتی اسباب وہ ہیں جن پر انسان کو کنٹرول نہیں (جیسے وائرس، جراثیم، فنگس، خوراک میں موجود کیمیکلز، رنگ، حفاظتی کیمیکلز (Preservatives) موسمی تغیر و تبدل، ریڈی ایشنز اور حالات کا دباؤ (Stress)) دوسرے وہ امراض ہیں جو انسان نے حفظان صحت کے اصولوں کو نظر انداز کرکے من مرضی کی زندگی بسر کرکے خود لگائے ہوں۔ قدرتی امراض، قدرتی مدافعت سے شفا پاتے ہیں۔ غیر قدرتی امراض جو جسم نے پیدا کئے ہیں ان کیلئے نہ کوئی قوت مدافعت ہے اور نہ قدرتی شفا۔ یہ امراض انسان نے خود لگائے ہیں۔ ان کی شفا بھی انسانی علم اور کوششوں سے ہی ممکن ہے یعنی ایلوپیتھک، جڑی بوٹیوں وغیرہ وغیرہ سے۔ انسان مشینوں کی طرح ایک لگے بندھے طریقے سے زندگی نہیں گزار سکتا ہے۔ ارادے کی آزادی کی وجہ سے انسان حفظان صحت کے اصولوں کے خلاف بے شمار کام کرتا ہے جس کی وجہ سے انسان اپنی آزادی سے بھی بیمار ہوتا ہے اور قدرتی امراض سے بھی۔ یوں ایک مریض قدرتی، اپنی پیدا کردہ، ماضی کے امراض اور وراثتی امراض کا مجموعہ ہوتا ہے۔

مختلف امراض اور ان کی علامات ایک دوسرے کے اوپر تہ در تہ، تاریخی ترتیب سے جم کر گڈ مڈ ہو کر شفا کے راستے میں رکاوٹ بن جاتی ہیں کہ ماضی کے بعض امراض کی علامات اتنی نمایاں ہو کر معالج کے سامنے آکر اس کی توجہ اپنی طرف مبذول کروالیتی ہیں کہ حالیہ شکایت جس کیلئے مریض نے رجوع کیا ہوتا ہے وہ دب کر رہ جاتی ہے۔ علاج میں پہلی توجہ حالیہ شکایات کو دینا ضروری ہوتا ہے۔ ماضی کے امراض کو پہلے توجہ دینے سے مریض کی حالت بگڑ سکتی ہے اور دوائی ناکام ہو کر مریض کو ڈاکٹر تبدیل کرنے پر

مجبور کر سکتی ہے۔ ایسا ہی ایک افسوناک واقع میرے ساتھ پیش آیا جس کا تذکرہ کرنے سے بات کی وضاحت مقصود ہے۔ ایک مریض کو سردیوں میں بار بار پیشاب کی حاجت ہوتی تھی اس سے مزید معلوم ہوا کہ اس کے پیشاب کے کئی دھاریں ہوتی ہیں اور اسے پیشاب کے اختتام پر یہ احساس ہوتا ہے کہ کچھ پیشاب رہ گیا۔ نیز یہ کہ اسے بلندی سے گرنے کے خواب تسلسل سے آتے ہیں جس سے اس کو آئندہ کسی بڑی ناکامی کا خدشہ ہے۔ اس کی آخیری باتوں سے متاثر ہو کر میں نے اس کی Constitutional دوا تھوجا کی ایک خوراک دے دی اور اس کو حالیہ مرض کیلئے Pulstilla دی کہ ایک ہفتہ بعد اس کو دن میں 3 بار لے۔ اُسی رات مریض کو آغاخان ہسپتال لے جانا پڑا۔ اسے انتہائی گھبراہٹ، بے چینی کیساتھ ہائی بلڈ پریشر تھا۔ وہاں اس کو کارٹی سوں کا ٹیکہ لگا کر ڈسچارج کر دیا گیا۔ یہ سن کر مجھے اپنی حماقت کا احساس ہوا کہ حالیہ تکلیف کو نظر انداز کر کے میں نے ماضی کی یاوراشت سے حاصل انفیکشن کی دوا پہلے دے دی اور حالیہ تکلیف کو پش پست ڈال دیا۔ میں نے مریض سے معافی بھی مانگی لیکن مریض نے دوبارہ مجھ سے رجوع نہیں کیا۔ اس حادثے سے میں نے پڑھا ہوا سبق دوبارہ سیکھا کہ علاج میں حالیہ مرض کو ترجیح دینی چاہیے اور علاج تاریخی ترتیب سے (Hering Law) ہیرنگ کے قانون شفا پر عمل کرتے ہوئے کرنا چاہیے ورنہ ہومیو دوا ناکام ہو گی بلکہ مریض دوسرا ڈاکٹر تلاش کرے گا۔

مسلسل / اکثر غیر صحت مندانہ طرز زندگی اختیار کرنے سے جو امراض جسم پیدا کرتا ہے ان کی وجوہات ذیل میں درج ایک یا زیادہ ہو سکتی ہیں۔

1. ایک ہی طرح کی خوراک کا بار بار استعمال، خوراک میں ورائٹی کا نہ ہونا، ضرورت سے زیادہ کھانا، میٹھے، تیل / گھی اور گوشت کا زیادہ استعمال جس کو ہضم کرنے کی اعضا ہضم میں سکت نہ ہو۔ زیادہ نمکیات والا پانی پینا۔
2. آرام دہ زندگی جس میں مشقت اور ورزش نہ ہو یا بہت زیادہ جسمانی، جذباتی اور ذہنی مشقت اور دباؤ۔
3. غیر متوازن خوراک جس میں وٹامنز، منرلز اور انزائم (Enzyme) نہ ہوں۔ کیمیکلز، رنگوں کی آمیزش، فروزن (Frozen) فوڈ، نیم تیار شدہ یا ہوٹلوں کے کھانے۔
4. موسم کے لحاظ سے جسم کو محفوظ نہ رکھنا، شدید گرم یا شدید سرد جگہوں یا مرطوب جگہوں پر رہنا / کام کرنا متعفن ہوا، گرد و غبار سے آلودہ ہوا میں سانس لینا۔

5. جذباتی تناؤ اور ناخوش گوار ماحول میں زندگی بسر کرنا، آفیسروں، ساتھیوں اور ماتحت عملہ کا توہین آمیز رویہ، ساس بہو، پڑوسیوں سے ان بن۔

6. ڈرگز، جڑی بوٹیوں، سگریٹ، کافی اور نشہ آور اشیا کا استعمال۔

اوپر تذکرہ کردہ ایک یا زیادہ وجوہات سے نظام ہضم، تنفس، اخراج اور مدافعت بُری طرح متاثر ہوتے ہیں۔ جسمانی اعضا کی کارکردگی کی ایک محدود صلاحیت ہے۔ جب اعضا پر ان کی استعداد سے زیادہ بوجھ ڈالا جاتا ہے تو کھانا صحیح طور پر ہضم ہوتا ہے اور نہ ہی گردے اور آنتیں فاضل فاسد مواد کو پھینک سکتی ہیں۔ غیر ہضم خوراک ایک زہر بن جاتی ہے جسے قوت مدافعت کے اعضا کو تلف کرنا پڑتا ہے۔ یہ کام ایڈری نل گلینڈز (Adrenal Glands) سے نکلے ہارمونز کارٹی سون (Cortison) اور ایڈری نالیں (Adrenaline) کو انجام دینا ہوتا ہے۔ ان ہارمونز کی زیادہ مقدار زہریلے مواد کو ختم کرنے پر صرف ہونے سے ایڈری نل گلینڈز کی کارکردگی کم یا صفر ہو جاتی ہے۔ دوسرے معنوں میں قوت مدافعت کم ہونے سے ہومیو ادویات فیل ہو جاتی ہیں (کیونکہ ہومیو ادویات قوت مدافعت کو متحرک کرتی ہیں، جب قوت مدافعت ہی ختم ہوگئی تو وہ کس کو متحرک کریں)۔ کارٹی سوں قوت مدافعت کا ایک انتہائی اہم عنصر ہے۔ اس کو بنانے کیلئے وٹامن سی (Vitamin C) کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر وٹامن سی جسم میں نہ ہو اور نہ ہی وٹامن سی کا (Supplement) لیا جائے تو قوت مدافعت نہ ہونے سے ہومیو ادویات ناکام ہو جاتی ہیں۔ وٹامن سی دینے سے ایڈری نل گلینڈز کی کارکردگی بحال کر کے شفا ممکن ہو جاتی ہے۔

اگر فلو، الرجی، ٹونسے لائی ٹس (Tonsilitis)، نزلے، سائنو سائیٹس (Sinusitis) اور برانکائٹس (Broncutis) کھانسی کا حملہ بار بار ہو تو اس کا مطلب یہی ہے کہ قوت مدافعت کم ہے یا کارٹی سون، وٹامن سی کی کمی وجہ سے نہیں بن رہا۔ کارٹی سون کی کمی سے چہرے کی رنگت باقی جسم کے مقابلے میں قدرے سیاہی مائل (Tanned) دکھتی ہے اور مسلز (Muscles) ڈھیلے ہو جاتے ہیں۔ کسی بھی جذباتی دباؤ (Stress) میں توانائی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ اگر سٹریس میں اضافی توانائی خوراک سے نہ ملے تو کارٹی سون، جگر میں جمع (Glycogen) (ایک طرح کی شوگر) کو گلوکوز میں تبدیل کر کے پیدا کرتا ہے۔ ایسے حالات میں کارٹی سون کی پیداوار کو برقرار رکھنے یا بڑھانے کیلئے وٹامن سی کی ضرورت ہوتی ہے اگر وٹامن سی نہیں دیا جائے گا تو کارٹی سون نہ بننے سے قوت مدافعت کی عدم موجودگی میں ہومیو دوائی کام نہیں کرے گی اور Stress برقرار

رہے گی۔ جلتے تلوؤں کو ٹھنڈا کرنے کیلئے کوئی ہومیو دوائی کام نہیں کرے گی۔ جب تک وٹامن سی اور وٹامن B5 (Calcium Pantothenate) نہیں دیا جائے گا۔ یاد رہے کہ وٹامن B5 انٹی سٹریس وٹامن ہے۔ گھٹنوں کے درد سے نجات کیلئے وٹامن D3 لینا ضروری ہے۔ اگر یہ وٹامن جسم میں موجود نہیں ہوگا (یہ وٹامن، سورج کی روشنی سے جسم بناتا ہے) تو کوئی ہومیو دوائی جوڑوں کے درد سے نجات کیلئے کارگر نہیں ہوگی۔

حیض میں زیادہ خون بہنے سے روکنے کیلئے ہومیو ادویات اکثر ناکام رہتی ہیں اور ہر ماہ مرض شدت سے جاری رہتا ہے۔ مدر ٹنکچر اور پوٹاسی ادویات حیض کی زیادتی کو کنٹرول کرنے میں ناکام رہتی ہیں جب تک وٹامن C اور وٹامن K (Anticlotting Agent) نہ دیا جائے (یہ وٹامن سبز پتے والی سبزیوں میں ہوتا ہے) اسی طرح مسوڑھوں سے خون بہنا (Bleeding Gums) کسی ہومیو دوائی سے بند نہیں ہوتا۔ ہر چند ماہ پھر لوٹ آتا ہے۔ صرف اسی صورت اسے کنٹرول یا بند کیا جاسکتا ہے۔ جب وٹامن سی کی کمی خوراک یا وٹامن سی کے سپلیمنٹ سے پوری کر دی جائے جن مریضوں کے جسم میں وٹامن K, E, D, C, B, A موجود ہوں۔ وہ ہومیو ادویات سے شفا پاتے ہیں اس لئے جو مریض انتہائی مناسب ہومیو دوائی سے صحت یاب نہ ہوں یا مرض بار بار پلٹ آتا ہو ان کو وٹامنز اور منرلز کا سپلیمنٹ ضرور دینا چاہیے۔

دستوں اور قے کو کنٹرول کرنے کیلئے کیلشیم، پوٹاشیم، سوڈیم اور میگنیشم کے نمکیات کے ORS کا استعمال اب ہر عام و خاص کو معلوم ہے۔ نمکیات زیادہ مقدار (Macro) میں جسم کا توازن (Homeostatic) قائم کرتے ہیں۔

ان کے علاوہ آئرن، زنک، مولی بڈنم، کرومیم اور سلینیم کے نمکیات خفیف مقدار (Micro) میں انزائم کا حصہ ہیں۔ انزائم تمام حیاتیاتی عملوں میں حصہ لیکر زندگی کو ممکن بناتے ہیں۔ اگر یہ نمکیات کم ہوں تو انزائم نہیں بن پاتے اور نہ ہی حیاتیاتی عمل پایۂ تکمیل کو پہنچتے ہیں اور بیماری کا حملہ آسان ہو جاتا ہے۔ اگر خوراک میں یہ نمکیات کم ہوں تو جگر میں جمع یہ نمکیات نکل کر عملیات کو ممکن بناتے ہیں۔ ان نمکیات کی کمی سے جو بیماریاں لگتی ہیں ان کی علامات سے ان کی کمی کا پتہ چلتا ہے۔ ہومیو ادویات کے تحرک سے اگر یہ نمکیات جگر میں موجود ہوں تو Mobilise ہو کر خون میں شامل ہو کر بیماریوں کو دور کرتے ہیں اور اگر یہ نمکیات جگر سے میسر نہ آئیں تو کوئی ہومیو دوائی اُس وقت تک کارگر نہیں ہوگی جب تک یہ نمکیات مناسب خوراک یا فوڈ سپلیمنٹ سے نہ لے لئے جائیں۔

وٹامن سی کی عدم دستیابی سے قوت مدافعت کی کمی سے ہومیو ادویات کی ناکامی کے تذکرے کے بعد دوسری وجوہات کا ذکر جو ادویات کے فیل ہو جانے کا باعث بنتی ہیں۔

جب غیر ہضم شدہ خوراک زہریلے کیمیکلز میں تبدیل ہو جائے جو نہ ہضم ہوتے ہوں اور نہ باہر پھینکے جائیں تو لاشعور ان زہریلے کیمیکلز کو خون کے ذریعے سے سارے جسم میں پھیلنے سے روک کر مختلف مقامات پر جمع کر دیتا ہے تاکہ زندگی کا تحفظ، جو لاشعور ذہن کی پہلی ترجیح سے کو جاری وساری رکھا جائے۔ فالتو چربی اور زہریلے کیمیکلز اور نمکیات کو جگر میں جمع کر دیتا ہے جس سے بعض اوقات یرقان ہو جاتا ہے۔ کچھ چربی کو خون کی نالیوں میں جما دیتا ہے جس سے خون کی نالیاں تنگ ہو جاتی ہین جس سے بلڈ پریشر بڑھتا ہے اور دل کے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ کچھ نمکیات کو گردوں اور مثانے جمع کر دیتا ہے جس سے پتھریاں بنتی ہیں۔ زہریلے پروٹینز کو مسے، ٹیومرز سسٹ (Cyst) بنا دیتا ہے اور کچھ مواد کو جوڑوں میں جمع کر کے Gout اور Arithritis کی بنیاد رکھ دیتا ہے۔ یہ تمام امراض چونکہ لاشعور نے زندگی بچانے کیلئے خود کیے ہوتے ہیں۔ اس لئے لاشعور ان امراض کو قوت مدافعت سے شفا کیلئے متحرک نہیں ہوتا۔ جس کو خود پیدا کیا اس کو صحت یاب کیسے کرے کہ جسم کے اعضا اس قابل نہیں کہ ان زہریلے مواد سے چھٹکارا دے سکیں۔ اسی کیفیت کو کہا جاتا ہے کہ قوت مدافعت جسم کی دشمن ہو گئی ہے۔ یہ Auto Immune Disease کی ابتدا ہے۔

مریض، ڈاکٹر اور ہومیو لٹریچر سے بیان کردہ تفصیلات میں عدم مطابقت بھی ادویات کے فیل ہونے کی ایک بڑی وجہ ہے کہ مریض سوالات کا تسلی بخش جواب دے نہیں پاتے یا انہوں نے اس بارے سوچا نہیں ہوتا۔ نامکمل معلومات کسی دوائی کی طرف راہنمائی نہیں کرتیں جس سے پہلا نسخہ ہی تذبذب سے لکھا جاتا ہے جو دوائی کے فیل ہو جانے کا باعث بنتا ہے۔ اس سلسلے میں ایک مشاہدہ وضاحت کیلئے پیش کیا جاتا ہے جس سے یہ بتانا مقصود ہے کہ مریض ڈاکٹر اور ہومیو ادویات میں عدم مطابقت بہت سی ناکامیوں کا باعث ہوتی ہے ۔ ایک مریض نے پنجابی میں بتایا کہ رات بستر میں دائیں گھٹنے میں وقفے وقفے سے درد کی لہریں اٹھ کر کئی حصوں میں تقسیم ہو کر چاروں طرف ایسے پھیلتی تھیں کہ لگتا تھا کیڑے رینگ رہے ہوں۔ مریض کی پنجابی کو اُردو، اُردو کو انگریزی اور انگریزی کوری پرٹری کی زبان میں ڈھال کر Pain کو Drawing, Cutting, Stitching اور Tearing میں تلاش میں ناکامی کے بعد

"Pain Suddenly Appearing and Disappearing" میں ڈھونڈا تو کالی بائی کروم اور فائی ٹولکا قریب مرض لگیں تو مریض کو فائی ٹولکا دی جس نے کام نہیں کیا تو اگلے دن کالی بائی کروم نے مسئلہ حل کر دیا۔ اس طرح کی ناکامیوں سے اکثر واسطہ پڑتا ہے لیکن آہستہ آہستہ ایک علاقے میں پریکٹس کرنے سے اس علاقے کی زبان و بیان سے واقفیت سے یہ مسئلہ کافی حد تک حل ہو جاتا ہے۔

مناسب دوائی کا انتخاب ایک مشکل کام ہے۔ دوائی کے انتخاب کے قریباً 10 طریقے ہیں۔ جن میں سب سے معتبر اور کلاسیکل طریقہ ریپرٹری کے مدد سے انتخاب ہے جس سے اکثر 10-8 مماثل نکل آتی ہیں اُن سے انتخاب میں غلطی سے دوائی فیل ہو جانے کے پیش نظر چند ممکنہ ادویات مکس کر کے دینا مسئلہ کا ایک حل ہے لیکن اس میں بھی غلطی ہو جاتی ہے۔ غرض کہ ہر طریقہ انتخاب میں غلطی کا امکان رہتا ہے سوائے اس کے کسی علامت یا مرض کی ایک مخصوص دوائی جس کے فیل ہونے کا کوئی امکان نہ ہو جیسے

- مسلز پر اندرونی چوٹ جس سے خون نہ بہہ رہا اور متعلقہ جگہ نیل گوں ہو۔۔۔ آرنیکا
- گھی / تیل، مٹھائی اور کیک سے بدہضمی۔۔۔۔ پلسٹلا
- کھانے کی بو سے قے۔۔۔۔۔ کالچیکم
- سفر سے پہلے بے چینی- گاڑی میں بیٹھتے ہی سکون۔۔۔۔۔ ارسینک البم
- سٹول کے دوران کانوں میں شور۔۔۔۔ لائی کوپوڈیم

انسانی کاموں میں غلطی کا امکان رہتا ہے اس وجہ سے انتخاب دوائی میں غلطیاں اس وقت تک رہیں گے جب تک ایک علامت ایک بیماری ایک دوائی کیلئے کوئی طریقہ دریافت نہیں ہو جاتا۔

اگر خوراک جو انسانی بقا کیلئے ضروری ہے سے بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں تو لامحالہ گرد آلود متعفن ہوا، ڈرگز، جڑی بوٹیوں، سگریٹ اور نشہ آور اور اشیا سے بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں جن کو ہم Drug Induced Diseases یا DID کہیں گے۔ بعض مریضوں میں DID کے علاوہ قدرتی امراض بھی ہو سکتے ہیں جن کا علاج ہومیو ادویات سے ممکن ہے۔ لیکن DID سے پیدا کردہ امراض کو اس وقت تک شفا نہیں دے سکتے جب تک مریض گندے ماحول یا ڈرگز وغیرہ سے اجتناب نہیں کرے گا کیونکہ اگر وجہ مرض موجود ہے تو کوئی دوا شفا نہیں دے سکتی۔

ہومیوپیتھی کی ایجاد بھی اسی مشاہدے سے ممکن ہوئی کہ بنی نوع انسان کی اکثر بیماریاں ڈرگز اور جڑی بوٹیوں کے بے اعتدلانہ استعمال سے پیدا ہوئی ہیں اسی وجہ سے اس وقت کے تمام ڈرگرز اور میڈیکل

مادے (Medical Substances) ہومیو ادویات کی پروونگ Proving کیلئے استعمال ہوئے اور یہی Proved Medicines اُن امراض سے شفا کیلئے استعمال ہوئی جنہوں سے یہ پیدا ہوئی تھیں۔ جس سے یہ ثابت ہوا کہ مادی اشیا ڈرگز (Drugs) اور جڑی بوٹیوں کے جسمانی اثرات (Physiological Effects) سے بیماریاں (DID) پیدا ہوتی ہیں جو ہومیو ادویات کی قلیل مقدار سے شفا پاتی ہیں۔ اسی مشاہدے کو بنیاد بنا کر ماچس فیکٹریوں میں جہاں فاس فورس (Phosphorus) استعمال ہوتا ہے سے نچلے جبڑے (Lower Jaw) کے گلنے کی بیماری پیدا ہوتی ہے کو ہومیو فاس فورس سے شفا کیلئے استعمال کیا۔ اسی طرح گلاس، سرامک کراکری، سیمنٹ فیکٹریوں اور اینٹ بنانے کے بھٹوں میں ریت (Silica Sand) سے پھیپھڑوں کی بیماری (Silicosis) سے نجات کیلئے ہومیو دوائی (Silicea) کو کامیابی سے استعمال کیا۔ ان واقعات کی بازگشت سے جنگ عظیم دوم کے اختتام پر جنگی قیدیوں کے کیمپ (Concentration Camps) میں ہیضہ کی وبا کو کنٹرول کیا گیا۔ ایک قیدی جو ہومیو پیتھی کا شناور تھا' نے ہیضے کے مریض کا سٹول ایک گلاس میں ڈال کر اسے پانی کے نل کے نیچے رکھ کر پانی کو اس سٹول پر بہنے دیا۔ پھر نل بند کر کے گلاس والے پانی سے مریض کو وقفے وقفے سے دیگر مریض کو شفایاب کیا اور اسی ترکیب سے سارے ہیضے کے مریض صحت یاب ہوئے۔ اس مشاہدے کی بنیاد پر آج کل تمام ڈرگز کی ہومیو پوٹانسیاں انڈیا میں DID کے علاج کیلئے استعمال ہو رہی ہیں۔ اس ہومیو پیتھی کی برانچ کو Tautopathy کہتے ہیں۔ جس کا مطلب ہے "جس کیمیکل کی مادی مقدار نے بیمار کیا ہے اسی کی ہومیو پوٹینسی سے اس مرض کا علاج۔"

31 شخصیت میں ڈنٹس(DENTS)

کیا کوئی ایسا ہو گا جسے کبھی کوئی چوٹ نا لگی ہو، یا زخم سے خون نہ بہا ہو یا کبھی پھسلا یا گرا نہ ہو یا جسے زیادہ وزن اٹھانے / لے جانے سے چک (Sprain) نہ پڑی ہو۔ یا جسے کبھی مچھر، شہد کی مکھی، بھڑ، کھٹمل نے نہ کاٹا ہو یا کبھی گرم شے یا آگ سے گزند نہ پہنچا ہو۔(First Degree Burn)

کیا کوئی ایسا ہو گا جسے کبھی کسی صدمے، فوتگی اور جانی نقصان سے واسطہ نہ پڑا ہو یا امتحان میں ناکامی یا انٹرویو میں منتخب نہ ہونے کا غم نہ سہنا پڑا ہو یا کبھی ڈانٹ ڈپٹ نہ سہنی پڑی ہو یا کبھی شرمندگی کا کڑوا گھونٹ نہ نگلنا پڑا ہو یا کبھی غصے سے نہ چلایا ہو یا نفرت کا نشانہ نہ بنا ہو یا جس کی خوشی سے بھوک یا نیند نہ غائب ہوئی ہو۔

کیا کوئی ایسا ہو گا جس کو کبھی کاروبار میں نقصان نہ ہوا ہو یا ملازمت سے نہ نکالا گیا ہو یا کسی محکمانہ کارروائی، چارج شیٹ انکیری منٹ (Increment) کی بندش یا ٹرانسفر کا صدمہ نہ سہنا پڑا ہو۔

یا کوئی ایسا ہو گا جس کا درجہ حرارت میں کمی بیشی (گرم سے سرد ہونے) سے گلا خراب، بخار، سر درد وغیرہ نہ ہوا ہو یا گرمی سے نڈھال نہ ہوا ہو یا سردی لگنے سے کسی تکلیف کا شکار نہ ہوا ہو یا بارش میں بھیگنے یا گیلے کپڑوں کی وجہ سے بیمار نہ ہوا ہو۔

کیا کوئی ایسا ہو گا جو فوڈ پوائزنگ (Food Poisoning) سے دستوں، قے اور بخار میں مبتلا نہ ہوا ہو یا جسے کبھی وائرس / جراثیم کے حملے سے فلو، بخار، نزلہ، کھانسی وغیرہ نہ ہوا ہو یا کسی اور انفیکشن کا شکار نہ ہوا ہو۔

کیا کوئی ایسا بھی ہو گا جس نے ڈرگز، جڑی بوٹیاں اور ٹوٹکوں سے علاج کروا کر مرض کو مزید پیچیدہ نہ کیا ہو۔

ایسا ہونا قریباً ناممکن ہے۔ ہم سب قدرتی وجوہات جن پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں دوچار ہوتے رہتے ہیں۔ زمانی تقدیم اور تاخیر کے پس منظر میں ہم سب ان حالات اور وجوہات سے سال میں کئی مرتبہ

بیمار ہوتے ہیں اس کے علاوہ وراثتی، خاندانی اور جینیاتی (Genetic) وجوہات سے بھی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ یوں ہر شخص قدرتی اور مخصوص خاندانی امراض کا ایک مجموعہ ہے۔ موسمی اور مشقت سے پیدا کردہ امراض (Sprains, Exertion and Excesses) تو چند روزہ آرام، مناسب خوراک اور ورزش (Exercise) سے ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ جسم اور جان (نفس / قوت حیات) اپنی اصل حالت میں آجاتے ہیں لیکن انفیکشن، جذباتی ہیجان / غم شخصیت پر دیرپا اثرات چھوڑتے ہیں۔[17]

یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی بیماری آئے اور اپنے پیچھے کچھ اثرات نہ چھوڑے۔ چاہے علاج کیا جائے یا ٹوٹکوں کا سہارا لیا جائے یا قوت مدافعت سے شفا پائی جائے۔ ہر بیماری انسانی شخصیت پر مابعد اثرات (Dents یا Sequelae) چھوڑتی ہے۔ حتیٰ کہ قدرتی مدافعت (Immunity) بھی مابعد اثرات کی مزاحمت نہیں کرپاتی۔

بیماریاں (Infections + Emotions) جسم اور نفس (جان) میں ظاہری اور خفیہ تبدیلیوں سے ابتری پیدا کرتی ہیں اور اکثر مریض یہ کہتے سنے جاسکتے ہیں کہ جب سے پھوڑے، ایکزمے یا جلدی امراض (Skin Diseases) سے شفا پائی ہے۔ یہ "بیماری" لگ گئی ہے۔ یا جب سے ابارشن (Abortion) یا ڈلیوری (Delivery) ہوئی ہے یا نمونیہ سے شفا پائی ہے یا بواسیر کا خون بہنا بند ہوا ہے یا دست بند ہوئے ہیں، اس وقت سے اس "بیماری" میں مبتلا ہوں یا معروف معنوں میں "Never Well Since" سے اپنی کیفیات بیان کرتے ہیں۔ کچھ امراض علاج سے ایک عضو (Organ) سے دوسرے عضو میں منتقل ہو جاتے ہیں جیسے دستوں، حیض، پسینے اور لیکوریا کے اچانک بند ہونے سے دمہ، بدہضمی یا جوڑوں کے درد (Arthritis) میں تبدیل ہو جاتے ہیں۔ یہ تمام کیفیات تصدیق کرتی ہیں کہ مرض نہ صرف اپنے اثرات چھوڑتے ہیں بلکہ اپنی شکل تبدیل کر لیتے ہیں اور یوں بیماری میں اضافے کا سفر جاری رہتا ہے۔ بیماری اپنے اثرات ظاہری طور پر ڈالتی ہے اور بعض اثرات ٹیسٹ رپورٹوں سے عیاں ہوتے ہیں اور بعض اثرات مریضوں سے معلوم ہوتے ہیں۔ اسی طرح جذبات / غم کے اثرات دماغی امراض اور جذباتی علامات سے احاطہ علم میں آتے ہیں۔ اس کے علاوہ بعض اثرات سابقہ بیماریوں کی تفصیل سے طشت ازبام ہوتے ہیں۔

---

17 انفیکشن اور جذباتی ہیجان / غم کو اس مضمون میں بیماری کہا گیا ہے۔

ظاہری اثرات کی ایک ہلکی سے جھلک زخموں اور سرجری کے Scar Tissue اور Kaloid سے ظاہر ہوتی ہے۔ جلد اپنی اصل حالت میں واپس نہیں آتی۔ اسی طرح دیگر انفیکشنز بھی شفا بعد ایسے اثرات چھوڑتی ہیں۔ جن سے بیماری کی نوعیت اور سنگینی کا اندازہ ہوتا ہے۔ مثلاً بعض امراض سے نظر کمزور ہوتی ہے اور کبھی بھینگا پن (Squint) پیدا ہو جاتا ہے یا کانوں سے مواد بہہ کر بہرا پن (Deafness) پیدا ہو جاتا ہے۔ بعض اوقات گلہڑ (Goiter) نظر اپنی طرف مبذول کروالیتا ہے۔ بعض اوقات گردن کے غدود (Neck Glands) ابھر کر نمایاں نظر آجاتے ہیں۔ چیچک اور برص کے داغ کسی بڑی آفت کا پتہ دیتے ہیں۔ پولیو، فالج اور جوڑوں کی بیماری سے بے ساکھیوں کا سہارا مابعد اثرات کی کہانی سناتا ہے۔ چھاتی کا سکڑاؤ ، لقوے سے چہرے کا ٹیڑھا پن، نچلے جبڑے کا ہلنا، نچلے دانتوں کا Irregular ہونا۔ مختلف انفیکشنز کے ان مٹ نشانات ہیں۔ اس طرح کی سینکڑوں مثالیں ہومیو لٹریچر میں موجود ہیں۔

ہومیو پیتھی علامات سے علاج کرتی ہے۔ مختلف اعضا سے نکلے اعصاب (Afferents Nerves) بیماری کی علامات / محسوسات دماغ تک لے کر جاتے ہیں۔ اور دماغ سے نکلے اعصاب (Efferent Nerve) دماغی پیغامات ان اعضا تک پہنچاتے ہیں۔ اس دوطرفہ پیغام رسانی سے تشخیص اور شفا کی پروگرس کا پتہ چلتا ہے۔ جب تک مرض حواس خمسہ، جلد، اعصاب، لعاب دار جھلیوں، غدود (Connective Tissues) ، مسلز اور جوڑوں تک رہتا ہے یہ دوطرفہ پیغام رسانی علاج میں بہت مدد دیتی ہے لیکن جوں ہی مرض اندورنی اعضا دل، جگر، معدہ، آنتوں، پتے (Pancreas) اور مثانہ تک پہنچتا ہے تو بہت کم (Afferent Nerves) ان اعضا سے دماغ تک ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے مرض کی علامات دماغ تک نہیں پہنچتی ہیں اور مرض اندر ہی اندر (Dents) ڈال کر ہلاکت کا سبب بنتا ہے۔ اس ایک طرفہ پیغام رسانی کی وجہ سے ان اعضا کی بیماری کی علامات بھی Provings کے دوران بہت کم معلوم ہو سکیں۔ اسی وجہ سے ان اعضا کے علاج میں علامات کی کمی ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

موجودہ زمانے کی Diagnostic Techniques جیسے الٹرا ساؤنڈ، ایکس ریز اور ایم آر آئی سے ان اعضا کی بیماری کی تشخیص اور علاج ممکن ہوا ہے۔ لہذا یہ ضروری ہے کہ ان اعضا پر ہومیو ادویات کے اثرات کو ان تشخیصی رپورٹوں سے منسلک کر کے ہومیو علاج کو Update کیا جائے۔

مریض کی بتائی علامات کچھ موجودہ انفیکشن اور کچھ سابقہ انفیکشن کا مجموعہ ہوتی ہیں۔

Provings کے تجربات سے معلوم ہوا کہ بے ضرر دِکھتی ہومیو ادویات زہریلے اثرات کی حامل ہوتی ہیں اور نفس کو بیمار کر دیتی ہیں۔ بیماری نفس سے جسم میں منتقل ہو جاتی ہے جب کسی مریض کی 3,4 یا کچھ مزید علامتیں کسی دوائی سے مماثلت ظاہر کریں تو یہ دوائی دے دی جاتی ہے۔ کیونکہ 100% مماثلت ملنا انتہائی مشکل ہے۔ جب ایک دوائی کسی تک شفا دے دیتی ہے تو باقی علامات کیلئے دوسری، تیسری اور مزید ادویات سے شفا مکمل جاتی ہے۔

ہر دوا اگر کچھ علامات کو شفا دیتی ہیں تو کچھ علامات مریض میں پیدا بھی کر دیتی ہیں (بحوالہ Provings) اس طرح شفا کے بعد کچھ نئی علامیتں مریض میں پیدا ہو جاتی ہیں، بعض کچھ عرصہ میں ختم ہو جاتی ہیں ، جب کہ کچھ بعد میں اثرات ڈالتی رہتی ہیں اور ان ہی علامتوں سے ری پر ٹریاں (Repertories) بھری ہوئی ہیں۔

ہر نئی انفیکشن کے علاج کی راہ میں گذشتہ اثرات رکاوٹ ڈالتے ہیں جب تک ان رکاوٹوں (Obstructions to Cure) کو دور نہ کیا جائے۔ شفا ایک خواب سی رہتی ہے۔ ان روکاٹوں کو ہی (Miasm) کہا جاتا ہے۔ کبھی سورا، سوزاک اور آتشک کو مہلک مابعد اثرات میازم سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت جراثیم اور وائرس کا تصور ناپید اتھا۔ علم کے پھیلاؤ سے یہ راز کھلا کہ ہر انفیکشن کے بعد اثرات میازم ہیں یعنی ہر جراثیم یا وائرس کے نام سے میازم کا نام منسوب ہے۔

ہر زمانے کی اپنی انفیکشن اور میازم ہیں۔ گذشتہ چند صدیوں کی میڈیکل تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ ہر دور کی معاشی، معاشرتی ، اخلاقی اور ماحولیاتی آلودگیوں سے نئی نئی انفیکشنز بنی نوع انسان کو تاراج کرتی رہی ہیں۔ ہمارے دور کی میازم ڈینگی، کرونا، کالا یرقان ، فلو اور پولیو ہیں۔ اب یہ میازم تین نہیں بلکہ بے حساب ہیں اور ان میازم یا مابعد اثرات (Dents) سے نجات کیلئے مماثلت کے اصول پر مبنی مخصوص ادویات ہیں اور یہ راز بھی عیاں ہوا کہ ہر انفیکشن کے مابعد اثرات (Dents, Sequelae یا Miasm) کو اُسی جراثیم / وائرس یا بیماری سے پیدا فاسد مادے (Disease Product) کو Potentise کر کے ختم کیا جا سکتا ہے۔ ایسی پوٹینسی میڈیسن کو نوسوڈ (NOSODE) کہتے ہیں۔ کچھ امراض سے پیدا کردہ میازم سے نجات کیلئے نوسوڈز لکھے جا رہے ہیں۔

T.B کے اثرات سے بچاؤ / نجات کیلئے	Tuberculinum

Medorhinum	سوزاک
Syphilinum	سفلس
Morbillinum	خسرہ
Parotidinum	Mumps
Malaria Officinalis	ملیریا
Viariolinum	چیچک
Typhoidinum	ٹائی فائیڈ
Influenzium	انفلوئنزا
Psornium	Pustulor Eruptions

ابھی بھی چکن پاکس، ڈینگی، کرونا کے میازم کی نوسوڈز نہیں بنائی جاسکیں۔

MM کی دریافت سے نوسوڈوز بنانا آسان ہے۔ ہر بیماری کے نام یا جراثیم / وائرس کے نام سے MM بنائی جاسکتی ہے۔ MM سے بنی نوسوڈز بھی اتنی ہی صحت بخش ہیں جتنی کمرشل طریقے سے بنی نوسوڈز ہم اپنے محدود مریضوں پر صرف چند نوسوڈوز ہی ٹیسٹ کر سکے۔ چونکہ MM کا تصور (Concept) صحیح خطوط پر اٹھایا گیا ہے۔ لہٰذا اگر MM سے بنی چند نوسوڈز درست نتائج دے رہی ہیں تو مزید نوسوڈوز بھی درست سمت کام کریں گی۔

امید ہے کہ آنے والا دور نوسوڈوز کا ہوگا اور نوسوڈوز کے استعمال سے انفیکشنز سے شفا آسان اور مابعد اثرات سے نسبتاً محفوظ ہوگی۔

جذبات (Emotions) بھی انفیکشن کی طرح بیماری کی ایک بڑی وجہ ہیں۔ ان کے مابعد اثرات (Dents) بھی شخصیت کو مجروح کرتے ہیں۔ غم، خوف اور ناکامیاں بہت سے امراض پیدا کرنے کا باعث ہیں۔ بعض اوقات غم اور خوف سے جسمانی اخراجات (Discharges) جیسے لیکوریا، حیض، دودھ، پسینہ اور بواسیر کا خون رکنے سے کئی اور امراض جنم لیتے ہیں۔ جن کا علاج سوائے ہومیوپیتھی کسی کے پاس نہیں۔ غم سے پیچوٹری گلینڈ (Pituitary Gland) کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ جس سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ پیچوٹری گلینڈ کی کارکردگی (Dents) کو نیٹرم میور کی اونچی پوٹانسیوں سے بحال کیا جاسکتا ہے۔

پچوٹری گلینڈ تمام گلینڈز کو کنٹرول کرتا ہے اور یوں غم اور خوف کے اثرات دوسرے گلینڈز

خاص کر ایڈری نل گلینڈز اور تھائی رائیڈ پر بھی پڑتے ہیں۔ بار بار کی انفیکشن ہر وقت کے جذباتی دباؤ اور غم سے ایڈری نل گلینڈز کی کارگردگی کم ہو کر مدافعت (Immunity) کم ہو جاتی ہے۔ اس کا اشارہ اس وقت ملتا ہے جب (Best Selected Remedy) بھی شفا دینے سے قاصر ہوتی ہے۔ اکثر ایسے حالات میں سورانیم (Psoranium) اور اس کی معاون ادویات ایڈری نل گلینڈز کی کارکردگی بحال کر دیتی ہیں۔ غم، خوف اور دیگر جذبات سے تھائی رائیڈ گلینڈ کا شوگرز (Sugars)، گھی، تیل، چربی (Fats) گوشت (Protiens) اور نمکیات کا Metabolism متاثر ہو جاتا ہے جو کئی امراض کا باعث بنتا ہے۔ تھائی رائیڈ گلینڈ کی کارکردگی میں کمی بیشی (Over and Under functioning) بہت پریشان کن مرض ہے۔ اس کا علاج اکثر Thyroxine سے کیا جاتا ہے جس سے مریض مزید چڑچڑا اور عصیلہ ہو جاتا ہے۔

ڈرگز کے مہلک اثرات سے پریشان ہو کر بعض لوگ ہربز (Herbs) کا استعمال کرنے لگتے ہیں۔ لیکن Herbs کے استعمال کی کوئی سائنسی بنیاد نہیں جیسی ہومیوپیتھی میں Proving کی ہے۔ ہربز (Herbs) کے تجربات بیماری پر کئے گئے ہیں جبکہ ہومیوپیتھی ادویات کے تجربات صحت مند انسانوں پر۔ اس بنیادی فرق کے باوجود Herbs کی افادیت سے انکار نہیں۔ ہربز کا مسلسل استعمال خطرے سے خالی نہیں۔ کیونکہ دیگر غذائی اشیاء جیسے چینی (Sugar)، تیل (Fats) اور نمک (Table Salt) بیماریاں پیدا کرتے ہیں تو ہربز کا لگاتار استعمال کیونکر برے اثرات نہیں پیدا کرے گا۔ اگر ہربز کے استعمال سے کچھ امراض پیدا ہو جائیں تو ان کو اسی ہرب کے MM سے صحت یاب کیا جا سکتا ہے جس سے یہ امراض پیدا ہوئے ہیں۔

بیماری سے جنگ کا عمل، آنکھوں سے اوجھل، خون میں انجام پاتا ہے۔ انفیکشن کا باعث جراثیم / وائرس اور جذبات سے پیدا ہوئے ہارمونز، خون میں شامل ہو کر خون کی کیمسٹری تبدیل کر دیتے ہیں اور یہ تبدیلیاں، مرض کی علامات ظاہر ہونے سے پہلے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی طرح بیماری کی علامات ختم ہونے کے باوجود انفیکشن کے اثرات خون میں کئی دنوں بلکہ ہفتوں رہتے ہیں۔ بلڈ ٹیسٹ کی سہولیات سے یہ عیاں ہوا ہے کہ بیکٹیریا / وائرس کا فضلہ (Debris) اور ہارمونز کی تباہی کا ملبہ (Disintegrates) کئی دنوں تک خون میں گردش کرتا رہتا ہے۔ یعنی بیماری کی علامات غائب ہونے کے باوجود انفیکشن کے اثرات خون میں موجود رہتے ہیں۔ اس سے قبل یہ تصور تھا کہ علامات کا غائب ہونا ہی شفا ہے۔

صحت بحالی (Convalesence) کے دوران بیماری کے ملبے کو جسم کے اخراج کے اعضاء باہر

پھینکتے ہیں اور جسم کے فنکشنز کو نارمل حالت میں لاتے ہیں۔ اگر جسم ان فاسد مادوں (Toxins) کے اخراج پر قادر نہ ہو تو یہی مادے الرجی، دمہ، پیٹ کے کیڑوں اور جلدی امراض(Skin Diseases) کی صورت ظاہر ہونے سے پہلے بلڈ رپورٹوں میں بڑھے ہوئے Eosinophil میں نظر آتے ہیں۔ اکثر یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر کسی بیماری کا انجام جلدی امراض کے ہونے سے ہوتا ہو تو یہی یقینی شفا ہے۔ لیکن یہ حقیقت نہیں سچ یہ ہے کہ جلدی امراض کے ظاہر ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اخراج کے اعضاء بیماری کے فساد کو سٹول، پیشاب اور پسینے کے ذریعے خارج کرنے سے معذور ہیں۔

اس وجہ سے یہ گندا مواد جلدی امراض کی صورت ظاہر ہو رہا ہے ۔ ٹیسٹ رپورٹوں میں Esinophils کی بڑھتی ہوئی تعداد کا تقاضا ہے کہ جلدی امراض کا علاج جاری رکھا جائے۔ اگر ہومیو علاج سے Esinophils کی تعداد نارمل نہ ہو تو پھر کسی Herb سے خون کی صفائی کی جائے ۔ ہومیو ایکنشا (Echinacea) مدر ٹنکچر بھی ایک Herb ہی ہے۔ جب انسانی جسم فاسد مادوں کو خود یا ہومیو ادویات سے خارج نہ کر سکے تو Herbs سے مدد لینے میں کچھ ہرج نہیں۔ ہربز سے فاسد مادوں کو Drain کرنا کوئی نئی چیز نہیں بلکہ صدیوں سے اس طریقے سے خون اور آنتوں کی صفائی کی جاتی رہی ہے۔

ہومیو ادویات کی معاون ادویات (Complentary) کو مین (Main) دوا کیساتھ استعمال کرنا نہایت ضروری ہے۔ دونوں دوائیاں شفائی عمل میں ایک دوسرے کی محتاج (Inter Dependent) ہیں۔ ایک دوا Dent ڈالتی ہے تو دوسری Dent نکالتی ہے۔ اگر معاون دوا نہیں دیں گے تو ایک Dent مزید بیماریاں پیدا کرے گا۔

اس بحث سے مختصراً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ علاج ادھورا ہی رہے گا جب تک کہ گذشتہ انفیکشنز، جذباتی صدمات، ڈرگز، ہربز اور خون میں موجود فاسد مادوں (Toxins) کا قلع قمع نہ کر دیا جائے۔ صرف علامات مرض غائب ہونا ہی شفا نہیں بلکہ ٹیسٹ رپورٹوں سے تصدیق کروانا بھی ضروری ہے۔

32 SYNERGY—ایک اور ایک گیارہ

ہومیوپیتھی پر گفتگو ہو اور ہینی مین(Hahnemann)کا ذکر نہ ہو۔ تو یہ ناممکن ہے۔ پاکستان میں ہینی مین کی عزت و تکریم ایسے کی جاتی ہے جیسے اوتاروں کی۔ عقیدت کی وجہ صرف یہی نہیں کہ اس کے نام اور کام سے لاکھوں کی معیشت جڑی ہے۔ بلکہ لاکھوں ایسے مداح بھی ہیں کہ جنہیں ہومیو علاج سے شفا ملی اور وہ ہمیشہ کیلئے ہومیو علاج کے اسیر ہو گئے۔ علاوہ اس کے ہومیو تعلیمی اداروں سے وابستہ سینکڑوں اور ہومیو پریکٹس سے منسلک ہزاروں ڈاکٹرز، ہینی مین سے شیفتگی کا اظہار ہی تو ہے۔

طب کی تاریخ میں ہینی مین ہی وہ واحد شخصیت ہے جس نے طب کا ایک نیا سسٹم ایجاد کیا اور تمام تفصیل اور تاریخ لکھ دی۔ یہ سسٹم اس کی زندگی میں ہی کئی ملکوں میں پھیل گیا۔ ہینی مین نے یہ سب ایسے دور میں کیا جب موجودہ سائنس اور نفسیات وجود میں نہیں آئیں تھیں۔ اور یہ توقع رکھنا کہ اس نے جو کیا اور لکھا جامع اور غلطیوں سے مبرّا رہے۔ ایک خام خیالی ہے۔ اس کی کتاب Organon جو ہومیو پیتھی کے اصول اور مبادیات کی کتاب ہے۔ یہ بے انتہا گنجلک اور دقیق ہے۔ اس کے مترجم Dudgeon نے ترجمے میں ہینی مین کے متن کی روح کو برقرار رکھا ہے۔ جسے سمجھنا آسان نہیں اور کتاب میں بے شمار تضادات ہیں۔ Anthony Campbell نے اپنی کتاب "The Two Faces of Homeopathy" کے صفحہ 32 میں لکھا کہ "He frequently contradict himself"۔

اس پس منظر کی وجہ سے ہینی مین کے بعد آنے والی نسلوں نے ہینی مین کے الجھے خیالات کو سادہ زبان میں ہم تک پہنچایا ہے۔

صرف خدائی کام ہی غلطیوں سے پاک ہوتے ہیں۔ انسانی کاموں میں ہمیشہ اصلاح کی گنجائش سے مزید ترقی کی راہ کھلتی ہے۔ ہومیوپیتھک علاج کی کچھ محدودات (Limitations) ہیں۔ جس وجہ سے یہ علاج(All Round) ہمہ گیر نہیں اور ہر مرض کو شفا دینے پر قادر نہیں۔ لیکن جو کچھ ہومیو پیتھی سے ممکن ہے اس کو کوئی دوسرا طریقہ علاج نہیں کر سکتا۔ اس وجہ سے ہومو پیتھی کی انفرادیت ہمیشہ قائم رہے گی۔

یعنی مین کی تنہا پرواز کے بالمقابل ہربل (Herbal یونانی / اسلامی طب) اور ایلوپیتھک طریقہ علاج ہزاروں سالوں کی لاکھوں حکماء، ڈاکٹروں اور سائنس دانوں کی میراث ہے۔ ہمارے وطن میں تین طریقہ ہائے علاج معروف ہیں۔ تینوں، ابتداء میں ایک تھے اور جڑی بوٹیاں (Herbs) ان کے میڈیکل مادے (Medical Substances) تھے۔ ہومیو کی ایجاد کے بعد اور کیمسٹری کی ترقی سے Herbs کے موثر اجزاء کی پہچان (Identification) سے اُن اجزاء کی تیاری تجارتی سطح پر ہونے (Synthesis) سے ڈرگرز (Drugs) وجود میں آئے اور یوں ڈرگز کے استعمال بڑھنے سے Herbalist مین سٹریم میڈیکل سے علیحدہ ہوگئے۔ ان تینوں طریقہ ہائے علاج میں انسان کی تمام بیماریوں کا علاج نہیں اور ہر طریقہ علاج کی محدودات (Limitations) ہیں۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ اس کا علاج ایک ہی ڈاکٹر سے ہو جائے لیکن ایسا ابھی ہو نہیں رہا۔ ہو سکتا ہے کچھ عرصہ بعد حالات مجبور کر دیں تو یہ سب (Amalgamate یا Merge) ایک ہو جائیں۔

جڑی بوٹیوں (Herbs) سے علاج اتنا ہی قدیم ہے جتنا انسان—ہربز کے طبعی اور طبی خواص کا علم حادثاتی طور پر ہوا یا روحانی لوگوں، صوفیوں، سادھوں اور پیغمبران عظام کی تعلیمات سے۔ قریباً 50-60 سال قبل ہربز ہر گھر کے باورچی خانہ میں موجود رہتی تھیں اور لوگ اپنا علاج خود ہی کرتے اور صرف ناگزیر حالتوں میں حکماء سے رجوع کیا جاتا تھا۔ ڈرگز آنے سے یہ گھریلو ٹوٹکے معدوم ہوگئے۔

کراچی میں عالم گیر ویلفیئر ٹرسٹ ہربز کے نسخوں پر مشتمل کتاب تحفتاً تقسیم کرتا ہے جس سے پرانے دور کی یاد تازہ ہونے سے اندازہ ہوتا ہے کہ روز مرہ استعمال کی جڑی بوٹیاں سونف، پودینہ، اجوائین، بنفشہ، لہسن، ادرک، پیاز، ہلدی، آملہ، ھرڑ، ملٹھی، خشخاش، منقیٰ اعناب (علاوہ سلفر، کالا نمک، قلمی شورہ) وغیرہ ہر گھر کا مٹریا میڈیکا تھیں۔ ڈاکٹر غزنوی نے اپنی کتاب طب نبوی خاتم النبیین ﷺ میں ایسی جڑی بوٹیوں کا ذکر کیا ہے جو آپ خاتم النبیین ﷺ کی ہدایات کے مطابق شفا کیلئے استعمال ہوتی تھیں۔ ہربز کو بعض اوقات آرگن میڈیسن (Organ Medicines) بھی کہا جاتا ہے۔ کیونکہ ان کے استعمال سے اندرونی اعضاء میں غذائی اجزاء کی کمی سے جو بیماریاں پیدا ہوتی ہیں اُن کمزوریوں کو شفا دینے کی شہرت رکھتی ہیں۔ لیکن ہربز سے بخار، درد، سوزش اور انفیکشن کا موثر علاج مشکل ہے۔

اس وجہ سے ڈرگز کے استعمال بڑھنے سے ایلو پیتھک علاج باقیوں پر غالب آ گیا ہے۔ ایلو پیتھی نے تشخیص کیلئے بے شمار لیب ٹیسٹس اور آلات ایجاد کر لیے ہیں اور بحالی صحت کیلئے متعدد سہولتیں (Aids) متعارف کرا دی ہیں۔ جن سے جسمانی عیبوں (Short Comings) کے متبادل ملنے سے زندگی آسان ہو گئی ہے۔ ایلو پیتھی میں ایمر جنسی اور جان بچانے کیلئے اب

Organ Transplant, Drips, Injectons, Blood Transfusion, Neck Support, Crutches, Surgery, Vaccination, Food Supplements, Inhalers, Hernia Belts, Eye Glasses, Nutrition, Physiotherapy, Dentures, X-Rays, Radiations, Hearing Aids

اور MRI کو تشخیص علاج اور بحالی صحت کا حصہ بنا کر اپنے دائرہ کار کو بہت وسعت دے کر باقیوں کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ لیکن اس تمام وسعت پذیری کے باجود Dents ڈالنے والے امراض (جن کا ذکر Dents کے باب میں ہو چکا ہے) کو شفا دینے سے قاصر ہے۔ اگرچہ ڈرگز سے ثانوی بیماریاں پھیلتی ہیں لیکن جان بچانا، ثانوی اثرات سے کہیں زیادہ اہم ہے۔ ایلو پیتھی زندگی بچانے میں اس حد تک سبقت لے گئی ہے کہ ہومیو ڈاکٹرز بھی ایمر جنسی میں ایلو پیتھک ہسپتالوں سے رجوع کرتے ہیں۔ اگر ہینی مین ان کو دیکھ لے تو ہومیو پیتھی کی بے بسی پر رو پڑے۔

ہومیو پیتھی میں کوئی مادی دوا نہیں دی جاتی۔ ہومیو پیتھی کی خالی پڑیا میں مقید خیالات بیماری (ایک طرح کی Chip) سے لاشعور ذہن جو مدافعت کا مرکز ہے کو متحرک کیا جاتا ہے کہ وہ (لاشعور) مدافعتی اعضاء سے مناسب کیمیکلز (انٹی باڈی کیمیکلز، ہارمونز اور جگر سے زہروں کے (Anti do te) بنوا کر بیماری کا سدباب کرے۔ ان کیمیکلز کو بنانے کیلئے اگر خون میں مناسب اجزاء نہ ہوں تو مدافعتی نظام فیل ہونے سے شفاء ممکن نہیں ہوتی۔ علاوہ ازیں جن امراض کی علامات نہ ہوں تو وہ بھی ہومیو پیتھی سے شفا سے محروم رہتے ہیں۔ جیسا کہ گذشتہ باب میں ذکر کیا کہ اعضائے رئیسہ کی بیماری کے سگنلز دماغ تک نہیں پہنچتے جس وجہ سے ان بیماریوں کا شافی علاج فی الحال مشکل ہے۔ مناسب ادویات کی تلاش کیلئے نئی Provings کی ضرورت ہے۔ ایسے امراض جہاں (Tissue Changes) ٹشوز میں تبدیلیاں آ گئی ہوں ان کا بھی ہومیو علاج مشکل ہے۔ اسی طرح اگر اینڈو کرائینل گلینڈز، یا مدافعتی اعضاء یا خون کی کمپوزیشن میں (Irreversible) تبدیلیاں آنے سے Immunity کمزور یا ختم ہو گئی ہو تو ایسے امراض بھی ہومیو

علاج سے شفا نہیں پاسکتے۔ بڑھاپے میں جب اعضائے مدافعت کی کارکردگی کم یا ختم ہوگئی ہو تو ہومیو علاج سے صحت بحال نہیں ہوسکتی۔ اسی طرح مسلسل ڈرگز کے استعمال سے جب زندگی ڈرگز کے انحصار پر قائم ہو تو ہومیو علاج کچھ نہیں کرسکتا۔

ان تینوں طریقہ ہائے علاج کی محدودات (Limitations) سے عیاں ہوگیا ہے کہ کوئی بھی طریقہ علاج تمام امراض کا علاج کرنے سے قاصر ہے۔ اس کا حل یہی ہے کہ یہ سب Merge ہوکر ایک ہوجائیں یا کم از کم ایک دوسرے کی ادویات سے مدد لیں۔ اس کی ابتداء کسی حد تک ایلوپیتھی میں ہربز کی طرف رجوع سے ملتی ہے۔ اب امریکہ، انڈیا اور پاکستان میں ڈاکٹرز ڈرگز کے ساتھ ساتھ ہربز بھی تجویز کرنے لگے ہیں۔ ثانوی دوا (Adjunct) کا استعمال ہی Synergy ہے۔[18]

کھانسی اور پیٹ کے امراض کیلئے ہربز کا استعمال اب اس حد تک بڑھا ہے کہ Herbs اب بڑے اسٹور میں باآسانی دستیاب ہیں اور کسی پنسار کے پاس جانے کی ضرورت نہیں۔ ایلوپیتھی اور ہربز کا ملاپ کوئی انہونی نہیں کیونکہ دونوں طریقہ علاج کی مبادیات اور اصول ایک ہی ہیں۔ صرف ادویات کے ماخذ اور ذرائع مختلف ہیں۔ دونوں کے مادی اعضا نظام ہضم سے گزر کر خون میں پہنچ کر شفائی عمل میں شریک ہوتے ہیں۔ ہومیوپیتھی اور ایلوپیتھی / ہربز کا ملنا ذرا مشکل ضرور ہے لیکن ناممکن نہیں۔ ہومیو ادویات نظام ہضم سے نہیں گزرتی بلکہ اینڈوکرائنل گلینڈز کو متحرک کرکے مختلف ہارمونز کے اخراج سے شفائی عمل میں حصہ لیتی ہیں۔

ہارمونز خون سے گزرتے ضرور ہیں لیکن صرف اس عضو کو ٹارگٹ کرتے ہیں جہاں بیماری ہو۔ اس طرح ہومیو ادویات یا ہارمونز کا ایلوپیتھک ادویات اور ہربز سے کوئی کیمیکل ایکشن نہیں۔

بعض اوقات ایمرجنسی میں جب ہومیو دوا سے شفا میں تاخیر ہو رہی ہو تو ایلوپیتھک یا ہربل دوائی دیگر شفا میں سرعت پیدا کی جاسکتی ہے اور جب شفائی عمل شروع ہو جائے تو ثانوی ایلوپیتھک ہربل میڈیسن بند کی جاسکتی ہے۔ کھانسی، فلو، بخار، ٹونسے لائیٹس (Tonsilitis)، دستوں، قے اور بخار کو کنٹرول کیلئے ہم ہومیو دوا کیساتھ ایلوپیتھک دوا استعمال کرکے علاج جلدی مکمل کرلیتے ہیں۔

---

[18] Prescription for natural cures by J.F. Balch; M. Stengler, R.Young Balch Publisher John Wiley & Sons. Inc. USA

آکسفورڈ ڈکشنری میں Synergy کے معنی ہیں دو یا زیادہ ڈرگز کے استعمال سے اثرات بڑھانا۔

33 ایک میان دو تلواریں — لیکن کاٹ مخالف سمتوں میں

ہماری کائنات میں متضاد قوتوں اور کیمیکلز کے تعامل (Reactions) کے توازن سے خود کاریت (Automation) پیدا کی گئی ہے جس سے بہت سوں کو لگتا ہے کہ اس کے بنانے والا کوئی نہیں۔ یہ خود کاریت اور توازن ہر لمحہ بدلتا رہتا ہے۔ نظام کائنات میں اشیاء کی پوزیشن اور کیفیت(State of Existence) جو لمحہ موجود میں ہے وہ اگلے لمحے تبدیل ہو چکی ہوتی ہے۔

اسی کو قرآن نے کہا کہ:

كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِيْ شَأْنٍ (سورۃ الرحمٰن)

مفہوم: ”وہ (اللہ) ہر لمحہ ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے۔“

ہم اس آیت کریمہ کا مفہوم صدیوں نہیں سمجھ سکے تا آنکہ آئن سٹائن (Einstein) نے اپنے مشاہدات سے اس کو سمجھ کر سائنس کا اٹل قانون (Immutable) بنا دیا کہ ”کائنات میں ہر شے حرکت پذیر ہے۔ ایک لمحہ میں اشیاء (ستارے، سیارے، ہوا، پانی، روشنی، تمام مخلوقات اور انسانوں کے مشاغل) کی جو کیفیت ہے وہ اگلے لمحے نہیں ہوگی اور آئندہ بھی یہ کیفیت دوبارہ پیدا نہیں ہوگی۔“ یہ خود کاریت اور توازن کسی حکم، خواہش اور دُعا سے تبدیل نہیں ہوتا۔ یہ توازن وسائل اور وقت کا محتاج ہے۔ اس کو ہی اللہ نے کہا کہ اللہ کی سنت / عادت / قوانین (Natural Laws) میں کبھی تبدیلی نہیں پاؤ گے۔ ان طبیعی قوانین کے بالمقابل غیر طبیعی (Supernatural Laws) یا روحانی قوانین ہیں جو آناً فاناً تبدیلی کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔ یہ قوانین مادی وسائل اور وقت کے محتاج نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر کام / شے کرنے پر قادر ہیں۔ اگر کسی انسانی غلطی، انسانی ارادے کی بے تدبیری سے کائنات کی خود کاریت (روانی) میں کوئی خلل آرہا ہو یا حالات کو نئی سمت دینی ہو یا کسی کی جان بچانی ہو یا کسی کے ایمان میں اضافہ کرنا ہو تو یہ غیر طبیعی قوانین حرکت میں آکر، طبیعی قوانین میں کوئی دخل اندازی کئے بغیر (کیوں کہ دخل اندازی سے ساری کائنات تباہ ہو جائے گی) مسئلہ فوراً آناً فاناً حل کر دیتے ہیں جیسے معراج النبی خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ ﷺ۔ اس قانون کی موجودگی سے دعاؤں کی قبولیت اور شفا کا ایک راستہ کھلا ملتا ہے۔

متضاد قوتوں اور کیمیکلز کے اثرات "بار بار استعمال" (Recycling) کے مظہر سے نمایاں ہوتے ہیں۔ انسان کے پیدا کئے فاسد مادوں (Waste، کچرا) سے بنی کھاد، پودوں کی نشوونما کرتی ہے جو انسان کی خوراک ہے۔ آکسیجن اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کا سائیکل ایک اور مثال ہے، ایک کا فضلہ دوسرے کی خوراک۔ یہی رزق کے ناختم ہونے والے خزانے ہیں۔ اگر ری سائیکلنگ نہ ہوتی تو دنیا تعفّن سے کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔ ہواؤں کا چلنا' رُخ بدلنا، موسمی تغیر و تبدل اور بارش کا نظام اس کی چند اور مثالیں ہیں۔ یہ ایک وسیع مضمون ہے۔ اس کا ذکر کائنات میں جاری تضاد سے پیدا توازن کی طرف دلانا مقصود ہے۔ انسانی شخصیت (جسم + نفس) ایسے تضادات سے بھری ہوئی ہے، جن میں چند کا ذکر کیا جا رہا ہے تاکہ ہومیو ادویات اور قانون بلمثل کو سمجھا جاسکے۔

1. صحت میں احساسات (Feelings) نہ ہونے سے طبیعت ہشاش بشاش ہوتی ہے۔ جوں ہی کوئی بیکٹیریا / وائرس سے انفیکشن ہوتی ہے تو جراثیموں سے نجات کیلئے جسمانی درجہ حرارت بڑھ کر بخار ہو جاتا ہے۔ اُسی لمحے پسینہ پیدا کرنے والے غدود' پسینہ پیدا کر کے ٹھنڈک شروع کر دیتے ہیں کہ کہیں زیادہ درجہ حرارت سے دماغ کے (Nervous Tissue) اعصابی نظام کو کوئی نقصان نہ پہنچ جائے۔ یعنی بخار پیدا کرنے اور اتارنے کا متضاد عمل صحت بحالی کیلئے ایک ہی جگہ کام کرتا ہے۔

2. خوراک ہضم کرنے کیلئے معدہ ہائیڈروکلورک ایسڈ (Hydrochloric Acid) پیدا کرتا ہے۔ اس کے تیزابی اثرات کو تعدیل کرنے کیلئے پتّہ Bile Salts پیدا کرتا ہے جس کے الکلائن (Alkaline) ہونے سے تیزابیت کم / ختم ہو جاتی ہے یعنی تیزاب اور الکلی کے متضاد اثرات صحت بحالی کیلئے کام کرتے ہیں۔

3. خوف، غصے اور اضطراب کی جذباتی کیفیت میں ایڈری نالین ہارمون کے اخراج سے بیماری کی کیفیت پیدا ہو کر بھوک ختم ہو جاتی ہے اور جب جذبات ٹھنڈے پڑتے ہیں تو ایک دوسرا ہارمون نار ایڈری نالین جسم کو ڈھیلا (Relax) کر کے بھوک بحال کرتا ہے، یعنی بھوک ختم ہونا اور بھوک بحال ہونے کے متضاد عمل ایک جگہ واقع ہو کر صحت بحال / شفا دیتے ہیں۔ ہارمونز جسم کا نظام گاڑی / کار کے ایکسلریٹر (Accelerator) اور بریک (Brake) کی طرح کنٹرول کرتے ہیں۔ ایک ہارمون ایک سمت کام کرتا ہے تو دوسرا، دوسری سمت کام کر کے توازن قائم رکھتا ہے۔

4. نظام ہضم کی خرابی اکثر اوقات جذبات کے تلاطم سے پیدا ہوتی ہے جس سے فاسد مادے (Toxins) پیدا ہوتے ہیں۔ اگر نظام اخراج ان فاسد مادوں کو باہر پھینکنے پر قادر نہ ہو (قبض کی وجہ سے) تو جگر ان فاسد مادوں کی تحلیل کیلئے ہسٹامین (Histamine) پیدا کرتا ہے جس سے گلے، ناک، آنکھوں اور منہ میں سوزش (Inflammation) پیدا ہو کر تکلیف کا باعث بنتی ہے۔ اس تکلیف دہ صورت سے نجات کیلئے جگر ایک اور کیمیکل انٹی ہسٹامین (Anti Histamine) پیدا کرتا ہے تاکہ سوزش کم ہو کر مواد (Discharge) خارج ہو۔ یہ (Allergy) یا نزلے کا حملہ ہے۔ فاسد مادوں کے اخراج کیلئے متضاد کیمیکلز Histamine and Anti Histamine کا پیدا ہونا، صحت بحالی کی طرف ایک قدم ہے۔

5. بیکٹیریا / وائرس کی انفیکشن (باڈی) کو ختم کرنے کیلئے مدافعتی نظام خاص طور بنائے گئے ٹیلر میڈ انٹی باڈیز بناتا ہے جو انفیکشن (جراثیموں / وائرس) کو اپنی لپیٹ میں لے کر مار دیتے ہیں، یعنی متضاد اثرات والے انٹی باڈیز' انفیکشن کو ختم کر کے صحت بحال کرتے ہیں۔

6. اگر خوراک میں شوگر اور گلوکوز زیادہ ہو تو انسولین (Insulin) ہارمون اس فالتو شوگر کو Glycogen بنا کر جمع کر دیتا ہے۔ جب جسم کو زیادہ توانائی کی ضرورت ہوتی ہے تو ایک دوسرا ہارمون کارٹی سون (Cortison) اس گلائی کوجن کو دوبارہ گلوکوز بنا دیتا ہے۔ یعنی گلوکوز سے گلائی کوجن اور گلائی کوجن سے گلوکوز کے متضاد عملیات صحت / توازن بحال رکھنے کیلئے ایک ہی جگہ واقع ہوتے ہیں۔

7. گوشت کھانے (Protein) سے خون گاڑھا ہوتا ہے اور اس میں چپک (Stickiness) پیدا ہوتی ہے۔ خون میں ہی موجود ایک دوسرا کیمیکل Phospholecithin خون کو پتلا رکھتا ہے، یعنی دو متضاد عمل - گاڑھا پن اور پتلا پن (Viscosity Control) خون کے اندر ہی انجام پاتے ہیں۔

8. خون کی Clotting (تھکا) کرنے والے دو کیمیکلز (Prothrombine) اور (Heparine) خون میں ہر وقت موجود ہوتے ہیں۔ اگر زخم ہو جائے تو زخم سے خون بہنے لگے تو Prothrombine جسم سے باہر نکلے خون میں تبدیلیاں کر کے Clot بنا دیتا ہے اور خون بہنا بند ہو جاتا ہے، یعنی دو متضاد عمل - خون بہنا اور خون کا Clot بن کر بہنا بند ہونا، خون کے اندر موجود کیمیکلز سے واقع ہوتے ہیں۔

9. خواتین کے ماہواری کے نظام کو دو ہارمونز پروجسٹرون (Progestron) اور ایسٹروجن (Estrogen) کنٹرول کرتے ہیں۔ ایک خون بہاتا ہے اور دوسرا بند کرتا ہے، یعنی دو متضاد عمل ایک جگہ واقع ہوتے ہیں اور صحت بحال رکھتے ہیں۔

10. آنکھ، منہ، ناک، پیشاب، سٹول اور منی (خواتین کی اوری اور رحم، ماہوری کا نظام شامل نہیں) کے اخراجات کے مقامات کو دوہرے اعصابی نظام سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔ خودکار اعصابی نظام ان اخراجات کو کنٹرول کرتا ہے۔ اس کے علاوہ ارادی اعصاب جو سنٹرل نروس سسٹم سے منسلک ہیں کے ذریعے سے ان اخراجات کو روکا جاسکتا ہے۔ اگر مناسب ماحول اور سہولتیں میسر نہ ہوں تو پیشاب، سٹول اور منی کے اخراج کو وقتی طور پر روکا جاسکتا ہے۔ اسی طرح منہ، ناک اور آنکھ کی خواہشات کو مناسب وقت تک روکا جاسکتا ہے۔ اگر یہ دوہری سہولت نہ ہوتی تو دنیا گندگی سے بھر جاتی۔ اغلباً دیگر مخلوقات میں دوہرا نظام نہیں ہے۔

ہومیو طریقہ علاج میں بمثل دوائی کیساتھ اکثر معاون دوا(Complementary) بھی دی جاتی ہے۔ ایک دوائی کچھ علامات کا خاتمہ کر کے مرض کو دوسری سمت دھکیل دیتی ہے جن کو معاون دوا شفا دیتی ہے۔ مثلاً سیلشیا کے مریض کو سردی زیادہ لگتی ہے۔ سیلشیا دینے سے اس کو گرمی پریشان کرنے لگتی ہے جس کے خاتمے کیلئے فلورک ایسڈ دی جاتی ہے یوں دو متضاد اثرات رکھنے والی ادویات سے مریض شفا پاتا ہے۔ اس سے ملتی جلتی شفا برائی اونیا اور رسٹاکس بھی دیتی ہیں۔ برائی اونیا کے مریض کو حرکت سے تکلیف زیادہ ہو جاتی ہے۔ برائی اونیا دینے سے اس کی تکالیف حرکت سے بڑھنے لگتی ہیں جن کو متضاد اثرات والی رسٹاکس سے شفا ملتی ہے۔ یعنی ہومیو پیتھی میں متضاد اثرات رکھنے والا دوا دویات کا سیٹ شفا کا ضامن ہے۔

اوپر کی مثالوں سے کائنات اور انسانی شخصیت (جسم + نفس) کے توازن کو متضاد عملیات اور کیمیکلز سے واضح کیا گیا ہے۔ اب بیماری کے دوران ادویات (ایلو پیتھک اور ہومیو پیتھک) کے اثرات کا جائزہ لیا جائے گا کہ یہ متضاد قوتوں کا قانون اُن پر بھی لاگو ہوتا ہے یا نہیں۔

ایلو پیتھک ادویات انتہائی زہریلی ہوتی ہیں۔ ان کے اثر سے اعصاب فوراً سُن (Numb) ہو جاتے ہیں اور علامات بیماری دب جاتی ہیں یعنی ایلو پیتھک علاج (Suppressive) مرض دباتا ہے۔ ایلو پیتھک دوائی کے اثرات خون کے ذریعے سے بیماری کی وجوہات اور بیماری سے فاسد مادوں کو اپنے متضاد اثرات

سے ختم کرنے لگتے ہیں۔ اس عرصہ میں قدرتی مدافعت بھی اپنا کام جاری رکھ کر بیماری کے متضاد اثرات والے انٹی باڈیز سے دفع کرنے پر لگی رہتی ہے۔ ایلوپیتھک ادویات اور قدرتی مدافعت بیماری کو متضاد اثرات والے کیمیکلز سے تباہ کرتی ہیں۔ اگرچہ دونوں کا مقصد بیماری سے نجات ہے اور ان کا عمل متوازی سمت میں ہوتا ہے لیکن دونوں کے کیمیکلز مختلف ہوتے ہیں۔ بیماری کے خاتمے کے بعد قدرتی مدافعت جسم میں رہ گئی۔ ایلوپیتھک دوا کو جسم سے نکالتی ہے جس کی وجہ سے بحالی صحت میں کچھ دن لگ جاتے ہیں۔

ہومیو ادویات لطیف زہریلے اثرات کی حامل ہوتی ہیں۔ اپنے غیر مادی وجود کی وجہ سے جسمانی مدافعت کو نہیں اُکسا (Stimulate) سکتیں بلکہ اپنے سے اوپر کی جذباتی مدافعتی سطح (Hormonal immunity) کو متحرک کرکے اینڈوکرائنل گلینڈز سے ایسے ہارمونز کا اخراج کرواتی ہیں جو اپنے متضاد اثرات سے بیماری کی وجوہات اور اس سے پیدا فاسد مادوں کو تباہ کرکے شفا دیتے ہیں۔

بمثل ہومیو دوائی ایسی علامات پیدا کرتی ہے جو قدرتی بیماری (جس کے علاج کیلئے ہومیو دوائی لی جاتی ہے) کی علامات سے مشابہ ہوتی ہے۔ یوں جسم میں دو ملتی جلتی بیماریاں جمع ہو جاتی ہیں، ایک قدرتی بیماری اور ایک ہومیو دوائی سے پیدا بیماری، جن کو دفع کرنے کیلئے لاشعور کا ردِ عمل بھی ڈبل ہوتا ہے۔ اس سے یہ واضح ہو گیا کہ ہومیو ادویات سے شفا کیلئے لاشعور اور مدافعتی اعضاء کا ردِ عمل، شریک شفا ہوتا ہے۔ ہومیو ادویات خود کچھ نہیں کرتیں بلکہ لاشعور کو اُکسا کر ہومیو دوائی کے متضاد ردِ عمل سے شفا دیتی ہیں۔

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ شفا بمثل ہومیو دوائی سے نہیں ہوتی بلکہ لاشعور کے متضاد ردِ عمل شفا کا باعث ہیں۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ متضاد اثرات سے پیدا توازن کا قانون عالمی قانون ہے اور ساری کائنات بمعہ انسانوں پر لاگو ہے۔

34 قانون شفاء سب کیلئے ایک

ہینی مین کے قانون بلمثل نے اس وقت کے طبّی حلقوں میں زبردست ہل چل پیدا کی۔ کوئی ڈاکٹر ماننے کو تیار نہیں تھا کہ قانون بلمثل سے شفا ہو سکتی ہے لیکن ہینی مین کا اصرار تھا کہ چونکہ ہومیو دواؤں سے بلمثل قانون سے شفا ہوتی ہے، لہٰذا قانون بلمثل ہومیو پیتھی کی حد تک صحیح ہے۔ جبکہ مخالفین کا کہنا تھا کہ ساری کائنات میں بلضد قانون سے توازن قائم ہے اور اس قانون سے کسی کو استثنا نہیں ہو سکتا۔ یہ دیکھنے کیلئے کہ کون درست ہے ہم اب ایک بار پھر جسم میں داخل ہوئی خوراک، انفیکشن (بیماری) اور ہومیو دوا کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں۔

جو خوراک جسم میں داخل ہوتی ہے اس کو جسم میں موجود کیمیکلز تحلیل (Break Down) کر کے اس کی ماہیت (Nature) کو بلضد کیمیکلز سے ختم کرتے ہیں۔ اسی طرح انفیکشن (بیماری) کے محرکات (بیکٹریا، وائرس، موسم وغیرہ) کو بلضد کیمیکلز (انٹی باڈیز) ختم کرتے ہیں اور اگر بیماری کی علامات کے بلمثل ہومیو دوا لی جائے تو ہومیو دوائی ایک اور بلمثل بیماری پیدا کرتی ہے، اس طرح جسم میں دو بلمثل بیماریاں پیدا / جمع ہو جاتی ہیں یعنی ایک قدرتی بیماری اور ایک ہومیو دوائی سے پیدا بیماری۔ ان دو بلمثل بیماریوں کو جسم کا دو سطحی دفاعی نظام تباہ کرتا ہے۔ دشمن کو ہمیشہ بلضد طریقوں سے ہلاک کیا جاتا ہے جبکہ بلمثل کیمیکلز اور قوتیں ایک دوسرے کو اشتراک عمل (تعاون، اتحاد (Union, Synergy/Complementary) سے تقویت دیتے ہیں۔ بیماری کو ختم کرنا دشمن کو ہلاک کرنا ہے نہ کہ دشمن پالنا۔ لہٰذا ہومیو دوا قدرتی قوانین کے مطابق بلضد عمل سے شفا دیتی ہے۔ جسم کے اندر تمام عمل بلضد ہو کر توازن قائم کرتے ہیں۔

انتخاب دوا، انسانی کوشش، علم، تجربے کا مرکب عمل ہے جس میں غلطی کا امکان ہمیشہ رہتا ہے۔ انسان نے اپنے تجربات سے سیکھ لیا کہ جو دوا، علامات مرض پیدا کرتی ہے ان ہی علامات کو قدرتی امراض میں شفا دیتی ہے، یہ انسانی قانون ہے۔ یہ انتخاب دوا کا ایک جٹکا قانون (Thumb Rule) ہے۔ ایک ہی کیس میں دوا ڈاکٹروں کی منتخب کردہ بلمثل ادویات مخلف ہو سکتی ہیں اور ہو سکتا ہے ان میں کوئی بھی شفا نہ دے۔ لہٰذا یہاں غلطی کا امکان ہو وہ قدرتی قانون نہیں ہو سکتا۔ شفا کا عمل جسم کے اندر انجام پاتا ہے اور

اس میں کبھی کوئی غلطی نہیں ہوتی۔ ایک دوائی کا عمل ہمیشہ ایک سا ہی رہتا ہے اور انسان اس میں کوئی دخل نہیں دے سکتا۔ لہٰذا شفا کا عمل قدرتی عمل ہے اور بلضد طریق سے انجام پاتا ہے۔

جب دوا کے زہریلے اثرات، بیماری کے زہر کو کیمیکلی Neuralise کر دیتے ہیں تو شفا ہوتی ہے۔ یہی حضور خَاتَمُ النَّبِیِّین ﷺ کا فرمان ہے۔ ایلو پیتھی، طب نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّین ﷺ / یونانی اور ہومیو پیتھی میں شفا کا ایک ہی قانون ہے۔ ایلو پیتھی اور طب میں دوائی کے زہریلے اثرات باہر سے دیئے جاتے ہیں جبکہ ہومیو پیتھی میں زہریلے مرکبات / اثرات جسمانی دفاع خود پیدا کرتا ہے اور اگر جسم دفاعی کیمیکلز نہ بنا سکے تو ہومیو پیتھی سے شفا ناممکن ہے۔ ایلو پیتھی میں ادویات کے خواص جانوروں (بندروں، سوروں، بلی، کتوں) وغیرہ پر تجربات کر کے حاصل کئے گئے ہیں۔ جانوروں کی خوراک (نظام انہضام) اور نظام ہارمونز (جذبات) انسانوں سے مختلف ہونے کی وجہ سے یہ معلومات انسانوں پر استعمال کرنا خطرناک ہے۔ جانوروں کی جبلتیں (Instinct) اور ہارمونز اور سرگرمیاں انسانوں سے بہت مختلف ہیں لہٰذا یہ نتائج جذباتی امراض کی شفایابی کیلئے راہ نما نہیں بن سکتے۔ ایلو پیتھک ڈرگز بذریعہ خون جسم کو زہریلا کر کے بے شمار مصنوعی امراض پیدا کرتے ہیں، لیکن اس کے باوجود ایلو پیتھی کو بہ یک قلم مطعون نہیں کر سکتے۔ ایلو پیتھی جان بچانے اور ایمرجنسی میں قابل قدر خدمات انجام دے رہی ہے۔ انفیکشن ختم کرنے میں اس کا مقابلہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ طب نبوی خَاتَمُ النَّبِیِّین ﷺ / یونانی میں Herbs کے خواص اتفاقیہ زہر خورانی سے اور انبیاء کرام / بزرگان دین / سادھوؤں سے معلوم ہوئے ہیں۔ Herbs بیماری کے زہریلے اثرات نہ صرف ختم کرتی ہیں بلکہ بیماری سے اعضا / رئیسہ میں جو کمزوری (Deficiency) پیدا ہو گئی ہو اس کو بھی پورا کرتی ہیں۔ یوں ان کا رول دوہرا ہے۔ طب میں صدیوں پرانے نسخوں پر مزید تحقیق کیلئے کسی حکیم سعیدؒ جیسے دیدا ور کی ضرورت ہے۔ ہومیو پیتھی میں ادویات کے خواص انسانوں پر تجربات (Proving) سے حاصل کئے گئے ہیں۔ ہومیو ادویات قابل بھروسہ اور (Non-toxic) زہریلے اثرات سے ماوریٰ ہیں۔ ہومیو ادویات نظام انہضام سے گزرے بغیر صرف اینڈوکرائنل گلینڈز کو متحرک کر کے ہارمونز سے شفا دیتی ہیں۔ ہارمونز، خون کے ذریعے سے صرف مقام متاثرہ / اعضاء تک آناً فاناً پہنچ کر بیماری کو تلف کرتے ہیں اور وہ نظام جسم، ہضم اور خون کو نہیں چھیڑتے، اور یوں ہومیو پیتھی سب سے زیادہ ملائم طریقہ علاج ہے کہ مریض کو پتا بھی نہیں چلتا اور شفا ہو جاتی ہے۔ ان تمام خوبیوں کے باوجود بلشل دوا کا انتخاب K-2 سر کرنے کے مترادف ہے۔ ہومیو پیتھی کی ڈگری آسان اور پریکٹس مشکل ترین ہے۔

35 ہینی مین کے میٹریا میڈیکا میں جھول

اسی کتاب کے کسی سابقہ باب میں ہم نے ذکر کیا ہے کہ ہومیو ادویات کی ناکامی کا تعلق خوراک میں وٹامنز اور منرلز کی کمی اندرونی اور مدافعتی اعضاء کی کم کارکردگی سے ہے۔ اس مضمون میں ہومیو ادویات کے فیل یا ناکام ہونے کی وجہ (Proving) اور میٹریا میڈیکا کی خامیوں اور جھول سے ہے۔

ہینی مین نے اپنا شہرہ آفاق کام ایسے وقت انجام دیا جب اناٹومی، فزیالوجی، مدافعت مرض، گردش خون، ہارمونز، بیکٹریا، وائرس کے بارے علم نہ ہونے کے برابر تھا۔ کسی کو وجوہات مرض کا علم تھا اور نہ جسم میں ودیعت شدہ نظام مدافعت کی باریکیوں کا۔ کسی کو کیمیکل اور بائیولوجیکل تحریکات، عملیات، کا علم تھا اور نہ نفسیاتی وجوہات مرض کا۔ ایسے میں ہینی مین نے اپنے قیاسیات کو تجربات اور مشاہدات کا رنگ دے کر ایک ضابطہ قانون شفا بعنوان (Organon) تصنیف کر کے سارے عالم کو دنگ کر دیا۔

مرض کو اس وقت جاننے کا ذریعہ نبض، علامات زبان، آنکھ، پیشاب اور پاخانہ وغیرہ ہی تھیں۔ اس نے ان علامات کو ہی پہچان مرض اور شفا بنایا۔ اگر اس وقت دوسری سہولتیں ہوتیں تو وہ ان کو استعمال کرتا۔

ہینی مین کے دور میں اور اب بھی یہی سمجھا جاتا ہے کہ جب بیماری کے زہر کو دوا کا زہر تعدیل (Neutralise) یا تباہ (Disintegrate) کر دیتا ہے تو شفا ہوتی ہے۔ ایلوپیتھی اور یونانی طب میں دوائی بیرون سے جسم میں پہنچائی جاتی ہے۔ جبکہ ہومیوپیتھی میں ''تعدیلی زہر'' ہومیو دوائی کی تحریک سے جسم خود پیدا کرتا ہے۔ بیماری اور دوا کے زہر کو ٹیسٹ کرنے کی سہولت اس وقت نہیں تھی۔ ہر نئی دوا مریض پر ہی ٹیسٹ کی جاتی تھی اور بعض اوقات یہ ٹیسٹ مہلک ہو جاتے تھے۔ لیکن ڈاکٹروں کی آزمائش دوا کے تجربات، مریض بھگتنے پر مجبور، ہلاکت کو اللہ کی مرضی سمجھ کر خاموش رہتے اور اب بھی یہی ہوتا ہے۔ ہینی مین نے ان ہلاکت خیزیوں سے ہٹ کر میڈیکل مادوں یا ادویات کو صحت مند انسانوں پر ٹیسٹ کر کے بیماری، دوا اور شفا کا تعلق دریافت کرنے کیلئے ان مادوں کو اپنے اپنے اہل خانہ اور شاگرد ڈاکٹروں پر مادی

حالت (مدر ٹنکچر1x) پر آزما(Prove) کر شعبہ طب میں بڑی چھلانگ (Jump) لگا کر ایک تہلکہ پیدا کر دیا۔ اس نے اپنے تجربات اور مشاہدات کو جو 27 ادویات پر مشتمل تھے کو1821 میں شائع کر کے انکشاف کیا کہ جو میڈیکل مادے (ادویات) جن علامات مرض / بیماری کو شفا دیتے ہیں۔ وہی مادے صحت مند انسانوں میں ملتی جلتی مصنوعی بیماری / علامات پیدا بھی کرتے ہیں اور ان نتائج کو مشہور قانون بلمثل شفا (Similar Cures Similar) میں بیان کر دیا ہے اور یہی قانون ہومیوپیتھی کی پہچان ہے اور انسانی رویوں کے پس منظر کو بیان کرنے کیلئے بھی استعمال ہوتا ہے مثلاً نیکی کا بدلہ نیکی، بدی کا بدلہ بدی، جان کے بدلے جان اور آنکھ کے بدلے آنکھ۔

ابتدا میں (1810 تا 1821) Proving کیلئے میڈیکل مادے مادی حالت میں استعمال کیے گئے (Material Doses) لیکن بعد میں Proving پوٹاینسی میں کی گئیں۔[19]

ہینی مین یہ مشاہدہ کر کے حیران رہ گیا کہ پوٹاینسی میڈیسن (جن میں کوئی مادی چیز نہیں ہوتی) بھی صحت مند انسانوں کو ویسے ہی بیمار کرتی ہے جیسے مادی مقداریں۔ ہینی مین صرف یہ ہی کہہ سکا کہ پوٹاینسی میڈیسن انرجی ہیں۔ اس وقت یہ کہنا بھی بہت بڑی بات تھی۔

مادی اور غیر مادی مقداروں کے جسم اور نفس پر اثرات کو اچھی طرح نہ سمجھنے کی وجہ سے بہت سے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ میسج میڈیسن کے تجربات سے یہ سمجھنا آسان ہو گیا ہے کہ غیر مادی دوائیاں کیونکر اثر کرتی ہیں اور پوٹاینسی دواؤں کا کاری ایکشن میکانیزم (Reaction Mechanism) کیا ہے؟[20]

انسان، جسم اور جان (روح، نفس یا قوت حیات) کا مجموعہ ہے۔ اس دو سطحی شخصیت میں ودیعت شدہ دفاعی نظام (Immune System) بھی دو سطحی ہے۔

1. جسمانی دفاع کیلئے امیون سسٹم (مادی وجوہات مرض، بیکٹیریا، وائرس، فنگس اور زہروں)
2. نفس کے دفاع کیلئے ہارمونل نظام دفاع (جذبات، حسد، کینہ، نفرت، خوف اور ہوس) سے پیدا

---

19 That is, Hahnemann used material doses for proving...; he used potency, in fact, much later…
p 35. The two faces of Homeopathy by “Anthony Campbell” … B. Jain India.

20 مضمون کے اخیر میں ایک نظر مادی اور پوٹاینسی Proving Route دیکھیئے۔

بیماریوں سے شفا کیلئے۔

جب Proving کیلئے مادی دوا لی جاتی ہے تو مادی دوا کے زہریلے اثرات، مدافعتی نظام کو مفلوج کر کے، جسم کو بیمار کر دیتے ہیں اور جسمانی علامات بیماری، نفس پر خود بخود منتقل ہو کر نفس کو بھی بیمار کر دیتے ہیں۔ اور جب Proving کیلئے پوٹائینسی میڈیسن لی جاتی ہے تو پوٹائینسی میڈیسن غیر مادی وجود کی وجہ سے جسم پر کوئی اثر نہیں ڈالتی اور نہ ہی جسمانی دفاع ان کو روک سکتا ہے۔ پوٹائینسی میڈیسن نفس پر اثر کر کے نفس کو بیمار کر دیتی ہیں۔ نفس کی بیماری کی علامات جسم میں خود بخود منتقل ہو کر جسم کو بیمار کر دیتی ہیں۔ بیماری جسم سے نفس اور نفس سے جسم میں منتقل ہوتی رہتی ہے (Vice Versa)۔ یعنی دوا مادی ہو یا پوٹائینسی، ہر دو صورتوں میں جسم اور نفس بیمار ہوتے ہیں۔ لیکن جسمانی علامات بیماری اور نفس کی علامات بیماری ہو بہو یعنی ایک سی نہیں ہوتیں۔ مادی زہر تیز ہونے کی وجہ سے جسمانی علامات میں زیادہ شدت اور تیزی ہوتی ہے اور ان کو نوٹ کرنا، بیان کرنا مشکل ہوتا ہے۔ اور یوں علامات کی باریکیوں اور تفصیلات کا صحیح ادراک مشکل ہوتا ہے۔ جبکہ پوٹائینسی میڈیسن سے پیدا علامات بیماری دھیمی اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو کر تفصیل اور باریکی سے مطالعہ کرنے کا موقع دیتی ہیں۔ اس وجہ سے مادی Proving اور پوٹائینسی Proving میں علامات خاص کر جذباتی اور ذہنی علامات میں لطافت کا فرق ہوتا ہے۔ جو ادویات پوٹائینسی میں Proving کی گئی ہیں ان کی علامات زیادہ قابل بھروسہ ہیں۔

دوا مادی ہو یا پوٹائینسی میں ہر دو صورتوں میں جسم اور نفس میں بگاڑ پیدا کرتی ہیں۔ مادی دوا نظام ہضم سے گزر کر خون میں شامل ہو کر جسم میں علامتیں پیدا کرتی ہیں جبکہ پوٹائینسی میڈیسن نظام ہضم سے گزرے بغیر (اعصاب کو چھو کر اینڈوکرائینل گلینڈز سے ہارمونز کا اخراج کروا کر کسی عضو میں علامات پیدا کرتی ہیں۔

ہمارا میٹریا میڈیکا تین طرح کی ادویات کا مجموعہ ہے۔ پہلی وہ جو مادی حالت میں ٹیسٹ کی گئیں، دوسری وہ جو پوٹائینسی میں آزمائی گئیں تیسری وہ جو کلینک میں مریضوں میں آزمائی گئیں۔ یوں ان کی علامات یکساں اہمیت کی حامل نہیں۔ آئیڈیل صورت تو یہ ہوتی کہ تمام ادویات کو پوٹائینسی میں آزمایا جاتا۔

میٹریا میڈیکا میں جو ادویات مادی حالت میں ٹیسٹ کی گئیں؛ ان کی علامات نامکمل اور غیر واضح اور تفصیل نہیں ہے۔ جب ہمارے پاس زیادہ تفصیل والی علامات کا مریض آتا ہے تو ہم درست دوا کا انتخاب نہیں کر سکتے اور مرض لمبا ہو جاتا ہے۔ اس کی وضاحت درج ذیل مثال سے کی جاتی ہے۔

فرض کریں کہ میڈیسن "A" کو مادی حالت میں ٹیسٹ کرنے سے "دست پیدا ہوئے۔ معمولی

درد سے پاخانہ یک دم خارج ہو گیا۔" جب میڈیسن "A" کو پوٹاینسی میں ٹیسٹ کیا گیا، "تو پہلے منہ میں پانی آیا۔ متلی کی کیفیت پیدا ہوئی۔ ناف کے پاس درد اور گیس کی گڑگڑاہٹ سے پاخانہ یک دم خارج ہو گیا۔" فرض کریں میڈیسن "A" مادی مقدار میں (Prove) ٹیسٹ کر کے اس کی علامات نوٹ کی گئی تھیں۔ ہمارا مریض زیادہ تفصیلی علامات کا آیا۔ وہ یقینی طور پر دوسری کیفیت کا مریض تھا جس کی علامات میٹریا میڈیکا میں درج نہیں تھیں۔ لہٰذا ہم اس کیلئے درست انتخاب نہ کر سکے اور شفا میں دیر لگی۔ مادی اور پوٹاینسی میڈیسن کی علامتوں میں فرق کی وجہ سے ہم صحیح دوا کا انتخاب کرنے میں اکثر ناکام ہو جاتے ہیں۔ اگر تمام میڈیسن پوٹاینسی میں Prove کی ہوتیں تو انتخاب دوا آسان ہوتا۔

ہمارے کچھ مریض ایسے رہ جاتے ہیں جو کسی دوا سے صحت یاب نہیں ہوتے ایسے ناکام کیسز (Cases) کو سمجھنے کیلئے ہمارا مضمون "ہومیو دوا کیونکر ناکام ہوتی ہیں" کا ضرور مطالعہ کریں۔ اس کے علاوہ کچھ ناکامیوں کی وجوہات کا تعلق Proving کی خامیوں یا جھول سے ہے۔ ان کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔

ہینی مین اور اس کے شاگرد / دوست ڈاکٹروں نے میڈیکل مادوں کو خود آزمایا (Proving کی) ان مادوں کے خواص سے وہ پہلے سے آگاہ تھے اور متوقع (Anticipate) تھے کہ یہ علامات پیدا ہوں گی۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ وہ اپنے خیالات سے خود مشورہ (Auto Suggestion) اور توقع (Anticipation) سے اپنے آپ کو خود بیمار کر رہے تھے۔ "خیالات کی منتقلی" (Transfer of Thought) اور "خود مشورہ (Auto Suggestion) کے بارے آگاہی، نفسیات کی ترقی سے واضح ہوئی ہے اور ہم نے MM کی دریافت میں اس سے استفادہ کر کے واضح کیا کہ اپنے خیالات سے بیماری پیدا کی جا سکتی ہے۔ اس لیے ہینی مین کے جمع کردہ علامات کے بارے یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ کتنی GENIUNE اور کتنی خود پیدا کردہ ہیں۔ اس وجہ سے بعض اوقات مریض کی علامات کو میٹریا میڈیکا کی علامات سے Match کرنا مشکل ہو جاتا ہے اور ناکامی مقدر ٹھہرتی ہے۔

قدرت (اللہ تعالیٰ، Nature) نے ہر علاقے کی بیماریوں کا علاج اسی علاقے کے ہربز (Herbs) میں رکھا ہے۔ ضروری نہیں کہ ہمارے علاقے کے امراض جرمنی میں تیار شدہ اور Proven میڈیسن سے شفا پا جائیں۔ ہمیں اپنے علاقے کی اسی Herbs کو اپنے ہاں Prove کرنا چاہیے تاکہ ناکامیوں کا بوجھ کم ہو سکے۔

رہن سہن کے طریقوں خوراک، موسم، آب و ہوا، اعتقادات (Faith) کا جسم میں پیدا ہونے

ہارمونز کی کوالٹی اور کوانٹٹی (مقدار) سے تعلق ہے۔ جس سے Physiology بدلتی ہے۔(تفصیل کیلئے دیکھیے ہمارا مضمون ”جذباتی ذہانت سے فزیالوجی میں تبدیلی سے بیماریوں سے تحفظ)۔ فزیالوجی کی تبدیلی سے کردار اور اخلاق بدلتا ہے۔ اور رؤیوں میں تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں یعنی جذباتی / ذہنی علامات (Mental Symptoms) کا تعلق ہر علاقے کے رہن سہن، خوراک، موسم سے گہرا تعلق ہے۔ جرمنی ایک ٹھنڈا ملک ہے وہ ابلی خوراک کھاتے ہیں۔ گائے اور سور کا گوشت ان کی من بھاتی خوراک ہے۔ وہ شراب جوئے اور لاٹری کے رسیا ہیں۔ جنسی بے راہ روی اور ان سے منسلک بیماریاں (سوزاک اور سفلس) وہاں کا روزمرہ کا معمول ہے۔ ان کا ماحول صاف ستھرا ہونے کی وجہ سے وہ انفیکشن سے فوری متاثر ہوتے ہیں۔ Proving کے دوران وہ پوٹاینسی میڈیسن سے فوری بیمار ہو کر علامتیں ظاہر کرنے لگتے ہیں۔ ہم لوگ فرائی خوراک پسند کرتے ہیں۔ ہم تیل / چربی / گھی، چینی اور مصالحہ جات (Herbs) کثرت سے استعمال کرتے ہیں۔ جس سے ہمارا (Metabolism) ہاضمہ ان سے کمزور اور تھائی رائڈ گلینڈز جلد کم کارکردگی دکھانے لگتا ہے۔ ہم گندگی کے ڈھیروں پر پلتے ہیں۔ اس وجہ سے ہمارے مدافعتی اعضا لگاتار گندگی اور انفیکشن سے مقابلہ کر کے جلد ہی ناکارہ ہو جاتے ہیں ہماری عمریں ان سے کم اور ہم علامات ظاہر کرنے میں وقت لیتے ہیں۔ اس لیے ہومیوادویات ہم پر اثر کرنے میں دیر لگاتی ہیں اس وجہ سے Proving میں ریکارڈ کی گئی علامات ہم پر ہوبہو ویسے اثر نہیں ظاہر کرتیں جیسے جرمنی میں۔

وہ اپنے جذبات کا اظہار سوچ سمجھ کر کرتے ہیں جسے آج کل (Emotional Intelligence) کہا جاتا ہے جبکہ ہم فوراً پھٹ پڑتے ہیں۔ اس وجہ سے ہماری ذہنی علامات ان سے ہوبہو نہیں ملتی۔ ہمارے جسموں میں (Anti Stress Hormones) زیادہ بننے سے ہم ان بیماریوں کا زیادہ شکار ہو جاتے ہیں، جو اینٹی سٹریس ہارمونز کی زیادتی سے پیدا ہوتی ہیں۔ اسی ہارمونز کی زیادتی سے ہومیوادویات دیر سے اثر کرتی ہیں۔

ہینی مین کے میٹریا میڈیکا کی پیروی میں، اس کے بعد کئی میٹریا میڈیکا لکھے گئے جن میں علامات کو جسم کے مختلف اعضا کے تحت جمع کیا گیا۔ مثلاً 10 (Ten) Provers کے سر کی علامات ایک جگہ 10 آنکھوں کی علامات ایک جگہ اور اس طرح دیگر اعضا کی علامات ایک ایک عضو کے نیچے۔ جس سے پیدا ہوئی بیماری کی مجموعی اور تدریجی صورت واضح نہیں ہوتی۔

بیماری قدرتی ہو یا آزمائی ہوئی دوا سے مصنوعی، ہر دو صورتوں میں بیماری آہستہ آہستہ ظاہر ہوتی

ہے۔ تمام بیماریاں ابتدا میں ایک سی لگتی ہیں۔ ان میں کوئی انفرادیت نہیں ہوتی۔ وقت کے ساتھ بیماریاں ایک عضو سے دوسرے عضو اور پھر سارے جسم کو گھیر کر شدت اور انفرادیت اختیار کرتی ہیں۔ بیماریوں کی تدریجی ترقی (آہستہ آہستہ بڑھنے کی رفتار) کا کسی میٹریا میڈیکا میں ذکر نہیں۔ صرف انتہائی سطح کی تکالیف کا ذکر ہے۔ ہمارے مریض کسی نہ کسی درمیانی سطح مرض کے ہوتے ہیں اور اس درمیانی سطح مرض کا کسی کتاب میں ذکر نہ ہونے کی وجہ سے درست دوا کا انتخاب مشکل ہوتا ہے اور ہم مختصریوں کہہ سکتے ہیں کہ ہماری ناکامیوں کا کچھ نہ کچھ تعلق Proving اور میٹریا میڈیکا میں ریکارڈ کی گئی علامات کے نامکمل ہونے سے ہے اور ہمیں میٹریا میڈیکا اور Proving (30 پوٹاینسی اور 1x–3x) میں نئے سرے سے کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا موجودہ میٹریا میڈیکا گڈمڈ کیفیت کا حامل ہے۔ کچھ ادویات 30C پوٹاینسی میں اور کچھ 1x-3x میں کی گئی ہیں۔ اس وجہ سے علامات میں Uniformity نہیں ہے۔ خاص کر علامات کو خون اور دیگر ٹیسٹوں سے منسلک کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ بیماری خون میں پہلے ظاہر ہوتی ہے اور علامات میں بعد میں۔ ہمیں خون کی علامات کو بھی Totality of Symptoms میں شامل کر کے قدامت پرستی سے نکلنا ہوگا۔

36 ری پروونگ (Reproving) کیوں؟

ہمارے ہسپتال (ایلو پیتھک) جن مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں ان میں کم ہی مریضوں کو ہومیو پیتھی شفا دینے پر قادر ہے۔ اگر ہومیو پیتھی اس قابل ہوتی تو ان جگہوں پر سناٹا ہوتا۔ ہومیو پیتھی کی اس کمزوری کی کئی وجوہات ہیں لیکن سب سے اہم وجہ اس کا پروونگ (Proving) سے حاصل کردہ معلومات اور علامات کو آگے بڑھانے کی جھجک ہے ہینی مین کے عہد میں تشخیصی آلات اور لیب ٹیسٹ کی سہولتیں وجود میں نہیں آئی تھیں۔ اس وجہ سے تشخیص مرض صرف علامات سے ہوتی تھی۔ ان دنوں اناٹومی اور فزیالوجی کا علم واجبی سا اور نہ ہونے کے برابر تھا اور یہ معلوم نہیں تھا کہ اندرونی اعضاء رئیسہ (Capital Organs) جگر، گردے، پھیپھڑے اور دل وغیرہ اعصاب سے یک طرفہ جڑے ہوئے ہیں۔ دماغ سے نکلے اعصاب ان اعضاء تک دماغ کے سگنلز (پیغامات) تو پہنچاتے ہیں لیکن ان اعضاء سے بہت کم اعصاب دماغ تک پہنچ کر بیماری کی علامات اور سگنلز دماغ تک پہنچاتے ہیں۔ Afferent Nerves صرف بیرونی جھلیوں (Lining Membrane) سے دماغ تک جڑی ہوئی ہیں۔ اور ان ہی کی علامات دماغ تک پہنچتی ہیں اور یہی علامات مٹریا میڈیکا کا حصہ ہونے کی وجہ سے صرف ان جھلیوں کا علاج ہی ہومیو پیتھی سے ہوتا ہے۔ اگر مرض اعضاء رئیسہ تک پہنچا ہو تو لاعلاج ہی رہتا ہے۔ یہ تو موجودہ ٹیسٹ سہولتوں سے ممکن ہوا کہ ان امراض کی تشخیص ہو سکے۔ لیکن اس تشخیص کے باوجود ہومیو پیتھی میں ایسی Proved Remedies نہیں جو ان امراض کو صحت یاب کر سکیں۔ لہٰذا ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ ادویات کو نئے سرے سے پروو (Prove) کیا جائے اور مرض کی حالت کو ٹیسٹ رپورٹوں سے منسلک کیا جائے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ موجود دوائیوں سے کوئی بھی دوا موزوں نہ ہو تو نئی ادویات کی تلاش ضروری ٹھہرتی ہے۔

نئی ادویات کی تلاش کیلئے ہینی مین نے کچھ اشارات دیئے ہیں۔ ہینی مین نے اپنے دور کے قریباً سبھی میڈیکل مادوں (Medical Substances) کو (Prove) پروو کیا۔ اس کے مشاہدے میں آیا کہ اس کے دور کی اکثر بیماریاں ان میڈیکل مادوں کے ثانوی اثرات (Side Effects یا Dents) ہیں۔ اس

نے ان اثرات کو ان ہی مادوں کی پوٹاینسی ادویات سے شفایاب کر کے ”قانون شفا“ کا اعلان کیا کہ ”جو دوا مادی مقدار میں بیماری پیدا کرتی ہے۔ اُسی دوائی کی پوٹاینسی میڈیسن سے شفایاب ہوتی ہے۔“

ہینی مین کے دور کے میڈیکل مادوں کے اثرات، نسل در نسل ہوتے ہوئے ہم تک آ پہنچے ہیں اور ہم اُن کو ہینی مین دور کی ادویات سے شفایاب کرتے ہیں۔ اس کے دور میں سلفر، ارسینک البم، مرک سال، سارسپ ریلا، اجوائن، افیوں ہینگ، کچلا، کونین اور اناکارڈیم (بھلاوا) وغیرہ کثرت سے استعمال ہوتے تھے اور ہم ابھی بھی ان اثرات کو ان دوائیوں کی پوٹاینسی سے صحت یاب کرتے ہیں۔ لیکن مشاہدے میں آیا ہے کہ کچھ اثرات کسی بھی گذشتہ دور کی دوائیوں سے شفایاب نہیں ہوسکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ڈرگز کے بے محابہ استعمال سے ڈرگز کے اثرات، پرانی ادویات کے اثرات پر تہہ در تہہ جمنے (Graft) ہونا شروع ہو کر سائیڈ ایفکٹس کو مزید پیچیدہ بنا رہے ہیں۔ اس کا علاج موجودہ ادویات سے مشکل ہے۔ بدلے ہوئے حالات کی وجہ سے اب کثرت سے استعمال ہونے والے ڈرگز کو Prove کرنا ضروری ہو گیا ہے۔

اس سلسلے میں انڈیا میں ڈاکٹر رَمن لال نے کافی کام کیا ہے اور اس کی تفصیل اپنی کتاب میں بیان کی ہے۔[21]

اس نے کثرت سے استعمال ہونے والے ڈرگز سے پیدا سائیڈ ایفکٹس کو ان ہی ڈرگز کی پوٹاینسی سے صحت یاب کیا جن سے وہ پیدا ہوئے تھے۔ اس نے ان ڈرگز کو Prove تو نہیں کیا۔ لیکن مریضوں کے بتائے ڈرگ جن کے استعمال سے وہ دوبارہ بیمار ہوئے تھے کو پوٹاینسی میں تبدیل کر کے شفا ممکن بنائی۔ ہوسکتا ہے وہ بیماریاں جن سے ہسپتال بھرے ہوئے ہیں وہ ڈرگز سے پیدا کردہ ہوں (Drugs Induced Diseases) تو اس صورت میں ضروری ہے کہ ڈرگز کو Prove کر کے ہومیو علاج کو مزید وسعت دی جائے۔

Proving یا آزمائش ادویات ایسے دور میں کی گئی جب جراثیم / وائرس سے پیدا انفیکشن کا تصور ناپید تھا۔ ہومیو لٹریچر میں سوزش، درد اور بخار اور پس (Inflammation Pain and Suppuration) کا ذکر ملتا ہے اور ان کو کنٹرول کیلئے جو ادویات استعمال کی جاتیں ہیں۔ ان کا اثر آہستہ ہوتا ہے اور ایسی ادویات کی تلاش رہتی ہے جو زود اثر ہوں۔

---

21 What is Tautopathy By Dr. Raman Lal, Hahnemann Homeopathic Pharmacy Kerala, India

سنکونا بارک کے پہلے تجربے سے یہ اشارہ ملا کے شاید سنکونا بھی ملیریا جیسی علامات پیدا کرنے کا باعث ہو۔ اسی شبہے کی تصدیق کیلئے اس وقت کے تمام میڈیکل مادے (Medical Substances) جو کہ اکثر جڑی بوٹیاں (Herbs) معدنی نمکیات اور دھاتیں (Metals) تھے کو Prove کرنے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ جو مادے صحت مند انسانوں میں بیماری کی علامات پیدا کرتے ہیں وہ مادے پوٹینسی میں ان سے ملتی جلتی (مشابہ) علامات کو بیماروں میں صحت یاب کرتے ہیں۔ یعنی جو "دوا بیمار کرتی ہے وہ ہی شفا دیتی ہے۔" اسی منطق کو آگے بڑھاتے ہوئے حیوانی زہروں کو Prove کر کے بہت زود اثر ادویات لیکسز، ناجا، آپس (Apis) کنتھرس، بلاٹا، کروٹلس سیپا وغیرہ دریافت کی گئیں اگر یہ ادویات دریافت نہ ہوتیں تو بہت سے امراض کا علاج ہومیو پیتھی سے نہ ہوتا۔ مثلاً لیکسز سے جو مرض شفایاب ہوتے ہیں ان کو 20 – 25 دوائیاں مل کر بھی شفایاب نہیں کر سکتیں۔

ان حیوانی زہروں سے بنی ادویات کی زود اثری سے تحریک پا کر بیماری سے پیدا کردہ اخراجات (Discharges) وغیرہ سے ادویات بنائی گئیں جن کو NOSODE کہتے ہیں اور یہ گذشتہ امراض کے ما بعد اثرات کو دور کرنے کے علاوہ Acute Diseases کے شفا کیلئے لاجواب شہرت رکھتی ہیں۔ کالی کھانسی، ڈپتھیریا، ٹٹنس، خسرہ چکن پوکس وغیرہ کے علاج کیلئے اکسیر ہیں۔ علاوہ ازیں حفظ ماتقدم (Prophylactic) کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔

اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کونسا جراثیم / وائرس کونسی بیماری پیدا کرتا ہے اس لئے ان جراثیموں اور وائرسوں سے NOSODE بنا کر متعلقہ بیماریوں سے نجات کی تدبیر کرنی چاہیے۔ اسی طرح موجودہ ڈرگز میں جو زیادہ استعمال میں آتے ہیں کو بھی Prove کرنا چاہیے۔ گذشتہ تجربات اور تاریخ سے لگتا ہے کہ علاج کیلئے ان کی پوٹاینسیاں ایک نئے دور کا آغاز کریں گی۔

طرز کہن پر اڑنا(Resist Change)

فیشن اتنا تیزی سے تبدیل نہیں ہوتا جتنی تیزی سے ایلوپیتھی۔ ایک نئی دریافت کی ابھی سیاہی خشک نہیں ہوئی ہوتی کہ دوسری تبدیلی کی دستک سنائی دیتی ہے۔ یہ تبدیلیاں اتنی سرعت سے ہو رہی ہیں کہ کسی کیلئے ان تمام معلومات پر نظر رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگائیے کہ جو کتابیں گذشتہ صدی کی آخری دہائی میں لکھی گئی تھیں وہ اب ردی کی زینت ہیں۔ علم کا اضافہ خوش آئند ہے اور یہی سائنس کی روح ہے کہ نئے آنے والوں کو جگہ دی جائے اور فرسودہ سوچ کو پیچھے دھکیل دیا جائے۔ ایلوپیتھی میں یہ تبدیلی ہمہ گیر ہے۔ صرف ڈرگز ہی تبدیل نہیں ہو رہے بلکہ طریقہ تشخیص، لیبارٹری آلات، کلینیکل کیمسٹری(Clinical Chemistry) اور اپاہج(Invalid) لوگوں کیلئے سہولیات تک اس تبدیلی کی زد میں ہیں۔

میڈیکل علوم میں اضافے سے ڈرگز کی تعداد اور اقسام میں آئے روز اضافہ بھی ایک قدرتی امر اور مربوط تبدیلی کا حصہ ہیں۔ اس تبدیلی میں خیر کم اور شر زیادہ ہے۔ امریکہ میں ہر سال فارماکوپیا (Pharmacopeia) میں اندراج کیلئے نئے ڈرگز کی (Registration) کیلئے اتنی درخواستیں نہیں آتیں جتنی ڈرگز کے اخراج(Deregistration) کی۔ ڈرگز کے مہلک سائیڈ ایفیکٹس(Side Effects) سے پیدا بیماریوں کا جوں ہی پیغام ملتا ہے متعلقہ کمپنی کسی قسم کے تساہل اور 'عزت کا سوال بنائے بغیر فوراً ڈرگ مارکیٹ سے اٹھا لیتی ہیں اور اگر ڈرگ کے کوئی مہلک اثرات سے کوئی نقصان ہوا ہو تو اس کی اخلاقی / مالی تلافی بھی کرتی ہیں۔ یہ اس بات کا برملا اعتراف ہے کہ سائنس ناکامیوں سے کامیابیاں تلاش کر کے آگے بڑھنے کا نام ہے۔

ہینی مین پہلا شخص ہے جس نے بیماری، دوا اور شفا کا تعلق دریافت کرنے کیلئے صحت مند انسانوں کو متعلقہ دوا کھلا کر مصنوعی بیماری میں مبتلا کر کے مرض کی علامات / یا مرض بڑھنے کے حالات کو ریکارڈ کیا۔ اس کے دیکھا دیکھی ایلو پیتھی نے بھی ڈرگز کو انسانوں کی بجائے جانوروں پر ٹیسٹ کرنے کی روایت ڈالی۔ ایلوپیتھیس نے کبھی نہیں کہا کہ ڈرگ ٹیسٹنگ ہمارے مخالفین کے کیمپ سے آئی ہے ہم اسے اختیار نہیں کریں گے بلکہ انہوں نے آگے بڑھنے کا فن جہاں سے بھی ملا اُسے اٹھا کر اپنا لیا۔ لہٰذا حقیقت یہی ہے کہ علم اور دانائی یہاں سے ملے اسے اپنا لینا چاہیے، یہی سائنس ہے۔

ہومیو پیتھی — مریض کی علامات کو دوا کی علامات سے Match کرنے کا نام ہے۔ اس لیے ہومیو پیتھس کو دوائیوں کی علامات یا میٹریا میڈیکا کا ماہر ہونا چاہیے۔ لیکن ہم اس پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ طالب علموں کو اناٹومی، فزیالوجی، مائیکروبیالوجی، ہائی جین بیماریوں کی تشخیص اور آلات سے پہچان، مکینیکل کیمسٹری، بائیو کیمسٹری اور دیگر میڈیکل مضامین کی تعلیم دے کر اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اپنے ہم عصروں میں پس ماندہ نہ نظر آئیں۔ سائنس یہی سکھاتی ہے کہ آگے بڑھنے کیلئے موجودہ علوم پر پوری دسترس ہونی چاہیے۔

ہینی مین نے ادویات کے خواص معلوم کرنے کیلئے ان ادویات کو خود اور اپنے احباب پر ٹیسٹ کیا۔ اس ٹیسٹنگ (آزمائش ادویات یا Proving) سے حاصل معلومات (Data) کو لکھ کر میٹریا میڈیکا بنا کر اپنی کوشش کو لازوال کر دیا۔ اپنے وقت میں استعمال ہونے والی اکثر ادویات کو آزما کر جو علامات حاصل کیں وہ ادویات گذشتہ دو صدیوں سے استعمال ہو رہی ہیں۔ ان ادویات سے نہ کبھی سائیڈ ایفیکٹس پیدا ہوئے، نہ کوئی ہلاکت ہوئی اور نہ کبھی ان کو Ban کرنے کی نوبت آئی۔ یہ ادویات دائمی، سدا بہار — ابدی اور ہمیشہ بلا خوف و خطر استعمال کی جاتی رہیں گی۔ ہینی مین اور ان کے ساتھیوں اور بعد میں آنے والوں نے Proving سے حاصل معلومات کو میٹریا میڈیکا (Materia Medica) اور ری پر ٹریوں (Dictionary of Symptoms; Repertories) کی صورت کتب حوالہ جات (References Books) بنا دیا۔ ان کتابوں میں درج معلومات (Data) کو دوبارہ صرف پروونگ (Reproving) سے ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے ورنہ تب تک یہ ہومیو پیتھی کا 'حرف آخر' ہیں۔

ہینی مین نے (Proving) سے حاصل کردہ مشاہدات سے جو نتائج اخذ کئے ان کو اپنی شہرہ آفاق کتاب آرگنین (Organon) میں بیان کیا ہے۔ اس کتاب کے اس کی زندگی میں پانچ ایڈیشن شائع

ہوئے۔ وہ ہر ایڈیشن میں نئے حاصل کئے گئے مشاہدات کی روشنی میں ترمیم و اضافہ کرتا تھا اور یہی سائنس کا تقاضہ ہے کہ نئے مشاہدات سے اگر گذشتہ قوانین کی تصدیق نہیں ہوتی تو گذشتہ کو ترک کر کے نئی سوچ سے نئی تعبیر / نیا فلسفہ / نئی میکنزم بنا کر مشاہدات کو بیان کیا جائے۔ آرگینن کا چھٹا ایڈیشن اس کی وفات کے 80 سال بعد شائع ہوا (تاریخ وفات 1843—تاریخ اشاعت 1923)۔ لہٰذا یہ قابل تصور ہے کہ اس نے اپنی روایت برقرار رکھتے ہوئے چھٹے ایڈیشن میں تبدیلیاں کی ہوں گی۔ ان 80 سالوں میں ہومیو پیتھی اپنے قدم جما چکی تھی۔ لہٰذا کسی نے چھٹے ایڈیشن کی طرف توجہ نہیں دی۔ چھٹے ایڈیشن میں ہینی مین نے (50 Millesimal Potency) کو متعارف کروایا۔ اس پوٹینسی کو بنانے کیلئے 10 کی بجائے 50 جھٹکے (Succussions) دیئے جاتے ہیں جس سے اشارہ ملتا ہے کہ ہینی مین جھٹکوں کی زیادہ تعداد سے ادویات کی افادیت میں اضافے کا قائل ہو چکا تھا۔ یعنی جتنے زیادہ جھٹکے اتنی ہی شفا میں تیزی / اضافہ۔

پاکستان میں رائج ہومیو پیتھی پانچویں ایڈیشن سے ماخوذ اور ہینی مین کی سوچ سے پیچھے ہے۔ گذشتہ صفحات کی بحث سے بھی لگتا ہے کہ ہومیو پیتھی کی سوچ میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ ہینی مین بحیثیت سائنسدان، نئے مشاہدات کی روشنی میں آرگینن کے قوانین میں ترامیم کرتا رہتا تھا۔ اس کی وفات سے یہ حذب و اضافہ رک گیا اور ہومیو پیتھی ٹھٹھری سہمی ہوئی کھڑی زبان حال سے پکار رہی ہے کہ کوئی آئے اور نئے علم کی روشنی میں اس کو سولہ سنگھار سے سنوار کر مقابلہ حسن کارکردگی میں اتارے۔ سائنس میں مشاہدات سے حاصل معلومات (علامات اور Data) اور حقائق پہلے آتے ہیں اور تجزیہ (Analysis) سے بنے قوانین اور فلسفہ بعد میں اس بات کو ایک مثال سے واضح کرنا ضروری لگتا ہے۔

فرض کریں "بیلاڈونا" Prove کی جا رہی ہے۔ صحت مند رضاکاروں کو بیلاڈونا کھلانا تجربہ ہے۔ رضاکاروں کی بیماری کی علامات کو ریکارڈ کرنا مشاہدہ ہے۔ تجربہ اور مشاہدات ناقابل تردید (میٹریا میڈیکا ہیں) کہ حقیقت میں وقوع پذیر ہوئے۔ لیکن مشاہدات کو تجزیہ کر کے نتیجہ اخذ کر کے قانون بنانا قابل تغیر اور تجزیہ کرنے والے (Analyst) کی صلاحیت پر ہے (اور یہ اوگینن ہے) دو مختلف تجزیہ کاروں کی رائے مختلف ہو سکتی ہے۔ مثلاً ایک سمجھتا ہے کہ بیلاڈونا سے بلڈ پریشر بڑھ کر زیادہ خون دماغ میں آگیا ہے اور ایک دوسرا تجزیہ کار سمجھتا ہے کہ بیلاڈونا سے جگر کی کارکردگی بہتر ہونے سے زیادہ خون بننے لگا ہے۔ آرگینن کے قوانین ہینی مین کی رائے ہیں۔ جو قابل تغیر ہیں اور علم میں اضافے سے یہ رائے بدل سکتی ہے

یعنی آرگینن کے قوانین ابدی نہیں بلکہ وقت کیساتھ ان کی تشریح ضروری ہے۔ دو صدیاں قبل تمام علوم اپنے بچپنے (Infancy) میں تھے اس وقت انسانی جسم اور قوت حیات (نفس) بارے معلومات (سائیکالوجی) نہ ہونے کے برابر تھے۔ لہٰذا اب قوانین یا آرگینن کی نئی تشریح ضروری ہے۔

ہینی مین جیسے جہاندیدہ سائنسدان اور ڈاکٹر کو احساس ہو گیا تھا کہ ہومیو پیتھی سے تمام امراض شفا یاب نہیں ہو سکتے (اب یہ بات معلوم ہے کہ ودیعت شدہ مدافعت اور اینڈو کرائنل گلینڈز کی کارکردگی کسی وجہ سے یا عمر بڑھنے سے کم ہونے سے شفا مشکل ہو جاتی ہے) اس نے شرمندگی سے بچنے (Face Saving) کیلئے کرانک ڈیزیز (Chronic Diseases) اور میازم (Misam) کا فلسفہ تراشا تا کہ ہومیو پیتھی کی ناکامی کا ملبہ کسی ایسی وجہ پر ڈالا جائے جو ختم نہ ہو سکتی ہو۔ لہٰذا اب ضرورت ہے کہ چند مخلص ہومیو پیتھس مشترکہ کوشش سے ہینی مین کی آرگینن اور کرانک ڈیزیز کا بغور مطالعہ کر کے قومی سطح کا فیصلہ کریں کہ اس Myth کیساتھ ہومیو پیتھی چلانی ہے یا نظر ثانی سے نئے خیالات سے ہومیو پیتھی کو آگے بڑھتی دنیا کے ہم پلہ رکھنا ہے۔ ہینی مین ہومیو پیتھی کا اوّل سے آخر نہیں۔ درمیان میں بہت جگہ خالی ہے اور اُسے ہمیں بھرنا چاہیے۔

ہینی مین نے ”ایک مریض، ایک مرض اور ایک دوا“ کے فلسفے کی پرزور وکالت کی ہے۔ یہ ایک رومانوی خیال ہے اور صرف کرانک امراض کیلئے نافع ہے لیکن عملی زندگی میں ایک شخص کئی امراض میں مبتلا ہو سکتا ہے جس کیلئے کئی ادویات کی ضرورت ہو سکتی ہے مثلاً ذیابطس / جوڑوں کے درد / پیشاب / دل کے امراض میں مبتلا شخص کو فلو / دست / کھانسی / قے / چوٹ / چک / کمر درد وغیرہ بھی ہو سکتا ہے اور نتیجتاً کئی ادویات کی ضرورت پڑتی ہے جو ہینی مین کے آرگینن کے خیالات کی نفی ہے۔ کاروباری اداروں اور مریضوں سے بھرے کلینکس کے ہومیو پیتھس نے اس مسئلے سے عہدہ برا ہونے کیلئے مرکب ادویات کا استعمال شروع کر دیا۔ ابتداء میں نیچی پوٹینسیوں (Low) کو ملا کر مرکبات بنائے گئے۔ لیکن اب بعض ہومیو پیتھس ہائی پوٹینسی ادویات کو علیحدہ علیحدہ دن میں کئی کئی بار دہراتے ہیں۔ مرض کی سنگینی کے مطابق دوہرائی اور پوٹینسی ادلی بدلی سے مرض کو کنٹرول کرتے ہیں۔ یہی ”ضرورت ایجاد کی ماں“ کا سائنسی جواب اور ہینی مین کی تبدیلی کی سپرٹ (Spirit) ہے جو آرگینن کے ہر ایڈیشن میں ظاہر ہوتی ہے۔

38 ہینی مین کے مغالطے

ہومیو پیتھی کے تین اہم ستون (1) قانون بلمثل (2) قوت حیات (3) اور پوٹاینسی میڈیسن ہیں۔ ان کے بارے میں ہینی مین کے خیالات ان کے اپنے زمانے کے علم کے مطابق درست ہوں گے لیکن ہمارے موجودہ علوم اور "آواز ہومیو پیتھی" کے تجربات کے دوران جو شواہد سامنے آئے ان سے ان تینوں قوانین بارے کچھ جھول اور خامیاں ظاہر ہوئیں۔ ان کے بارے اس مضمون میں اپنے خیالات ظاہر کر رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے محبان ہینی مین کو یہ خیالات ناگوار گزریں لیکن حقیقت کو چھپانا بھی بددیانتی ہے۔ اس لئے ہم نے ان خیالات کا مختصراً اظہار کر کے محبان ہینی مین کو دعوت غور و فکر دیتے ہیں۔ ہو سکتا آئندہ ہونے والی بحث سے کچھ خیر برآمد ہو۔

1) قانون بلمثل:

بیرونی جسم معاملات میں انسان کو ارادے کی آزادی ہے۔ انسان اچھے یا برے کام کرنے میں آزاد ہے۔ ایسے تمام معاملات جن سے دوسروں کے حقوق متاثر ہوتے ہوں یا جہاں دوسروں کو فائدہ یا نقصان پہنچا ہو۔ وہاں معاشرہ شریعت یا حکومت جزا اور سزا دیتے ہیں۔ بعض اوقات اللہ تعالیٰ بھی جزا اور سزا دیتے ہیں اور ایسے تمام معاملات جہاں اعمال کی جزا اور سزا کا تعلق ہو وہاں قانون بلمثل سے معاملات طے ہوتے ہیں یعنی اچھائی کا بدلہ اچھائی، برائی کا بدلہ برائی، احسان کا بدلہ احسان یا قرآن اور بائبل کی زبان میں آنکھ کے بدلے آنکھ، ناک کے بدلے ناک اور جان کے بدلے جان۔ بعض اوقات انسان نیکی کا بدلہ برائی سے بھی دیتا ہے۔ اس وجہ سے بلمثل قدرتی قانون نہیں بلکہ معاشرتی رویہ ہے۔ لیکن جب معاملات کا تعلق اندرون جسم سے ہو وہاں انسانی ارادے، حکم یا خواہش سے معاملات طے نہیں ہوتے بلکہ قانون بلضد سے معاملات حل ہوتے ہیں۔

جب خوراک یا بیماری کے محرکات جسم میں داخل ہوتے ہیں تو متضاد کیمیکلز خوراک کو توڑ پھوڑ کر جزو بدن بناتے ہیں یا بیماری کے محرکات کو متضاد کیمیکلز سے تباہ کر دیتے ہیں یعنی اندرون جسم تمام عملیات بلضد قانون کے تحت نپٹائے جاتے ہیں۔

ہینی مین کا قانون شفا کہتا ہے کہ جو دوا، صحت مند انسانوں میں بیماری کی علامات پیدا کرتی ہے۔ وہی دوا قدرتی بیماری میں ملتی جلتی علامات کو شفا دیتی ہے یعنی قانون کے دو حصے ہیں، پہلا: بلمثل دوا کا انتخاب ، دوسرا: بلمثل دوا سے بلمثل بیماری کا خاتمہ۔ انتخاب دوا انسانی کوشش، علم اور تجربے کا نام ہے جس میں غلطی کا امکان ہے۔ کسی بھی مرض میں دو یا دو سے زیادہ ڈاکٹروں کا انتخاب دوا مختلف ہو سکتا ہے اور ہو سکتا ان میں سے کسی منتخب دوا سے شفا نہ ہو۔ لہٰذا جہاں غلطی کا امکان ہو وہ قانون نہیں ہو سکتا۔ جب بلمثل دوا لی جاتی ہے تو جسم کا مدافعتی نظام دوا کے رد عمل میں ایک اور بلمثل بیماری پیدا کرتا ہے اور یوں جسم میں دو بلمثل بیماریاں جمع ہو جاتی ہیں یعنی ایک قدرتی بیماری اور ایک بلمثل دوا سے پیدا بیماری۔ ان دونوں بیماریوں کو جسم کا دو سطحی نظام مدافعت متضاد کیمیکلز بنا کر ختم کرتا ہے لہٰذا دوا پر بلضد قانون کا اطلاق ہوتا ہے۔ مختصراً یہ کہا جا سکتا ہے کہ انسانی اعمال پر قانون بلمثل سے جزا اور سزا دی جاتی ہے جبکہ دوا سے شفا قانون بلضد سے —زیادہ سے زیادہ یہاں یہ رعایت ہو سکتی ہے کہ شفا کیلئے قانون بلمثل اور بلضد دونوں لاگو ہوتے ہیں۔ ہینی مین نے انسانی رویوں / رد عمل پر لاگو قانون کو بیماری اور شفا پر لاگو کر کے ایک مغالطہ پیدا کر دیا ہے جس کو درست کرنا، تقریباً ناممکن ہے۔ جس وقت ہینی مین نے یہ قانون متعارف کرایا اناٹومی، فزیالوجی، کیمسٹری اور نفسیات کے علوم ابھی اپنے بچپنے میں تھے اور بیماری کے زہر اور دوا سے پیدا شفائی کیمیکلز کا آپس میں تعلق دریافت کرنا سوائے علامات کے ممکن نہ تھا۔ لیکن اب تمام سہولیات موجود ہیں اور یہ ثابت کرنا آسان ہے کہ بیماری کے زہر اور دوا کے تریاقی زہر میں کوئی بلمثل مناسبت ہے یا نہیں۔ اگر یہ کر لیا جائے تو ہمارے بیان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔

2) قوت حیات:

بقول ہینی مین قوت حیات زندگی بخش قوت ہے۔ زندہ رہنے کی تمنا اور اس سے منسلک تمام سرگرمیوں کا احاطہ قوت حیات ہی کرتی ہے۔ قوت حیات، بیرونی دشمنوں کی یلغار سے بیمار ہو جاتی ہے اور ہومیو ادویات کی تحریک سے بیماری سے شفا دیتی ہیں۔ یعنی قوت حیات، شفا دینے والی قوت ہے لیکن موجودہ علم نے ثابت کیا ہے کہ شفا کی قوت لاشعور ذہین میں پنہاں ہے۔ قوت حیات، صرف لاشعور کو سگنلز سے متوجہ کرتی ہے کہ بیماری سے نجات کیلئے تگ و دو کرے۔

انسان کو زندگی دے کر ویسے ہی نہیں چھوڑ دیا گیا۔ اگر ایسا ہوتا تو زندگی کسی واضح مقصد کے نہ ہونے سے کبھی کی ختم ہو چکی ہوتی۔ زندگی کو بامقصد بنانے کیلئے قوت حیات میں بے شمار خواہشات کو چھپا دیا گیا۔ ان خواہشات کو جبلت (Instincts) کہا جاتا ہے اور موجودہ نفسیات اس کی تصدیق کرتی ہے کہ ان جبلتوں کو پورا کرنے کیلئے نئی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں۔ اگر یہ جبلتیں نہ ہوتیں تو انسان ایک جگہ پڑے رہ کر ختم ہو جاتا ہے۔ نفسیات ان جبلتوں کو بغیر کسی کے سکھائے کا علم کہتی ہے، یعنی انسان بہت سے علوم کے بارے بغیر کسی کے سکھائے جانتا ہے کہ کون سا کام کیسے کرنا ہے مثلاً بچہ پیدا ہونے کے بعد جانتا ہے کہ ماں سے دودھ کیسے چوسنا ہے، مچھلی تیرنا جانتی ہے اور پرندے اڑنا۔ سب سے اہم جبلت جان کی حفاظت ہے اس کے بعد ثانوی جبلتوں میں خوراک کی تلاش، عزت، مال و دولت کی ہوس، شہرت، عظمت، بیوی بچوں کی حفاظت کی جبلتیں ہیں۔ جوں ہی کسی جبلت کو خطرہ ہوتا ہے انسان لڑ یا بھاگ کر حفاظت کرتا ہے۔ ان جبلتوں کی اکساہٹ سے جذبات، غصہ، نفرت، حسد، لالچ، ڈر، خوف وغیرہ پیدا ہونے سے جسم میں ایسے ہارمونز پیدا ہوتے ہیں جو جسم کو لڑنے مرنے کیلئے تیار کرتے ہیں۔ اور ان ہارمونز کی زیادتی سے بہت سی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔ اس نکتہ نظر سے دیکھیں تو قوت حیات بجائے شفا کے بیماری پیدا کرنے کی بڑی چیز ہے۔

3) پوٹاینسی میڈیسن

ہومیوپیتھی کا تیسرا اہم ستون پوٹاینسی میڈیسن میں، باوجود ایک ایٹم (Atom) مادہ کے نہ ہونے کے شفا کا ہونا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ مادہ' ایٹم سے زیادہ مہین اور لطیف وجود رکھتا ہے۔ ہینی مین نے کہا کہ پوٹاینسی میڈیسن بنانے کے عمل رگڑ (Trituration) اور جھٹکوں (Succussion) سے مادہ انرجی (Energy) میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ ان عملیات سے حرارت (Heat) تو ضرور پیدا ہو کر ضائع ہو جاتی ہے لیکن یہ سمجھ نہیں آتا کہ ادویات میں چھپی شفا کس انرجی میں تبدیل ہوتی ہے۔ بجلی، ہوا، پانی اور گیس سے پیدا کی جائے تو بجلی کی صلاحیتیں بلحاظ Source of Production ایک سی ہی ہوتی ہیں اور یہ پتا نہیں چلتا کہ بجلی، گیس سے بنی ہوئی ہے یا ہوا سے۔ اس کے مقابلے میں ہر ہومیو دوا کی انرجی، دوسری دوا کی انرجی سے مختلف اور اپنی انفرادیت رکھتی ہے۔ مثلاً بیلاڈونا انرجی، ایکونائٹ انرجی سے مختلف ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہومیو ادویات عمومی طور متعارف انرجی نہیں بلکہ کچھ اور شے ہیں۔

ہومیو ادویات میڈیکل مادوں سے بنائی جاتی ہیں لہٰذا یہ تعویذ گنڈا بھی نہیں۔ انسانی مشاہدے میں صرف دو چیزیں ایسی ہیں جو غیر مادی وجود کے باوجود انسانوں کو متاثر کرتی ہیں اور وہ ہیں خیالات اور جذبات۔ خیالات اور جذبات کا اظہار زبان سے ہوتا ہے۔ آواز سگنلز میں بدل جاتی ہے اور سگنلز دوبارہ آواز میں۔ لہٰذا خیالات، جذبات، آواز سگنلز، لکھے اور پرنٹ کئے ہوئے الفاظ آپس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہو سکتا ہے کہ میٹریا میڈیکا میں پرنٹ کی ہوئی علامات، سگنلز ہوں۔ لیکن مادہ سگنلز میں کیسے بدلا؟ مادہ، اللہ تعالیٰ کے خیالات سے وجود میں آیا۔ ہومیو ادویات مادہ کی دوبارہ خیالات میں تبدیلی ہے۔ اگر یہ ایسا ہے تو اس کو ٹیسٹ کرنے کا طریقہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی ہومیو دوائی کا نام اونچی آواز میں پکار کر کسی میڈیم میں جذب کر لیا جائے تو یہ آواز سگنلز سے بنی دوائی اگر ویسے ہی کام کرے جیسے کمرشل دوائی تو ہمارا مفروضہ ثابت ہو جائے گا۔ یہ تجربہ ہزاروں مرتبہ دوہرایا گیا اور درست پایا گیا۔ یعنی ہومیو ادویات، علامات کے سگنلز ہیں۔ چونکہ سگنلز غیر مادی اور خیالات ہیں لہٰذا ہومیو ادویات ایٹم سے زیادہ لطیف شے ہیں اور ہر دوا اپنے اپنے سگنلز سے اپنی انفرادیت قائم رکھتی ہیں۔ لہٰذا ہومیو ادویات ہینی مین کی انرجی میڈیسن نہیں خیالات کے سگنلز ہیں۔

"اوپر دی گئی وجوہات سے ہومیو پیتھک فلاسفی کا پس منظر نئی تشریح کہ "ہومیو ادویات، بیماری کی علامات کے میڈیم میں جذب سگنلز ہیں" سے تبدیل ہو جائے گا۔ یہ تبدیلی صرف ماہرین کو غور و فکر کی دعوت تو ضرور دے گی لیکن عملی زندگی میں یہ تعبیر، ہومیو علاج کی شفائی اثرات میں کوئی جوہری تبدیلی نہیں کرے گی اور امید ہے کہ ہومیو پیتھی نئے افقوں میں مزید اونچی اڑان بھرے گی۔"

کتاب کا خاتمہ دُعا کیساتھ کہ "اے اللہ جل جلالہ اس کتاب کا تمام بیانیہ انتہائی دیانت کے ساتھ وہی ہے جو ہمارے علم، تجربے اور مشاہدے میں آیا۔ اس کو اہل علم کے سامنے پیش کیا جارہاہے تاکہ مزید تحقیق سے علم کے افق کو بڑھایا جائے۔ اس سے کوئی ذاتی منفعت یا شہرت کا حصول نہیں۔ آپ سے التجاہے کہ اگر یہ بیانیہ درست ہے تو اس کو تمام ہومیو پیتھس تک پہنچانے میں ہماری نصرت فرمائیں۔" ہر انسانی کوشش میں کہیں نہ کہیں کچھ غلطی ہو جاتی ہے اس کتاب میں بھی کچھ غلطیاں ہوں گی۔ لہٰذا اگر کوئی صاحب علم ان کی نشان دہی کریں گے تو اس کو شکریہ کیساتھ خوش آمدید کہا جائے گا۔

39 ہینی مین کیلئے کلمات تحسین

یہ کتاب ہینی مین کے احسانات کا شکریہ ادا کرنے کیلئے لکھی گئی ہے اور یہ کلمات تحسین ساری قوم کی طرف سے ہیں۔ اُس نے سارا کام ایسے وقت کیا جب موجودہ علوم وجود میں نہیں آئے تھے۔ اندھیرے میں کئے گئے کام میں بہت سچ ہے لیکن انسانی کاموں میں ہمیشہ اصلاح اور ارتقا کی گنجائش ہوتی ہے۔ اُس کے کام میں موجود حقانیت کے اعتراف کے بعد ہم نے جہاں جہاں اس سے اختلاف کیا کو مختصراً ایک جگہ جمع کر رہے ہیں۔

a) بیماری سے بلمثل دوا' متضاد ردِ عمل سے شفا دیتی ہے۔ جسم کے ردِ عمل کو نظر انداز کرنے سے یہ غلط فہمی پیدا ہوئی۔ اس بارے ہم نے تمام بحث اپنے مضمون "ایک میان میں دو تلواریں" میں لکھ دی ہے اور یہ ثابت کیا شفا ہمیشہ متضاد قوتوں سے ہوتی ہے۔ یہ قانون' قانونِ انتخاب دوا بہترین قانون ہے۔ دنیا میں جن معاملات کا تعلق قانونِ علت و معلول (Cause & Effect) سے ہے۔ وہاں قانون بلضد (Opposite Cures Opposite) لاگو ہوتا ہے۔ انسانی جسم کا نظام اور شفا اسی قانون کے تحت انجام پاتے ہیں۔ لہٰذا شفاء ہمیشہ قانون بلضد سے ہوتی ہے مگر جب معاملہ انسانی سلوک طرز عمل (Behaviour) سے ہو تو انسانی ارادے کی آزادی کی وجہ سے انسان آزاد ہے کہ جو چاہے کرے۔ ایسے میں اکثر "احسان کا بدلہ احسان"، "جیسی کرنی ویسے بھرنی" سے معاملات قانون بلمثل (Similar Effect Similar) سے انجام پاتے ہیں لیکن انسانی ارادے کی آزادی کی وجہ سے بعض اوقات جب نفس بے لگام ہو گیا ہو تو احسان کا بدلہ برائی سے بھی دیتا ہے۔ (حضرت علیؓ سے منسوب ہے کہ "جس پر احسان کرو اس کے شر سو بچو" کا اشارہ اسی انسانی فروگزاشت سے ہے۔)

b) ہینی مین کی قوت حیات، بیرونی محرکات سے بیمار (Derail) ہو کر ہومیو دوائیوں سے متحرک (Stimulate) ہو کر بیماری سے نجات حاصل کرتی ہے۔ یعنی قوت حیات میں شفا کی صلاحیت ہے۔

ہماری رائے میں قوت حیات جس کو ہم نے ہینی مین سے اختلاف کی وجہ سے نفس کہا، میں شفا دینے کی کوئی صلاحیت نہیں۔ قوت حیات ایک جذباتی جھگڑالو، ضدی اور جلد باز قوت ہے جبکہ شفا کا کام حسابی اور سائنسی ہے جس کو جذبات نہیں بلکہ خیالات سے شفایاب کیا جانا ضروری ہے اور یہ کام لاشعور ذہن انجام دیتا ہے جو نہ بھولتا ہے، نہ سوتا ہے اور نہ کسی کے کہنے سے متاثر ہوتا ہے۔

c) ہینی مین کے خیال میں ہومیو دوائیاں انرجی ہیں جن میں کچھ روحانی اثرات (Spirit Like) ہیں۔ ہمارے خیال میں ہومیو دوائیوں میں کوئی ایسی انرجی نہیں جن کو سائنس پہچانتی ہو اور نہ ہی ان میں کوئی روحانیت ہے بلکہ ہومیو دوائیوں میں دوائیوں کے خواص نیورو سگنلز کی صورت جذب ہیں۔ یہ نیورو سگنلز جسم میں جا کر لاشعور کو ایسے ہی متاثر کرتے ہیں۔ جیسے بیرونی دنیا میں ادا کئے گئے جملے کانوں سے ہوتے ہوئے انسان کی شخصیت کو۔ منصوبہ تخلیق کائنات، انسان اور آدمؑ۔ اور حضرت آدمؑ کو عطائے علم، عقل اور جبلت کا ماخذ قرآن کریم ہے۔ اگر یہ راہ نمائی نہ ملتی تو ہم کبھی ہینی مین سے اختلاف نہ کرتے۔ سیکولر ذہن 'اللہ کے ذکر سے پہلو تہی کر کے کہیں نہ کہیں غلطی ضرور کرتا ہے اور یہی ہینی مین سے ہوا ہے۔ اس کتاب میں انسانی شخصیت کی تشکیل میں جسم، نفس اور ذہن کا جو ماڈل بہت غور و خوض سے تجویز کیا گیا ہے وہ ہینی مین سے مختلف ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی ماڈل سوچے جا سکتے ہیں۔ آپ کوشش کریں ہو سکتا ہے کوئی دوسرا ماڈل مسائل بیماری اور شفا اس سے بہتر حل کر سکے۔

حصہ سوم

آواز ہومیو پیتھی اور ٹچ ہومیو پیتھی

بیماری اور بحالی صحت، اگرچہ ظاہرۃً جسمانی افعال لگتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ان کے پس منظر میں جذبات اور خیالات کی آویزش نمایاں ہوتی ہے۔ آنے والے مضامین میں بتایا گیا ہے کہ خیالات کس طرح آواز، نظر، لکھے الفاظ اور چھونے (Touch) میں تبدیل ہو کر شفائی اثرات میں تبدیل ہوتے ہیں اور آواز کی فریکوینسی (Frequency) سے ہومیو ادویات بنانے کا امکان نظر آتا ہے۔

40 ہومیو پیتھی کا ایک چھپا گوشہ

ہومیو پیتھی کی تخلیق قریباً دو صدیاں قبل ہینی مین (Hahnemann) کی مین سٹریم میڈیکل (Main Stream Medical) کے خلاف بغاوت سے شروع ہوئی۔ اُس کی ترقی وترویج سے بوکھلا کر مخالفین الزام تراشی پر اتر آئے کہ ہومیو ادویات میں کوئی مادی جز نہیں اور یہ سراسر دھوکہ اور فریب ہیں۔ ہومیو پیتھ ابھی تک اس کا خاطر خواہ جواب نہیں دے پا رہے۔ علوم وفنون میں بیش بہا ترقی کے باوجود جب کہ بہت سے چھپے گوشے بے نقاب ہو چکے ہیں۔ ہومیو پیتھ مناسب جواب دینے سے قاصر ہیں۔ اس اعتراض کا جواب ہومیو پیتھک لٹریچر اور نفسیات اور کیمسٹری کے شواہد سے پیش کیا جا رہا ہے۔

ہینی مین کا صحت مند انسانوں پر ادویات کی آزمائش (Proving) ایک تاریخ ساز واقعہ ہے جس نے طب کے مستقبل پر گہرے اثرات ڈالے۔ اس سے نہ صرف ہومیو پیتھی کی بنیاد پڑی بلکہ ایلوپیتھس بھی ڈرگز کے انسانی جسم پر اثرات معلوم کرنے کیلئے جانوروں اور مریضوں (Clinical Trails) پر تجربات کرنے لگے۔ اور انہوں نے کیمیکل، بائیولوجیکل، پیتھالوجیکل اور ٹشوز میں تبدیلیوں کو ادویات کی اثر پذیری سے منسلک کر دیا۔ ہومیو پیتھی نے اس حیرت انگیز ترقی سے فائدہ نہیں اٹھایا بلکہ بدستور ہینی مین کے خیالات سے اپنے آپ کو وابستہ رکھا۔ جو موجودہ علم سے مطابقت نہیں رکھتے اور ایک نئی تشریح اور تعبیر کے طالب ہیں۔

ہینی مین نے اپنے تجربات ایک سائنس دان کی حیثیت سے شروع کئے اور بہت جلد یہ حقیقت اس پر آشکار ہو گئی کہ مدر ٹنکچرز (Mother Tincture) صحت مند انسانوں پر مضر اثر ڈال رہے ہیں تو اس نے مدر ٹنکچرز کو تحلیل (Dilution) اور جھٹکے (Succussion) دیکر پوٹاینسی میڈیسن کا استعمال شروع کر دیا اور اکثر (Proving) 30 پوٹاینسی سے کیں اور اپنے شاگردوں کو 30 پوٹاینسی سے انحراف سے منع کر دیا اور کہا جو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے وہ ہمارا حصہ نہیں اور مرتد ہے۔ اس نے لکھا کہ [22]

---

[22] The two faces of Homoeopathy by Anthony Cambell P. 38

He who cannot walk exactly the same line with me ---- is an apostate and a traitor.

موجودہ کیمسٹری کے علم سے یہ معلوم کرنا ممکن ہے کہ کسی مادی مقدار میں کتنے مالیکیولز اور ایٹم ہیں۔

اب یہ معلوم ہے کہ 12C پوٹا ینسی یا اس سے اونچی طاقتوں میں مادے (Medical Substance) کا ایک مالیکیول یا ایٹم بھی موجود نہیں ہوتا۔[23] اس سے معلوم ہوا کہ مادہ مالیکیولز اور ایٹوں سے ماورا بھی وجود رکھتا ہے اور اسی غیر مادی وجود سے بیماری کو شفایاب کرتا ہے۔ مادی وجود میں جو اشیا ایک دوسرے کی متضاد ہیں وہ ہومیو ادویات کی سطح یعنی غیر مادی وجود میں بھی ایک دوسرے کی ضد ہیں مثلاً نیٹرم میور (Sodium Chloride انگریزی نام) اور ارجنٹم نائٹریٹ (Argentum Nitrate) (سلور نائٹریٹ Silver Nitrate انگریزی نام) کیمیکل سطح پر ایک دوسرے کو تعدیل یا نیوٹرل یا Precipitate کر دیتے ہیں۔ ان کی تضاد کی صلاحیت ہومیو سطح پر بھی برقرار رہتی ہے اور انسانی جسم میں اگر ایک کا اثر زائل کرنا ہو تو دوسرے سے کیا جا سکتا ہے اس طرح کی بے شمار مثالیں ہومیو لٹریچر میں موجود ہیں جو یہ ثابت کرنے کیلئے کافی کہ مادی تضاد غیر مادی سطح پر موجود رہتا ہے اور اس بیان کو تقویت دیتا ہے کہ مادہ ایٹوں مالیکیولز سے ماوریٰ بھی اپنا وجود رکھتا ہے۔ مادہ اور غیر مادہ کی تقسیم حقیقی نہیں بلکہ تمام موجودات ایک سلسلہ تسلسل ہیں۔

جب ہم ماورائے مادہ ادویات کا ذکر کرتے ہیں تو لا محالہ انسانی شخصیت میں بھی کسی ایسے ہی ماورائی غیر مادی وجود کا ہونا ضروری ہو جاتا ہے جس پر غیر مادی دوا اثر کرتی ہیں۔ ایسی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ہینی مین نے (Dynamis/Vital Force) قوت حیات کی جسم میں موجودگی کا غیر سائنسی اعتراف کر کے اپنی تھیوری کے خالی خانے کو پُر کیا۔ قوت حیات کا خیال ہینی مین کے اپنے ذہن کی اختراع نہیں بلکہ یہ تصور اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان۔ سائنس صرف جسم کا اعتراف کر کے قوت حیات کو ایک مفروضہ سمجھ کر نظر انداز کر دیتی ہے۔

مادی جسم پر مادی کیمیکلز اثر کرتے ہیں اور غیر مادی قوت حیات پر غیر مادی ہومیو ادویات۔ ہومیو ادویات قوت مدافعت کے اعضا کو محرک کر کے ایسی کیمیکل تبدیلیاں لاتی ہیں جو صحت بحال کرتی ہیں۔

B. Jain Publisher, Delhi, India.

[23] اس کے علاوہ Appendix دیکھیے۔

ہومیو ادویات شفا کیلئے درکار کیمیکلز جسم میں پیدا کرواتی ہیں جبکہ ڈرگز یہی کام مادی سطح پر انجام دیتے ہیں۔

ہینی مین نے اپنے دور کے علم اور تجربات کی روشنی میں قوت حیات کی جو تعریف وہ یہ ہے:

A spirit like principle that gave life to the body ---- Disease results from disturbance in the vital force produced by outside influences of various kind and the functions of homeopathic medicine is to stimulate the vital force to bring healing.

مفہوم:

قوت حیات روح کی طرح ایک قوت ہے جو زندگی کا باعث ہے۔ جب بیرونی وجوہات سے قوت حیات متاثر ہوتی ہے تو بیماری پیدا ہوتی ہے۔ ہومیو ادویات قوت حیات کو متحرک کر کے شفا دیتی ہیں۔

گذشتہ ایک صدی کی مختلف علوم کی ترقی سے اوپر دی گئی تعریف کو سمجھنا اب نسبتاً آسان ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ زندگی قوت حیات کے باعث ہے۔ لیکن جو قوت خود بیمار ہو جائے وہ اپنی حفاظت کیا خاک کرے گی۔ قوت حیات کو حفاظت کیلئے ایک خودکار حفاظتی نظام اور ذہن دیا گیا جو قوت حیات کے سگنلز سے حرکت میں آکر بیماری اور خطرات سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے دنیاوی مملکت میں صدر یا وزیر اعظم خود کچھ نہیں کرتے بلکہ ان کے حکم پر انتظامیہ اور فوج وغیرہ دفاع کا کام کرتے ہیں۔ قوت مدافعت کے اعضا جسم کا حصہ ہیں اور ذہن سے احکامات لیکر جسم اور قوت حیات کی حفاظت کرتے ہیں۔ پوسٹ مارٹم، فالج اور زخمیوں کے علاج سے یہ واضح ہو گیا ہے کہ ذہن / دماغ کا کونسا حصہ جسم کے کس حصے کو کنٹرول کرتا ہے۔ لہٰذا یہ تصور کے قوت حیات شفا دیتی ہے، درست نہیں لگتا۔ قوت حیات ذہن اور جسم کو چوکنا کر کے بیماری سے شفا کا کام لیتی ہے۔

ہینی مین نے ہومیو ادویات کے (Stimulating) قوت محرکہ کے کردار کا ذکر کرتے ہوئے ان کو انرجی میڈیسن (Energy Medicine) کہا ہے ذیل میں دی گئی ہومیو میڈیسن کی تعریف سے اس کے خیالات کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

Dynamisation (A process of preparing Homeo Medicine) was a process of releasing energy that is immaterial and spiritual. Ref (1), Page 48.

اس تعریف کی رو سے ہینی مین بیک وقت ایک سائنس دان اور ایک Mystic / درویش، صوفی، راہب، سادھو لگتے ہیں۔ انرجی کے بارے ان کے خیالات موجودہ علم سے مطابقت نہیں رکھتے۔ انرجی

جب بھی Release ہوتی ہے یا اپنی ماہیت بدلتی ہے تو حرارت (Heat) پیدا ہو کر انرجی آہستہ آہستہ زائل Disscipate ہو جاتی ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ ہومیو ادویات میں مقید انرجی ضائع نہیں ہوتی بلکہ وقت گزرنے کے باوجود اس کی افادیت میں کمی نہیں آتی۔ ہمارے پاس گذشتہ پچاس برس پرانی ادویات پڑی ہیں جن کی افادیت برقرار ہے۔ ابوتیغ حسین (Boening Hausen) کے ہاتھ کی بنی ادویات کو Kent نے قریباً 100 سال بعد موئثر پایا۔ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہومیو ادویات مروجہ علوم کی روشنی میں انرجی (Energy) نہیں بلکہ کچھ اور ہیں۔

ہینی مین کے دور میں شعور، لاشعور، ذہن، خیالات، جذبات، ٹیلی پیتھی، مشورے اور چھٹی حس کے بارے علم محدود اور الجھا ہوا (Confused) تھا اس علم کی محدودیت کے اندر رہتے ہوئے اس نے ادویات کے (Spiritual) کردار کا جو ذکر کیا ہے اس کو بھی جانچنے کی ضرورت ہے۔

ہنی مین کے کام کو شبے کی نظر سے دیکھتے ہوئے کچھ Proving کو دہرایا گیا اور یہ مشاہدے میں آیا کہ پرووزر (Provers) کے علاوہ وہاں موجود سٹاف اور دیگر لوگوں پر بھی ایسے ہی اثرات ہوئے جیسے پرووزر پر۔ اس سے مترشح ہوا کہ خیالات اور جذبات اور بیماری کی علامات نے غیر متعلقہ لوگوں (جو Proving کیلئے دوائی نہیں لے رہے تھے) کو بھی ویسے ہی بیمار کیا جیسے Provers کو۔ دیکھیے حوالہ 2 صفحہ 33۔

"However, in addition to the Provers a large number of "extras" supervisors, placebo provers, other class members and close relatives ---- experienced similar injuries, all unusual occurrences. The echo of the physical, mental and emotional system has been repeated consistently during other provings –Pendulums swinging in proximity will eventually synchronise their rhythms. Women living together will often synchronise their menses".[24]

ترجمہ: "ایک ڈبل بلائنڈ ٹسٹ (Double blind Test) کے دوران (جس میں سپروائزر اور پرووزر کو علم نہیں تھا کس پڑیا میں دوائی ہے اور کونسی پڑیا خالی ہے) مرض کی جو علامات پرووزر (Provers) میں

---

[24] "Dynamics and Methodology of Homeopathic Proving" by Jermy Y. Sherr P33, B. Jain Publisher, Delhi India

پیدا ہوئیں وہی علامات وہاں موجود دیگر سٹاف، کارکنوں اور قریبی رشتہ داروں میں بھی پیدا ہو گئیں۔ یہ ایسے ہی ہے کہ بعض اوقات غیر آہنگ پینڈولمز کی حرکات آہستہ آہستہ ہم آہنگ ہو جاتی ہیں۔ بعض اوقات ایک جگہ رہائش پذیر خواتین کی ماہواری میں بھی یکسانیت پیدا ہو جاتی ہے۔"

اسی مصنف نے اسی طرح کے ایک اور واقعے کا ذکر اسی کتاب صفحہ نمبر 57 پر کیا ہے۔

That placebo Proving occasionally seem to produce similar symptoms to the proving symptoms, thus casting doubt on the use of medium (Placebo).

یعنی بعض اوقات خالی پڑیا سے بھی ویسی ہی علامات ظاہر ہوتی ہیں جیسے کے اصل دوا سے۔ اس سے خالی پڑیا کے بارے میں شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔

خالی پڑیا کے اثرات کو جانچنے کیلئے پلسٹلا 3x (Pulstilla 3x) کا تجربہ 1978 میں دوہرایا گیا۔ پہلے ماہ سب کو خالی پڑیا دی گئی۔ تمام Provers نے بیماری کی علامات محسوس کیں۔ باقی دو ماہ پلسٹلا 3x سب کو دی گئی۔ ان 2 ماہ میں علامات آہستہ آہستہ غائب ہو گئیں۔ اس تجربے میں صرف ہیڈ آف پروونگ (Head of Proving) کو پتہ تھا کہ کس پڑیا میں کیا ہے؟ لیکن بیماری کے اثرات سب نے کسی غیر مرئی (Unseen) طریقے سے محسوس کئے۔ دیکھیے حوالہ 1 صفحہ 66۔

"During the first month ---- when all provers were taking dummy tablets – largest number of symptoms appeared --- but it does reinforce the point that older proving literature has to be viewed with great deal of caution."

ان حوالہ جات سے اس خیال کو تقویت ملتی ہے کہ کسی غیر مرئی (Invisible) طریقے سے بیماری کے خیالات ہیڈ آف پروونگ یا پروورز سے غیر متعلقہ لوگوں تک پہنچے جو دوائی نہیں لے رہے تھے اور وہ بیماری کے خیالات، جذبات اور احساسات سے مغلوب ہو کر بیمار ہو گئے۔ یا ان کی Susceptibility بہت بڑھی اور وہ بیمار پڑھ گئے۔ یا یوں کہہ سکتے ہیں کہ بیماری کے خیالات / جذبات / احساسات، قوت حیات کیلئے ویسے ہی زہریلے تھے جیسے وائرس / جراثیم جسم کیلئے۔ یعنی خیالات سے دوسروں کو مسخر کیا جا سکتا ہے۔ اس کا عملی مظاہرہ ہم روزمرہ زندگیوں میں کرتے ہیں۔ سیاسی راہ نماؤں، مذہبی پیشواؤں، فوجی کمانڈروں، اساتذہ اور والدین کے خیالات، جذبات اور طرز عمل نہ صرف ان کی زندگی بلکہ بعض اوقات برسوں اور صدیوں گزرنے کے باوجود لوگوں کو متاثر کر کے عمل پر ابھارتے ہیں۔

ان مشاہدات کے مطالعہ سے محسوس ہوتا ہے کہ دوائی بنانے والے کے خیالات (جو دوائی وہ Dilution اور Succussion سے بنا رہے ہوتے ہیں اور اس Process کو بار بار دہراتے ہیں) اس میڈیم (بوتل جس میں پانی الکحل اور مدر ٹنکچر ہوتے ہیں) پر Impinge پرنٹ یا کندہ (Engrave) ہو جاتے ہیں اور وقت کیساتھ ضائع نہیں ہوتے۔ خیالات کے اثرات ہمیشگی کی صفت رکھتے ہیں۔ چھری کے زخم بھر جاتے ہیں لیکن زبان، خیال اور جذبات کے زخم کبھی نہیں بھرتے۔ اس جملے کو بریکٹوں کے جملے نکال کر دوبارہ لکھا جاتا ہے تا کہ سمجھنے میں آسانی رہے۔

"دوائی بنانے والے کے دوائی کے خیالات میڈیم پر ہمیشہ کیلئے کندہ ہو کر میڈیم کو دوائی بنا دیتے ہیں۔"

بار بار کی تحلیل اور جھٹکوں سے خیالات کی بازگشت اور شدت سے پوٹاینسی بڑھتی رہتی ہے۔

اس سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ بیماری کے خیالات / جذبات بیماری پیدا کرتے ہیں۔ بعض لوگ دیکھنے میں ہشاش بشاش لگتے ہیں لیکن جوں ہی اُن سے ان کی بیماری یا خیریت دریافت کی جاتی ہے۔ بیماری فوراً عود آتی ہے اور وہ تکلیف دہ علامتیں محسوس کرنے لگتے ہیں۔ ایسے مریضوں کیلئے Kent Roperory میں Thinking Agg کے ذیلی عنوان (صفحہ 87) Rubric میں متعدد ادویات درج ہیں۔ اسی طرح بعض لوگ جب تک کام کاج میں مصروف ہوں انکو انکی بیماری کی موجودگی کا احساس نہیں ہوتا۔ جوں ہی وہ فارغ ہوئے یا متوجہ ہوئے تو بیماری کی علامتیں آ موجود ہوئیں۔ (Kent صفحہ 69)

ہو سکتا ہے کہ دوائی کے نام کا لیبل بھی میڈیم پر اپنے اثرات ڈالتا ہو۔ ہنی مین کے بیان سے ہومیو ادویات انرجی تو نہیں لگتیں ہو سکتا ہے ہنی مین کی روحانی اثرات کی حامل ادویات "بیماری کے خیالات" ہوں۔ خیالات اور جذبات کی منتقلی (Transfer of Thought without Medium) بغیر کسی واسطے کے ارادی (Forced) اور غیر ارادی (Involuntary) بھی ہو سکتی ہے۔ ارادی خیالات کی منتقلی (Forced Telepathy) کے تجربے کیلئے دو اشخاص کو ایسے بیٹھایا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ نہ سکیں۔ پھر کسی خیال کو (ایک دوسرے سے مخفی) منتقل (Transfer) کرنے کیلئے توجہ کریں۔ لیکن اس کے تجربے ناکام ہوئے اور خیال ٹرانسفر نہیں ہوا۔ غیر ارادی خیالات کی ٹرانسفر ان افراد کے درمیان ہوتی ہے جن کا دکھ سکھ سانجھا ہو۔ آپس میں انس و محبت کے جذبات ہوں۔ کسی بے خیالی کے لمحے میں، ذاتی مفادات، نفع و نقصان یا مشترکہ رنج و راحت کے دورانیے میں ایک سے دوسرے کو پیغامات بغیر کسی کوشش کے پہنچ جاتے ہیں۔ اسے ہی چھٹی حس یا (Telepathy) کہتے ہیں۔ اس طرح کی خیالی منتقلی کیلئے

بے خیالی (Thought lessness) کا ہونا ضروری ہے جوں ہی اعصاب کی گرفت (Nerve Grip) ڈھیلی پڑتی ہے۔ ایک کی قوت حیات دوسرے کو پیغام پہنچا دیتی ہے۔ ہم میں سے اکثر نے محسوس کیا ہو گا کہ مشکل اور پریشان کن حالات میں جب دماغ (Brain) اور اعصاب تھک کر اونگ رہے ہوں تو خیال کی ایک لہر دماغ اور جسم میں کوند کر سارا مسئلہ حل کر جاتی ہے۔

اس بحث سے یہ اخذ کرنا اب نسبتاً آسان ہے کہ ہیڈ آف پروونگ / سپروائزر / پروورز کے خیالات / جذبات دوسرے غیر متعلقہ لوگ بھی کسی کمزور لمحے میں وصول کر کے بیمار پڑتے ہوں گے۔

اب تک کی بحث سے لگتا ہے کہ ہومیو ادویات بیماری کے خیالات ہیں اور یہ دو طریقوں سے منتقل ہو سکتے ہیں۔ پہلے طریقے میں تحلیل (Dilution) اور جھٹکوں (Succussion) سے مادہ تحلیل ہو کر انرجی کے مختلف مراحل سے گزر خیال کی لہروں میں تبدیل ہو کر ہومیو دوائی بنتا ہو یا دوسرے طریقے میں فارماسسٹ کے "دوائی خیالات" (مثلاً بیلاڈوما بنانے کا بار بار خیال) میڈیم میں جذب ہو کر دوائی صفات پیدا کرتے ہوں یا ہو سکتا ہے، دونوں طریقے بیک وقت ایک دوسرے کو تقویت (Reinforce)[25] دیتے ہوں۔

ہومیو ادویات میں کوئی مادی جز نہیں جس کو سڑنے سے بچانے کیلئے الکحل بطور آنٹی سپٹک استعمال ہوتی ہے۔ لہٰذا الکحل کے استعمال کا کوئی جواز نہیں۔ ہومیو ادویات پانی میں بنائی جا سکتی ہے خیالات کی لہریں پانی میں جذب ہو کر بھی ویسی ہی موئثر ہیں جیسی الکحل میں۔ عوام کی نفسیاتی تسکین کیلئے Isopropyl Alcohol استعمال کی جا سکتی ہے جو الکحل کی طرح Irritant ہے لیکن Toxic نہیں ہے یا گلائی کول Glycol کو بھی متبادل کے طور پر سوچا جا سکتا ہے۔

خیال دنیا کی سب سے زیادہ طاقتور انرجی ہیں۔ خیال سے کائنات اور اس کی موجودات ظہور پذیر ہوئی ہیں اور خیالات سے کام لیکر انسان نے کائناتی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے موجودہ دنیا تخلیق کی ہے اس لئے یہ کہنا کہ ہومیو ادویات کچھ نہیں ہیں نادانی کے سوا کچھ نہیں۔ خیالات سے شفا قدرتی طریقہ شفا کو بڑھاوا دیکر شفا کے عمل کو تیز کرتا ہے۔ خیال دنیا کی سب سے زیادہ Slippery چیز ہے۔ خیال اناً فاناً غائب ہو جاتا ہے۔ خیال پر گرفت مضبوط کرنے کیلئے خیال کو بار بار دہرانا پڑتا ہے۔ پہاڑے بار بار پڑھنے پڑتے ہیں۔ سبق بار بار دھرانا پڑتا ہے۔ نماز اور ذکر بار بار کرنے پڑتے ہیں۔ صوفی، درویش، سادھو ایک ہی

---

25 مزید تفصیل کیلئے دیکھیے مضمون "ٹچ ہومیو پیتھی"۔

فقرے، آیت اور اسم الٰہی کو بار بار دہرا کر خیال پر اپنی گرفت پختہ کر کے عوام کو متاثر کر کے اپنا گرویدہ بناتے ہیں۔ اسی طرح ہومیو ادویات بار بار تحلیل اور تقلیل سے زیادہ موئثر ہوتی ہے کہ ان کے اندر مقید دوائی کا خیال بار بار دھرانے سے پختہ ہو جاتا ہے۔

اگرچہ ہومیو ادویات میں 12C پوٹاینسی کے بعد کوئی مادی جز نہیں ہوتا بلکہ دوائی کا خیال ہوتا ہے جس کو دہرانے یا جھٹکوں (Succussions) سے شفائی اثرات بڑھنے سے ثابت ہوتا ہے کہ جھٹکوں میں ہی شفائی اثرات پنہاں ہیں۔ اس کی تصدیق تخلیق کائنات کے منصوبے پر غور کرنے سے مزید آسان ہو جاتی ہے۔

تخلیق کائنات کے منصوبے (Plan) میں ہر شے پہلے خیالات کی سطح پر بنتی ہے پھر مادی وجود میں آتی ہے۔ "کن" کہنے (Big Bang) سے ہر شے کائنات کے غائب رُخ (Invisible Plan) آناًفاناً اپنے بھرپور وجود (Full Bloom، شباب) میں آتی ہے۔ خیالی سطح کی اس تخلیق کو ہم نے تخلیقی توانائی (Creative Energy) کہا۔ تخلیقی توانائی کا اگلا روپ برقی عکس ہے۔ تخلیقی توانائی مجرو توانائی ہے جبکہ سگنلز میں ظہور برقی عکس۔ مادے میں تخلیقی توانائی کا ظہور برقی عکس ہے۔

برقی عکس میں اس شے کے تمام خواص، نشوونما، خوراک، عمر، بیماریوں، اپنے ماحول سے انسیت (Adjustment) اور دوسروں پر اثرات وغیرہ بصورت خیالات یا سگنلز ثبت ہوتے ہیں۔ برقی عکس ایک طرح کا بلیو پرنٹ، سانچا یا سٹنسل (Stencil) یا فوٹو نیگٹیو (Photonegative) ہے۔ اسی نقشے کے مطابق مادی وجود نشوونما پاتا ہے۔ مادی وجود میں تبدیلی وقت اور وسائل (رزق / خوراک) کی محتاج ہے۔ مادی وجود آہستہ آہستہ برقی عکس کے مطابق نشوونما پا کر حقیقت بنتا ہے اور آئندہ نسل، جنسی اختلاط سے ہونے پر کُن کہنے سے تخلیق صرف نئی تخلیق کیلئے ہوتی ہے۔ اور مشہور کہاوت / پہیلی کہ انڈا پہلے یا مرغی کا جواب بھی ہے۔ اس دو سطحی تخلیق کی تصدیق قرآن میں حضرت عیسیٰؑ کی بطن مریمؑ سے ایک کلمہ (Spoken word – Product of Thoughts) کہنے سے شروع ہو کر 9 ماہ کے حمل سے مکمل ہوئی۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ خیال کا زبان سے اظہار مادی وجود میں آنے کیلئے وقت اور وسائل مانگتا

ہے۔ مزید یہ وضاحت بھی ہو جاتی ہے کہ تخلیق مادہ / کائنات دو سطحی سے ہے۔ پہلی سطح خیالات یا سگنلز کی ہے اور دوسری سطح مادی۔ برقی عکس بنیادی ہے جبکہ مادی سطح ثانوی۔ کسی بھی تبدیلی کیلئے بنیادی سطح یعنی برقی عکس (Electric Image) میں ردوبدل سے جسم میں تبدیلی خود بخود ہو جائے گی۔

مادی اشیاء سے برقی عکس کی (علیحدگی موت یا انفرادیت خاتمہ) ہے۔ جاندار اور غیر جاندار اشیاء برقی عکس کی (علیحدگی) موت کے بعد اپنے لئے دوبارہ جسم / مادہ تخلیق نہیں کر سکتیں یعنی برقی عکس دوبارہ تخلیقی توانائی نہیں بن سکتا۔ تخلیقی توانائی اپنے لئے جسم (مادی وجود) پیدا کر سکتی ہے لیکن برقی عکس / علیحدگی کے بعد دوبارہ اپنا وجود بحال نہیں کر سکتا۔ جاندار اشیاء کے برقی وجود کو قوت حیات یا نفس کہتے ہیں جبکہ غیر مادی اشیاء کیلئے لفظ برقی عکس ہی استعمال ہوتا ہے۔

ہومیوادویات، تخلیقی عمل کا الٹ ہیں۔ یعنی مادے سے خیالات کی طرف رجوع۔ ہومیوادویات، میڈیکل مادے کو مسلسل تقلیل (Dilution) اور تحلیل (Succussion) یا جھٹکوں سے بنائی جاتی ہیں۔ ہر میڈیکل ذرے (Atom, Molecule) کیساتھ اس کا برقی عکس ہوتا ہے۔ جھٹکے دینے سے برقی عکس ایسے ہی بڑھتا ہے جیسے زندہ خلیہ تقسیم ہو کر ایک سے دو، دو سے چار وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا جوں جوں پوٹاینسی بڑھتی ہے۔ مادی مقدار کم ہوتی جاتی ہے لیکن برقی عکس ہر جھٹکے سے بڑھتا ہے اس بارے فی الحال کہنا مشکل ہے کہ بڑھوتری زندہ سیل کی تقسیم کی طرح سے ہوتی ہے یا کسی اور حسابی طریقے سے۔ بڑھتی پوٹاینسی کیساتھ مادہ ختم ہو جاتا ہے۔ لیکن دوائی کے شفائی اثرات کی موجودگی ثابت کرتی ہے کہ برقی عکس جو بنیادی ہے اور خیالات اور سگنلز سے شفا دینا ہے وہ موجود ہے۔ ہمارے تجرباتی مشاہدات سے یہ سمجھ آتا ہے کہ جھٹکوں سے پوٹاینسی بڑھتی اور ان میں شفا پیدا ہوتی ہے۔ اس سلسلے میں مزید کام سے جھٹکوں میں شفائی اثرات کا نظریہ ثابت ہو جائے گا۔

اس بحث سے یہ نتائج اخذ کئے جا سکتے ہیں کہ ہومیوادویات برقی عکس ہیں اور ان میں دوائی خواص بصورت خیالات / سگنلز ثبت ہیں اور وہ مماثل بیماریوں کو شفا دینے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان میں ثبت دوائی اثرات کا دائرہ کار (Spectrum) کہیں زیادہ وسیع اور ہمہ گیر ہے بمقابلہ ان خواص کے جو انسان نے

(Proving) سے دریافت کئے۔ اسی وجہ سے بعض اوقات ایسی علامات بھی شفایاب ہو جاتی ہیں جن کا ذکر میٹریا میڈیکا میں نہیں ہوتا۔ چونکہ 12C پوٹاینسی میں کوئی مادہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا 12C سے اونچی پوٹینسیاں بنانے کیلئے مزید تقلیل (Dilution) کیلئے پانی اور اور الکحل ملانا ضروری نہیں صرف جھٹکوں سے ہی اگلی اونچی پوٹینسیاں بنانے پر غور وخوض اور تجربات کرنے چاہئیں۔ اس سے بہت سے وسائل میں بچت ہو گی۔ دوسری اہم بات پانی کی کوالٹی کی طرف توجہ دلانا ہے۔ پوٹاینسی بنانے کیلئے جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر وہ مشفا پانی نہیں تو اس میں بہت سے نمکیات ہوتے ہیں جو پوٹینسیاں بنانے کے عمل میں خود بخود ان نمکیات کی پوٹاینسیاں بن جاتے ہیں۔ اور ان نمکیات کی پوٹاینسی اصل دوائی میں شامل ہونے سے کئی اور امراض پیدا ہونے کا خطرہ بڑھتا ہے۔ اس لئے پوٹاینیساں بنانے کیلئے منرل واٹر (Mineral Water) کی بجائے مشفا پانی (Distilled Water) استعمال کرنا چاہیے۔

تخلیقی توانائی اور ہومیوادویات کے تعلق کی وضاحت کیلئے اگلے صفحے پر ڈایاگرام دیکھیے۔

ڈایاگرام: تخلیق کائنات سے ہومیوادویات تک

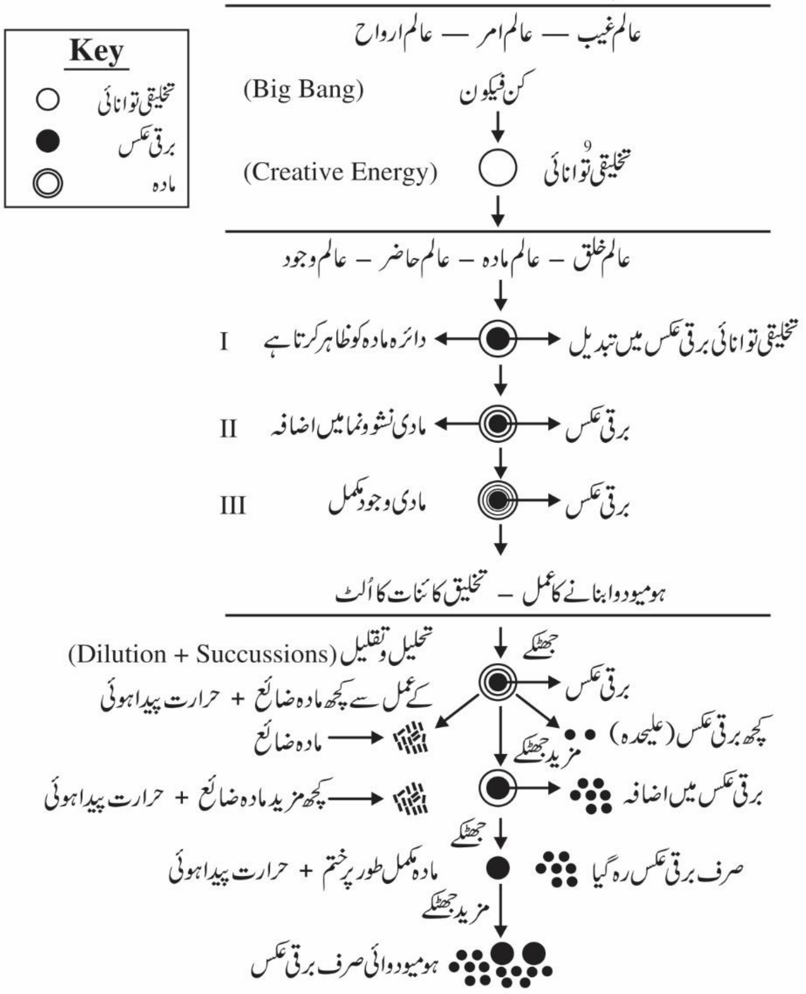

بے جان اشیاء کی نشوونما نہیں ہوتی۔ لہٰذا بے جان اشیاء کی تخلیقی توانائی کی ٹوٹ (Fissure) سے لاتعداد برقی عکسوں سے مادی ذرات بنتے ہیں۔

عالم امر میں تخلیقی توانائی کو روح جبکہ عالم خلق میں اس کو نفس کہتے ہیں۔

41 ہومیوپیتھک ادویات — قطرے میں بند جذبات

ہومیو پیتھک ادویات کی ماہیت (Nature) بارے ہینی مین (Hahnemann) کے زمانے سے بہت مباحث ہوئے ہیں کہ ان میں کوئی مادہ موجود نہ ہونے کے باوجود وہ کیوں کر شفا بخش ہیں۔ اس کا جواب کسی حد تک گذشتہ باب میں دیا گیا ہے۔ مزید ثبوت اس باب میں دیئے جا رہے ہیں۔

ہومیو ادویات میں کوئی مادی شے موجود نہیں ہوتی۔ پوٹاینسی 5C میں مادی جز اتنا خفیف ہوتا ہے کہ کسی کیمیکل عمل (Physiological Action) کو متاثر نہیں کر سکتا۔ پوٹاینسی 12C میں ایک مالیکیول مادہ نہیں ہوتا اور پوٹاینسی 30C سوائے ایک سیر اب کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس کے باوجود یہ شفا بخش ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ شفا کیوں کر ممکن ہے؟ دل کی تسلی کیلئے کہہ دیا جاتا ہے کہ ہومیو ادویات (Energy) ہیں۔ لیکن انرجی کی تعریف "بقول آئن سٹائن (Einstein)"[26] پر پورا نہیں اترتیں۔

عام طور پر انرجی کسی نہ کسی آلہ سے (Instrument) سے ناپی جاتی ہیں۔ لیکن ہومیو ادویات کو کسی آلہ سے ناپا نہیں جا سکتا۔ ایک انرجی دوسری انرجی میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ جیسے حرارت (Heat) سے بجلی یا کیمیکل انرجی سے حرارت۔ لیکن ہومیو انرجی کسی دوسری انرجی میں تبدیل نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی دوسری انرجی کو ہومیو انرجی میں تبدیل کیا جا سکتا ہے۔ عام انرجیاں آہستہ آہستہ ضائع ہو جاتی ہیں لیکن ہومیو ادویات کی انرجی وقت کیساتھ ضائع نہیں ہوتی اور ان کی افادیت برس ہا برس برقرار رہتی ہے۔

---

26 مادہ اور انرجی (Energy) ایک ہی چیز کے دو رخ ہیں اور مادہ انرجی مساوات $E = MC^2$ سے جڑے ہوئے ہیں۔ فزکس ان دونوں رخوں کا مطالعہ ہے۔ ہومیو ادویات بنانے کے عمل میں مادی جز مسلسل (Dilution) اور جھٹکوں (Successions) سے انرجی میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس مفروضے کی صداقت نیچے دیئے گئے مشقت طلب اور مہنگے تجربے سے ہو سکتی ہے۔ ایک ملی گرام میڈیکل میٹریل سے 1C پوٹاینسی کی 100 ملی لیٹر (10^2ml) دوا بنتی ہے۔ اس 1C کی ساری مقدار سے 2C کی 10^4 ml = 10000m1 دوا بنتی ہے اُسی 2C کی ساری مقدار سے 3C کی 10^6 ml = 1000000ml دوا بن جاتی ہے۔ اسی طریقے کو جاری رکھتے ہوئے 30C کی 10^{60}ml = 10^{54} ٹن دوا بن جائے گی۔ اگر عمل کشید (Distillation) سے اس کا سارا پانی (Evaporate) کر دیا جائے تو ایک ملی گرام مادہ واپس (Residue) نہ ملے تو اس کا مطلب ہے کہ مادہ انرجی میں تبدیل ہو کر غائب ہو گیا اور اگر 1 ملی گرام واپس مل جائے تو انرجی کا تصور باطل ٹھہرے گا۔ مزید تفصیل Appendix پر دیکھیے۔

ایک انرجی کو کئی طریقوں سے پیدا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اس سے انرجی کی خصوصیات میں فرق نہیں پڑتا۔ پنکھے کو پانی یا گیس سے پیدا کردہ بجلی سے یکساں طور پر چلایا جا سکتا ہے۔ لیکن پانی یا گیس کا اثر بجلی کی خصوصیات پر اثر نہیں پڑتا۔ لیکن ہومیو انرجی پر اس مادے کا اثر رہتا ہے جس سے وہ بنائی گئی ہے۔ اس وجہ سے ہر ہومیو انرجی (دوا) دوسری ہومیو انرجی (دوا) سے مختلف ہے اور اس میڈیکل مادے کی خصوصیت رکھتی ہے جس سے وہ بنتی ہے۔ مثلاً ایکونانٹ انرجی، بیلاڈونا انرجی سے مختلف ہے۔

ہومیو انرجی (دوا) میں مادے کا ایک مالیکیول (Molecule) بھی نہیں ہوتا۔ لیکن شفا بخش ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہومیو ادویات ایٹموں (Atoms)، الیکٹرونو (Electrons) اور کوارک (Quarks) سے بھی زیادہ لطیف وجود یا ماوریٰ مادی وجود رکھتی ہیں۔ اگر یہ انرجی نہیں ہیں تو انرجی سے اگلا وجود خیالات اور تصورات ہیں۔ انسان صرف ان چیزوں بارے سوچ اور تصورات قائم کر سکتا ہے جو اس کے مشاہدے اور احساسات کے احاطے میں آتے ہوں۔ اس احاطے کے باہر کچھ سوچنا انسان کیلئے ممکن نہیں۔ لہٰذا ایسا لگتا ہے کہ کائنات کے تخلیقی عمل (Act of Creation) کے شروع میں خالق کائنات کے ذہن / پلان (Plan) / منصوبے میں ہر شے کا ایک خیال / تصور تھا۔ کُنؔ کہنے سے ان خیالات / تصورات نے برقی لہروں / ھیولوں کی شکل اختیار کرنی شروع کی اور مختلف تدریجی مراحل سے گزر کر مادی وجود اختیار کر لیا۔ ہومیو ادویات غالباً اسی تخلیقی عمل کا الٹ (Reverse) ہیں۔ یعنی مسلسل Dilution اور Succussion سے مادہ دوبارہ خیالات / تصورات کی شکل اختیار کر گیا۔ خیالات کبھی تباہ یا زائل Disscipate نہیں ہوتے بلکہ برس ہا برس تک لوگوں کو متاثر کرتے رہتے ہیں۔ اس لیے ہومیو ادویات ابدی / سرمدی ہیں۔

خیالات، تصورات اور جذبات بھی مادہ سے ماوریٰ ہیں اور انسانی شخصیت کو اُسی طرح متاثر کرتے ہیں جیسے ہومیو ادویات۔ ہومیو ادویات صحت مند انسانوں کو دینے (Proving) سے ان کے جذبات میں اُتھل پُتھل پیدا ہوتی ہے۔ یعنی ان کو غصہ، نفرت، رونا یا افسردگی محسوس ہوتی ہے۔ اسی طرح بیماروں میں بھی یہ جذبات موج زن ہوں تو مماثل دوا سے یہ جذبات تسکین پاتے ہیں۔ اس لئے یہ قرین قیاس ہے کہ ”ہومیو ادویات بے ضرر میڈیم میں جذب شدہ جذبات ہیں۔“

انسانی جسم جذبات اور خیالات سے متاثر ہوتا ہے۔ ذہن کا شعوری حصہ اعصاب کے ذریعے سے قوت مدافعت کے اعضا (Immune System Organs) سے منسلک نہیں یعنی جذبات اور خیالات کا

اثر شعور سے اندرون جسم مدافعت کے اعضا تک نہیں پہنچتا۔ یعنی بیرون دینا کیا ہو رہا ہے اس کا اندرونی اعضا کو علم نہیں ہوتا۔ نفس جب اندرونی اعضا کو متحرک کرتا ہے تو تب اندرونی اعضا آگاہ ہو کر شفائی عمل میں شرکت کرتے ہیں۔

ہم بیرون جسم اپنے خیالات لکھ کر، بول کر یا ڈیزائنگ وغیرہ سے ظاہر کرتے ہیں جبکہ اندرون جسم تمام اعضا آپس میں اور لاشعور ذہن سے نیورو سگنلز (Neuro Signals) سے پیغام رسانی کرتے ہیں۔ نیورو سگنلز ایک طرح سے عالمی خاموش زبان ہے جو اندرون جسم فعلیات اور اشغالات کو کنٹرول کرنے کیلئے استعمال ہوتی ہے۔ ہر چیز جو جسم میں داخل وہتی ہے اس کی اطلاع نیورو سگنلز سے لاشعور، اعصاب، گلینڈز اور اندرونی اعضا کو ملتی ہے۔ اگر کوئی چیز نیورو سگنلز میں تبدیل نہیں ہوتی تو اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔ جذبات، جونہی نیورو سگنلز سے اندرون جسم پہنچتے ہیں جسم میں تبدیلیاں شروع ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح ہومیو ادویات کے نیورو سگنلز اندرونی اعضا کو متحرک کر کے تبدیلیاں شروع کرتے ہیں۔ جذبات اور ہومیوادویات کی اندرونی اعضا میں نیورو سگنلز سے یکساں نوعیت کی تبدیلیوں سے ان کے درمیان مشابہت کا اشارہ ملتا ہے۔ جذبات اور ہومیو ادویات کے نیورو سگنلز کی مشابہت سے لگتا ہے کہ نیورو سگنلز بننے سے پہلے بھی وہ مشابہہ ہوں گے تبھی تو ان کے نیورو سگنلز ایک سے ہیں اس سے یہ اخذ کرنا درست لگتا ہے کہ ہومیو ادویات جذبات ہیں۔

اس بیانیے کی تصدیق کیلئے ضروری ہے کہ ہومیو ادویات کو خیالات یا جذبات سے بنا کر مریضوں پر ٹیسٹ کیا جائے۔ اگر یہ ادویات ویسے ہی کام کریں جیسے کمرشل ادویات تو ثابت ہو جائے گا ہومیو ادویات میں علامات جذبات ثبت (Impinged OR Printed) ہیں۔

42 راز منکشف ہوتا ہے

کتاب کی ابتداء میں ذکر کیا گیا تھا کہ ہمارا مقصد (Object) سوچ بچار اور تجربات سے ہومیو ادویات کی ماہیت بارے کھوج لگانا تھا۔ اس سلسلے میں گذشتہ صفحات میں کی گئی بحث کے مختصراً ذکر سے راز منکشف ہونے تک کا اجمالی بیان نیچے دیا جارہا ہے۔

1. ہومیو ادویات میں کوئی مادی جز نہیں ہوتا بلکہ ہومیو ادویات بیماری کی جو علامات صحت مند انسانوں میں پیدا کرتی ہیں (پروونگ)، وہی علامات بصورت نیوروسگنلز (خیالات) میڈیم میں منجمد ہوتی ہیں جو جسم میں جاکر مدافعتی اعضاء کو اکسا کر شفا دیتی ہیں۔

2. ہم ایک دوسرے کو خیالات سے متاثر کرتے ہیں اور یہ کہ خیالات ارادتاً اور غیر ارادتاً ایک شخص سے دوسرے تک منتقل ہوتے ہیں۔ غیر ارادی خیالات کی منتقلی انسان کے کنٹرول میں نہ ہونے کی وجہ سے اس طرح کی خیالات کی منتقلی سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا مشکل ہے۔ ارادی کوشش سے خیالات منتقل کرنے کیلئے بے شمار تجربات ناکامی سے دوچار ہونے پر معلوم ہوا کہ خیالات ایک جگہ ٹکتے نہیں ہر آن بدلتے رہتے ہیں جس وجہ سے خیالات کو ایک شخص سے دوسرے شخص یا میڈیم میں جذب کرنا مشکل ہے۔ اس ناکامی سے یہ سوچ پروان چڑھی کہ خیالات کی کسی اور شکل (Format) یعنی آواز (نیوروسگنلز) کو کسی میڈیم میں جذب کرنے پر غور کرنا چاہیے۔

3. ہر بیماری دو سطحی ہوتی ہے جس سے جسم اور نفس بیمار ہوتے ہیں۔ لاشعور اندرون جسم بیماری کا دفاع کرتا ہے جبکہ شعور بیرون جسم بیماری کو دفع کرتا ہے۔ اگر "دفع ہو جاؤ" کہنے سے بے ہودگی اور ناشائستگی سے شعوری کوشش سے نجات ممکن ہے تو اندرونی اعضاء میں موجود بیماری سے بھی آواز (نیوروسگنلز) سے نجات ممکن ہونی چاہیے۔

4. جذبات کو الفاظ میں بیان کیا جائے تو یہ خیالات بن جاتے ہیں اور اگر لکھا جائے تو بیان اور اگر آواز / گفتگو سے ادا کیا جائے تو نیوروسگنلز یعنی یہ سب ایک ہی چیز کے مختلف روپ ہیں یعنی ایک کی بجائے دوسرے کا استعمال درست ہوگا یعنی خیالات کا آواز سے اظہار خیالات ہی شمار ہوگا۔

5. جب کوئی انفیکشن جسم میں داخل ہوتی ہے تو ناک اور منہ کے اعصاب اسے پہچان (Identify) کر لاشعور کو نیورو سگنلز سے مطلع کرتے ہیں۔ اسی طرح خوراک کے نیورو سگنلز لاشعور پہنچتے ہیں۔ ہومیو دوائی کے نیورو سگنلز لاشعور پہنچنے پر شفائی عمل شروع ہو جاتا ہے کوئی شے خود لاشعور نہیں پہنچتی بلکہ اس کے نیورو سگنلز ہی لاشعور کو اُکسا کر مناسب کیمیکلز کے اخراج سے شفا دیتے ہیں۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی دوا کے دینے کی ضرورت نہیں۔ صرف اس کے نیورو سگنلز ہی لاشعور پہنچنے سے شفائی عمل شروع ہو جانا چاہیے۔

ان نتائج پر غور کرنے سے قرین قیاس یہ کہ کس طرح بیماری کے سگنلز یا دوائی کے نام کے نیورو سگنلز لاشعور تک پہنچا کر شفا ممکن ہونی چاہیے؟ لہٰذا یہ سوچا گیا کہ کسی دوائی کے نام کو اونچی آواز میں پکار کر آواز کے سگنلز کو کسی میڈیم میں جذب کر لیا جائے تو امید ہے کہ آواز سگنلز میں تبدیل ہو جائے گی اور کسی مناسب مریض کو دینے سے شفا ممکن ہونی چاہیے۔

اس مفروضے کو ٹیسٹ کرنے کیلئے بہت تجربات کئے گئے۔ ان تجربات میں کئی تغیر پذیر عناصر (Variables) ہیں۔ جن کی وجہ سے آواز جذب ہونے میں کمی بیشی سے تجربات ناکام ہوئے۔ مثلاً

1. آواز کا اونچا یا پست ہونا۔ 2. میڈیم
3. میڈیم کو رکھنے والے برتن یا Container کا میٹریل (گلاس، کاغذ، پلاسٹک وغیرہ)۔
4. میڈیم کا ہونٹوں سے فاصلہ۔ 5. میسج کی دہرائی کی تعداد۔
6. بیماری یا دوائی کا نام پکارنے کی زبان (Language)
7. ماحول میں خلل ڈالنے والی اشیاء کی موجودگی۔
8. Message کا بیانیہ یعنی علامات بیماری کی تفصیل وغیرہ۔

ان تغیر پذیر عناصر کی حدود (Limitation) کی دریافت میں کافی وقت، پیسہ لگا اور ناکامیوں سے معاشرتی رشتوں میں تناؤ پیدا ہوا۔ MM کی دریافت دِکھنے میں آسان لیکن حاصل کرنے میں بہت دشواریاں پیش آئیں۔ اس پر بھاری Investment کا اندازہ لگانے کیلئے ایک سبق آموز واقعہ کا ذکر کرنا غیر ضروری نہیں ہو گا۔ ایک مریض جس کو MM سے آفاقہ نہیں ہوا تھا بڑی تلخی سے کہا کہ ”دنیا بھر میں سروسز (Services) کے لوگ (خدمت گار، کارپینٹر، پلمبرز، درزی اور الیکٹریشنز) کام مکمل کر کے

اجرت مانگتے ہیں لیکن ڈاکٹر عجیب لوگ ہیں شفا ہو نا ہو اپنی فیس پیشگی (Advance) یہ کہہ کر لیتے ہیں کہ شفا اللہ کا کام ہے۔ جب آپ شفا پر قادر نہیں تو فیس کیوں لیتے ہیں یا کلینک کھول کر کیوں بیٹھے ہیں۔ اپنی ناکامی کا الزام اللہ پر ڈال کر بری الذمہ ہو جاتے ہیں۔" ان حقیقت پر مبنی جملوں نے مجھے جھنجوڑ دیا۔ میں نے معافی مانگی اور نہ صرف اس کی فیس واپس کی بلکہ تمام دوسرے مریض جن تک رسائی ممکن تھی ان کی فیس بھی واپس کر دی، اور آئندہ کیلئے فیس لینا بند کر دی اور مریضوں کو اعتماد میں لیکر صرف ان مریضوں پر تجربات کئے جنہوں نے بہ خوشی اس کی اجازت دی۔ اب آتے ہیں اصل موضوع کی طرف۔

تمام تغیر پذیر عناصر کی حدود کا اندازہ ہو گیا تو کسی ایسے مریض کی تلاش شروع کی جس میں صرف ایک قابل علاج علامت ہو تاکہ MM کی افادیت کا اندازہ ہو سکے۔ اتفاقاً ایک ایسا مریض مل گیا جس کو صرف کھانسی تھی اور اُسے کوئی دیگر تکلیف نہیں تھی۔

کھانسی کے مریض کے لئے آواز کی لہروں کی پہلی تجرباتی دوا پانی کے ایک گلاس پر بنائی گئی۔ گلاس کو ہونٹوں کے قریب لا کر 100 مرتبہ اونچی آواز میں "کھانسی، کھانسی، کھانسی" پکارا گیا آواز کی لہروں سے کھانسی کا پیغام یا (Message) پانی میں جذب ہو کر کھانسی کی دوا بن گیا۔ اسی وجہ سے اس کو (Message Medicine) یا MM کہا گیا۔

یہ دوائی کھانسی کے مریض کو ہر آدھ گھنٹے بعد ایک ایک چمچ Sip کرنے کے لئے دی گئی۔ دو دن بعد مریض کی شفا کے پیغام نے حیرانی اور خوشی سے سرشار کر دیا۔ خیالات کا اظہار زبان (Language) سے ہوتا ہے۔ آواز سے دوائی بننا ایک طرح خیالات سے دوائی بنانا ہے۔ جو ایک اہم دریافت ہے۔ خیالات آواز اور نیورو سگنلز آپس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں (Interchangeable)۔ اس سے یہ توقع پیدا ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی دن ہومیو ادویات/MM انسانی آواز کی بجائے کمپیوٹر سے پیدا (Generated) کئے سگنلز سے بننے لگیں گئیں۔

43 تجربات

یہ دیکھنے کے لئے کہ کامیابی حقیقی ہے یا وہم (Place bo Effect) پلاسبو ایفیکٹ سے ملتا جلتا کوئی سراب۔ متعدد تجربات ایسے ترتیب دیئے گئے جن کے نتائج کو آسانی سے مانیٹر (Monitor) کیا جا سکے۔ اس لئے سب سے پہلے ایسے مریضوں کا چناؤ کیا گیا۔ جن میں صرف ایک تکلیف دہ علامت تھی جس کے غائب ہونے کا مطلب شفاء کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اس طرح آگے بڑھتے ہوئے دو اور تین قابل مشاہدہ علامات والے کیسز منتخب کئے گئے اس کے بعد شدید امراض (Acute Diseases) جیسے نزلہ، کھانسی، بخار، دست، قے اور سر درد وغیرہ کو تجربات کے لئے چنا گیا۔ اس کے بعد ہومیو پیتھک ادویات آواز کی لہروں سے بنا کر مریضوں پر ٹیسٹ کیا گیا۔ ان تجربات کو اوپر دی گئی ترتیب سے بیان کیا جارہا ہے۔

ایک علامت والے مریض کے لئے Message

1. خارش
2. تلوؤں میں جلن
3. ایڑیاں سن ہو جانا
4. گھٹنوں میں درد کی لہریں
5. عرق النساء یا لنگڑی کا درد
6. تلی ہوئی اشیاء کے کھانے سے جلن
7. غیر ارادی طور پر پیشاب کا نکل جانا
8. کمزوری
9. حیض کے دوران یا بعد کی کمزوری
10. چلنے سے چکر آنا

دو علامتوں والے مریض کے لئے Message

1. اضطراب، خوف
2. مایوسی، رونا
3. غصہ، چیخنا چلانا
4. خارش کے بعد جلن
5. ہچکی، ڈکار
6. بدبودار پسینہ، خارش
7. سیڑھیاں چڑھنے اترنے سے گھٹنوں میں درد
8. پاؤں اور انگلیوں میں جلن
9. سر درد، قے
10. خونی بواسیر اور مسّوں کا باہر نکلنا

تین علامتوں والے مریض کے لئے Message

1. نزلہ، گلا خراب، بخار
2. نزلہ، کھانسی، بخار
3. نزلہ، جسم درد، بخار
4. پیٹ درد، قے، دست
5. سر درد، قے، غنودگی
6. نزلہ، ٹونسلز کا بڑھنا، بخار
7. بے خوابی، اضطراب، انگڑائیاں
8. گفتگو، انگڑائیاں، آنسو
9. درد، عرق النساء، گھٹنوں میں کڑکڑ
10. ٹانگیں کمزور اور اکڑی ہوئی، پاؤں اور انگلیوں میں درد

شدید امراض کے لئے Message

1. دست، قے، بخار
2. گرد و غبار سے الرجی
3. پرانے گرم کپڑوں سے الرجی
4. گندم کٹنے کے دنوں میں الرجی
5. کیڑے مار اسپرے سے الرجی
6. گلا خراب، رنگ و روغن کے بخارات سے الرجی
7. مغزیات (Nuts) یا مونگ پھلی سے الرجی
8. انڈے، مچھلی سے الرجی
9. کچے پھلوں یا زیادہ پکے ہوئے پھلوں سے الرجی یا پیٹ درد
10. پولن الرجی

بیکٹیریا، وائرس، فنگس کے لئے Message

1. اگر مرض پیدا کرنے والے جراثیموں کا نام معلوم ہو تو ان کے نام کے پیغام سے (Message) سے شفا ہو جاتی ہے۔ مثلاً (Candida, Albican) (آنتوں میں بیکٹیریا جو چینی میں پلتا ہے۔ اس کی زیادتی سے ہاتھوں کے ناخن کالے ہو جاتے ہیں۔)
2. Amoeba (پیچش کی وجہ بننے والا جراثیم)
3. اگر دودھ کی وجہ سے پیٹ درد ہو تو (E. Coli Form)
4. اگر کھٹے پھلوں سے گلا خراب ہو تو Bacillus Sycoccus سے پیغام بنائیں۔
5. اگر باسی خوراک سے پیٹ خراب ہو، ساتھ ہی درد اور قے ہو تو Botulin کا Message بنائیں۔

اگر Nerves متاثر ہوں تو Message

بعض اوقات اعصاب یا Nerves میں سوزش ہو جاتی ہے یا اعصاب اپنی جگہ سے ٹل جاتے ہیں تو شدید درد ہوتا ہے۔ اگر Nerve کا نام معلوم ہو تو اس نام سے Message بنائیں۔ اگر Ulner Nerve متاثر ہو تو اسی نام سے Message بنائیں۔ اسی طرح Sciatic Nerve میں ٹانگ میں درد کی لہریں اٹھتی ہیں۔ اس کے لئے شیاٹیکا درد کے پیغام سے شفا مل جاتی ہے۔

جذباتی علامات

جذباتی علامات میں MM کو نہایت مفید پایا گیا۔ چند مثالیں درج ہیں۔

1. اضطراب، پریشانی، خوف
2. غصہ، نفرت، چیخنا چلانا
3. پڑھنے لکھنے میں بے توجہگی
4. ڈانٹنے سے رونا
5. ٹی۔ وی کارٹون دیکھنے کا جنون، موبائل فون استعمال کرنے کا جنون
6. کام کا خوف، لیٹے رہنے کی خواہش
7. اپنوں سے نفرت، غیروں سے محبت
8. نیند میں رونا اور سو کر اٹھنے پر رونا
9. سکول کا خوف
10. ضد، لاپرواہی اور غیر ذمہ داری

وجہ / اسباب مرض

اگر مرض کی وجہ معلوم ہو تو اسے Message میں شامل کرنے سے جلد شفا حاصل ہو جاتی ہے۔ مثلاً

1. وزن اٹھانے سے کمر درد، جسم میں اکڑاؤ یا کمزوری یا حیض کا شروع ہونا
2. A/C سے نزلہ، گلا خراب، کھانسی اور جسم میں دردیں
3. مچھر مار اسپرے سے چھینکیں، بخار اور گلا خراب
4. ٹماٹو کیچپ، املی، فالسے، سرکے، کینڈی اور برف سے پیدا شدہ امراض
5. زیادہ خون بہنے یا منی کے اخراج سے نظر کمزور

6. ٹھنڈی ہوا سے آواز کا بیٹھ جانا
7. تیر اکی سے تھکاوٹ اور نیند کا غلبہ
8. دھوپ یا سورج کی گرمی سے کمزوری
9. ڈانٹ ڈپٹ سے پیشاب خطا ہو جانا
10. بلند جگہ سے چیز اٹھانے سے انجائنا

ہومیوپیتھک ادویات

تمام ہومیو ادویات کو MM کے طریقہ سے بنایا جا سکتا ہے اور وہ مرّوجہ ہومیو ادویات سے زیادہ موئثر ہوتی ہیں۔

ناکامیاں

بعض اوقات تجربات ناکامی سے ہمکنار ہوئے۔ بعض اوقات پیغام کو تبدیل کر کے کامیابی ملی۔ لیکن بعض اوقات پیچیدہ امراض جہاں ٹیسٹ رپورٹ کسی اندرونی خرابی یا نئی ساخت پیدا ہونے کی وجہ بتائے۔ وہاں MM کام نہیں کرتی۔ پتھریاں نکالنے، ٹیومر ختم کرنے یا یوریا اور کولیسٹرول کم کرنے میں کامیابی نہیں ملی۔ جہاں اندرونی اعضاء نے کام کرنا بند کر دیا ہو وہاں بھی MM کام نہیں کرتی۔ اس پر مزید بحث "خود پیدا کردہ زخم" کے عنوان میں بیان کی گئی ہے۔

MM کی ایک بدیہی رکاوٹ

MM میں جہاں کئی خوبیاں ہیں وہاں دو (Snags) رکاوٹیں یا قباحتیں اس کی ترویج میں حائل ہیں۔

کلینک میں مریضوں کے سامنے MM بنانا اور اس کی لائف کا کم ہونا

ہم نے پہلی رکاوٹ کو اس طرح دور کیا کہ مریضوں کو MM کی فلاسفی سے متعارف کروا کر ان کو اپنا ہم نوا بنایا۔ اور وہ اپنی MM خود ہی بنانے لگے۔ ہو سکتا ہے کہ سب کے لئے یہ ممکن نہ ہو۔

اگر MM کو اچھی پذیرائی ملی تو امید ہے کہ جلد ہی (Sound Repertory Instruments) مارکیٹ میں آکر اس مشکل کو آسان کر دیں گے اور MM کی لائف کا مسئلہ بھی حل ہو جائے۔

44 فارمیسی

MMبنانی نہایت آسان ہے جسے کوئی بھی بچہ، عورت، بوڑھا، جوان اور مریض خود بنا سکتے ہیں۔ بنانے والے کے لئے کسی میڈیکل یا ادویات کے خواص کا علم ہونا ضروری نہیں۔ صرف الفاظ کی ادائیگی صحیح طریقے سے ہونی چاہیے۔ MM بنانے کے لئے کسی مدر ٹنکچر اور مشینری کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے شیشے یا پلاسٹک کا گلاس یا پلاسٹک کی ڈبیا یا کاغذ کی پڑیا کی ضرورت پڑتی ہے۔

سادہ پانی یا چینی کی گولیوں میں آواز کی لہریں آسانی سے جذب ہو جاتی ہیں۔ دھاتی گلاس یا سرامک کپ میں آواز جذب ہو جاتی ہے۔ اس لئے بہت کم آواز پانی یا گولیوں میں جذب ہوتی ہے لہٰذا انہیں استعمال نہ کریں۔

MMبنانے کے طریقے

MMبنانے کے دوطریقے ہیں۔ A) آواز سے B) خیال سے

طریقہ (A) میں آواز کو بار بار دہرایا جاتا ہے۔ آواز پانی میں جذب ہو کر دوا بنتی ہے۔ طریقہ (B) میں میسج کو صرف ایک بار پکارا جاتا ہے، اس کے بعد میڈیم کو جھٹکے دے کر آواز کو جھٹکوں سے خیال میں تبدیل کیا جاتا ہے۔

طریقہ A:

کسی آرام دہ سیٹ پر بیٹھ جائیں۔ ذہن سے غیر ضروری خیالات نکال کر MM بنانے کی طرف توجہ دیں۔ پانی کے گلاس، گولیوں کی ڈبی یا پڑیا کو ہونٹوں کے قریب کر لیں۔ سر اور چہرے کو ساکن رکھیں۔ اگر پنکھے کی ہوا سے میڈیم میں حرکت ہو تو پنکھا بھی بند کر دیں۔ میڈیم ساکت رہنا چاہیے تاکہ آواز کی لہریں ایک دوسرے کے اوپر پڑیں۔ اگر میڈیم ہلے گا تو آواز کی لہریں ایک دوسرے کو کینسل کر دیں گی اور MM نہیں بن پائے گی۔ دوسرے ہاتھ میں گنتی کے لئے کاؤنٹر یا تسبیح پکڑ لیں اور اونچی آواز میں دوائی بیماری یا علامت (جس کا علاج کرنا چاہتے ہیں) کا نام پکاریں۔ آواز اتنی اونچی ہونی چاہیے جیسے آپ کلاس میں لیکچر دے رہے ہوں۔ مثال کے طور پر اگر آپ بیلاڈونا بنانا چاہتے ہیں تو 100 مرتبہ ''بیلاڈونا'' پکاریں۔ آواز کی لہریں میڈیم میں جذب ہو جائیں گی اور آواز کی لہروں کی MM یا بیلاڈونا بن جائے گی۔

طریقہ B:

ایک شیشی' آدھی پانی سے بھر کر ہونٹوں کے نزدیک لا کر صرف ایک مرتبہ دوائی کے نام یا جس علامت کا علاج کرنا ہے کو اونچی آواز میں پکارے۔ بعد میں اس شیشی کو ایک پوٹاینسی بڑھانے کیلئے 10 جھٹکے دیں۔30 پوٹاینسی کیلئے 300 جھٹکے۔ جھٹکے دینے سے آواز کی لہریں ٹوٹ کر دوبارہ خیال بن جائیں گی۔

طریقہ (B) میں جھٹکوں کی تعداد کا تعین، مرض کی نوعیت یا جسمانی اعضاء کی مناسبت سے کیا جا سکتا ہے۔ جلد اور حواس خمسہ کے امراض کیلئے میسج کے بعد 10 جھٹکے کافی ہیں۔ اعصاب اور اینڈوکرائینل گلینڈز کے امراض کیلئے 10 سے 100 تک جھٹکے موئثر پالے گے۔ اندرونی اعضاء اور اعضاء رئیسہ کے امراض کے لیے 300 تک جھٹکوں نے اچھا کام کیا۔

دوہرائی کی تعداد

ایک دفعہ کہا ہوا لفظ لاشعور پر بہت خفیف اثر ڈالتا ہے۔ بار بار دہرانے سے لاشعور زیادہ متاثر ہوتا ہے اور لاشعور کے رد عمل میں ہارمونز اور انٹی باڈیز متحرک ہو جاتے ہیں۔ اور بیماری پسپائی اختیار کرنے لگتی ہے۔ ہومیو پیتھک دوائی اکثر 30 پوٹانسی میں استعمال ہوتی ہے۔ اس روایت کو دیکھتے ہوئے 30 دہرائی والی MM بنائی لیکن وہ زیادہ اثر پذیر نہیں تھی۔ دہرائی 100 تک کرنے سے MM کی اثر پذیری بڑھ گئی بلکہ 30C سے زیادہ اثر پذیر ہو گئی لہٰذا ہم نے 100 کے Multiple کو دہرائی کے لئے استعمال کیا۔

MM 100X کو دن میں ایک سے تین بار لینا کافی ہے۔ شدید امراض میں ہر 15 سے 30 منٹ بعد دہرانے سے مرض کی شدت، دردوں اور بخار میں کمی ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

شدید دستوں، قے، بخار اور دردوں میں کمی کے لیے 500X, 200X اور 1000X کو بہت مفید پایا گیا۔ مرض جتنا شدید ہو دہرائی اتنی ہی زیادہ ہونی چاہیے۔ زیادہ طاقت والی MM زیادہ موئثر ہوتی ہے۔

MM بنانے کی زبان

MM کو کسی بھی زبان میں بنایا جاسکتا ہے چاہے مریض اس زبان کو سمجھتا ہو یا نہ۔ کسی میڈیکل علم اور اصطلاحات کو جاننے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر Message مریض کی گفتگو سے اخذ کر کے بنایا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ لیکن شرط صرف یہ ہے کہ Message صحت دشمن، جان دشمن یا تکلیف پر مشتمل ہونا چاہیے۔ مثبت پیغام لاشعور کے لئے صحت بحال کرنے میں بے کار ہے۔ ویسا پیغام صرف نظام ہضم کے حوالے سے دیا جاسکتا ہے، مثلاً سیب، گھی، دودھ یا سبزی کے نام سے بنائے پیغام سے لاشعور مناسب مقدار میں ایسے کیمیکل پیدا کر دیتا ہے جو ان اشیاء کو جزو بدن بنانے کے لئے ضروری ہیں۔

ہم نے پیغام کے لئے اُردو، انگریزی، پنجابی اور جرمن زبان استعمال کی۔ لاشعور کا رد عمل سب زبانوں کے لئے ایک سا ہی تھا۔ مثلاً کالی بائی کرومیکم جرمن زبان میں ہے۔ اس کا انگریزی نام پوٹاشیم بائی کرومیٹ ہے۔ دونوں زبانوں میں پیغام کو موئثر پایا۔ عرق النساء کے لئے لنگڑی کا درد اور شیاٹیکا درد کو یکساں

پایا۔ ہم نے زیادہ کام انگریزی میں ہی کیا کیونکہ انگریزی میں جو کام چند الفاظ سے ہو سکتا ہے اس کے لئے اُردو میں پورا فقرہ بولنا پڑتا ہے۔

پیغام مختصر ہونا چاہیے۔ غیر ضروری الفاظ جن کا بیماری سے کوئی تعلق نہیں، استعمال نہیں کرنے چاہیے۔ پیغام صرف اسم اور فعل تک محدود رہنا چاہیے۔ اسم صفت، حرف جار اور اسم ضمیر کے استعمال کی کوئی ضرورت نہیں۔ لاشعور کے لئے بخار صرف بخار ہے شدید اور تیز بخار اس کے لئے بے معنی ہیں۔ اسی طرح صبح یا شام یا اٹھنے بیٹھے، لیٹنے چلنے یا جھکنے سے درد میں کمی یا زیادتی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ درد صرف درد ہے اس لئے صرف درد کہہ دینا ہی کافی ہے۔

شدید درد، کاٹنے والے، تیز پُرحس درد اور چبھنے والے درد بے معنی ہیں۔ درد کے ساتھ جس عضو میں درد ہو اس کا ذکر ضروری ہے۔

بظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے لاشعور دینا بھر کی تمام زبانیں اور میڈیکل اصطلاحات سمجھتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لاشعور تک تمام زبانیں نہیں پہنچتیں بلکہ تمام زبانوں کو منہ کے اعصاب سگنلز میں تبدیل کر دیتے ہیں۔ غالباً تمام زبانوں کے سگنلز ایک سے ہی مفہوم کے حامل ہوتے ہیں۔

احتیاطی تدابیر

MM بنانے میں چند احتیاطی تدابیر ضروری ہیں۔ مثلاً MM بناتے وقت آواز یکساں رہنی چاہیے۔ کبھی اونچی کبھی مدھم آواز سے افادیت ختم ہو سکتی ہے۔ آواز کا آہنگ (Rhythm) تمام وقت یکساں رہنا چاہیے۔

جہاں گفتگو ہو رہی ہو وہاں MM نہ بنائیں۔ دوسری آوازیں خلل ڈال کر پیغام کی افادیت مشکوک بنا دیتی ہیں۔ جہاں TV کی آواز آرہی ہو وہاں MM بالکل نہ بنائیں۔

ایک پیغام (Message) سے بچی ہوئی گولیاں دوسرے Message کے لئے استعمال نہ کریں۔ اسی طرح Expire گولیاں پھینک دیں۔ پیغام کے بیانیے کو درمیان میں تبدیل نہ کریں۔ اگر محسوس ہو کہ اس سے بہتر بیانیہ ہو سکتا ہے تو ان گولیوں کو پھینک کر نئی گولیاں استعمال کریں۔ پیغام کی ترتیب دوران عمل نہ بدلیں۔ مثلاً نزلہ، کھانسی، بخار کو نزلہ، بخار، کھانسی میں بے خیالی میں نہ بدلیں۔

Message بناتے وقت پوری طرح چوکنا رہیں اور کسی کیفیت کو نہ بدلیں اگر میسج بناتے وقت کسی ہنگامی ضرورت سے کوئی رکاوٹ پڑ جائے تو دوبارہ نئے سرے سے گولیاں لے کر کام کا آغاز کریں۔

MM کا دائرہ کار (Scope)

دنیا میں ان گنت امراض ہیں۔ ان کی بے شمار درجہ بندیاں ہیں۔ MM کے نکتہ نظر سے امراض کی صرف دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ امراض جو MM سے شفایاب ہو سکتے ہیں اور دوسرے وہ جو MM سے نا قابل علاج ہیں۔ مرض کبھی جسم کو لگتا ہے اور کبھی نفس کو۔ لیکن آہستہ آہستہ دونوں سطحیں بیمار ہو جاتی ہیں۔ MM سے قابل شفا وہ امراض ہیں جن میں انسان قدرتی اسباب سے مبتلا ہوتا ہے اور ان پر انسان کا کوئی کنٹرول نہیں۔ مثلاً وائرس، بیکٹیریا، فنگس، کیڑے مکوڑے، جنگلی جانور اور حشرات الارض، موسمی تغیر و تبدل، آب و ہوا میں تعفن، کھانے پینے کی اشیاء میں کیمیکلز کی آمیزش، مصنوعی رنگ، پینٹ (Paint) کے بخارات، فصل کٹنے کی الرجی، ریڈی ایشنز، سورج کی روشنی، زیادہ بدنی، ذہنی اور جنسی بداعتدلیاں وغیرہ وغیرہ یہ چند قدرتی عوامل ہیں جن سے جسم متاثر ہوتا ہے۔ اسی طرح نفس دوسروں کے سلوک اور طرز عمل سے متاثر ہوتا ہے اور بیمار پڑ جاتا ہے۔

ہم سب آگاہ ہیں ہیں کہ زندگی پھولوں کی سیج نہیں اور تمام معاملات ہماری مرضی اور منشاء کے مطابق نہیں ہوتے اور ہم حالات کے دباؤ میں زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں اور اعصابی تناؤ کی کوئی نہ کوئی صورت پیش آتی رہتی ہے۔ مثلاً صبح ناشتے میں دیر ہو جانا، سواری ملنے میں دشواری، لیٹ ہو جانے کا خوف، ہم عصروں، افسروں، پڑوسیوں اور بیگم سے تناؤ روز مرہ کے معمولات ہیں۔ جن سے ہم سب کو واسطہ پڑتا ہے۔ اس سے ایک قدم آگے جاب کا اچانک ختم ہو جانا، طلاق ہو جانا، کسی عزیز کی ناگہانی موت، کسی پیارے کی لمبی بیماری، امتحان میں ناکامی، کسی حادثہ میں جسمانی عیب وغیرہ وغیرہ یہ وہ زخم ہیں جو کبھی نہیں بھرتے۔ ہم تناؤ کو کم کرنے کی کوئی نہ کوئی تدبیر کرتے رہتے ہیں تاکہ مایوسی سے بچا جا سکے اور کوئی درمیانی راہ نکل آئے۔ یہ جذباتی تناؤ (Stress, Tension) کی چند مثالیں ہیں جن سے ہم شعوری طور پر آگاہ ہوتے ہیں اور اکثر اپنی ناپسندیدگی کا اظہار غصے کی صورت میں کرتے ہیں۔

کھانے پینے اور سانس لینے سے وائرس اور بیکٹیریا ہر وقت جسم میں داخل ہوتے رہتے ہیں۔ مدافعتی نظام انفیکشن سے ہر دم برسرپیکار رہتا ہے۔ اور ہمیں پتہ بھی نہیں چلتا کہ ہم کن بلاؤں اور مصیبتوں سے بچائے جارہے ہیں۔ اس کے برعکس تناؤ سے ہم آگاہ ہوتے ہیں۔ تناؤ سے جسم اور نفس دونوں متاثر ہوتے ہیں۔ جذباتی علامتوں (جن کو غلطی سے ذہنی علامتیں کہا جاتا ہے) سے تناؤ کا اشارہ ملتا ہے۔

MM سے جذباتی علامتوں اور تناؤ کا خاتمہ نہایت متاثر کن ہے۔ تناؤ کے اثرات سے کئی امراض پیدا ہوتے ہیں مثلاً جوڑوں کا درد، دل اور گردوں کے امراض، ذیابیطس، دمہ اور جلدی امراض۔ اس کے علاوہ تناؤ سے اندرونی اعضاء اور قوت مدافعت کے اعضاء کی کارکردگی کم یا بالکل بند ہو جاتی ہے۔ ایسے امرض کا ابتدائی حالت میں علاج ممکن ہے۔

انسان کے ارادے کی آزادی بیماریاں پیدا ہونے کا ایک غیر قدرتی عامل ہے۔ انسان اپنی مرضی سے جب حفظان صحت سے انحراف کر کے زندگی گزارتا ہے تو بے شمار بیماریاں پیدا ہوتی ہین جن سے بچا جا سکتا ہے۔ ایسی بیماریوں کا علاج ابتداء میں MM سے ممکن ہے۔ لگاتار لاپرواہی سے زندگی بسر کرنے یا ایک ہی طرح کی خوراک بار بار کھانے سے اندرونی اعضاء کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے۔ خاص طور پر اس وقت جب اخراج کے اعضاء فاسد مادوں کو باہر نکالنے سے قاصر ہوں تو یہی فاسد مادے مزید خرابیاں پیدا کرتے ہیں۔

وہ تمام امراض جن میں اندرونی اعضاء جیسے دل، گردے، پھیپھڑے، جگر، آنتیں اور معدہ متاثر ہو جاتے ہیں تو ان کی کارکردگی MM سے صرف اسی صورت بحال ہو سکتی ہے جب لاپرواہی ترک کر کے صحت کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسے تمام امراض جن کو انسان اپنی لاپرواہی سے پیدا کرتا ہے خود لگائے ہوئے زخم ہیں۔ اگر اندرونی اعضا میں ساختی تبدیلیاں پیدا ہو جائیں تو ایسے امراض کا MM سے علاج مشکل ہے۔

خود لگائے زخم

جب اندرونی اعضاء پر ان کی صلاحیت سے زیادہ بوجھ ڈالا جائے تو وہ خوراک کو ہضم کرنے اور فاسد مادوں کا اخراج کرنے میں ناکام ہو جاتے ہیں۔ مثلاً اگر کھانا زائد کھالیا یا میٹھا اور چربی والا کھانا اور

گوشت زیادہ کھالیا جائے جس کو معدہ، جگر، پتہ اور آنتیں ہضم نہ کرسکیں تو غیر ہضم شدہ مادے زہر بن کر جسم میں گردش کرتے ہیں۔ ان تمام فاسد مادوں کو جنہیں جسم باہر نہیں نکال سکا۔ لاشعور زندگی کو ایک خاص وقت تک قائم رکھنے کے لئے جسم میں پتھریاں اور ٹیومر بنا کر جمع کر دیتا ہے۔ تاکہ جسم کے افعال نارمل طریقے سے چلتے رہیں اور یہ فاسد مادے نارمل کارکردگی میں رکاوٹ نہ بنیں۔ ایسے تمام امراض جو لاشعور نے زندگی بچانے کے لئے پیدا کئے کبھی MM سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ یعنی ایسے تمام امراض جن کو لاشعور نے خود پیدا کیا ان کے لئے کوئی قوت مدافعت نہیں۔ مدافعت صرف قدرتی امراض کے لئے ہے خود پیدا کردہ زخموں کے لئے نہیں۔

اس کے علاوہ جو امراض وٹامنز، نمکیات اور انزائم (Enzyme) کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں ان کو MM سے ٹھیک نہیں کیا جا سکتا۔

اس بحث سے یہ اخذ ہوا کہ امراض دو طرح کے ہیں۔ ایک وہ جن کا علاج لاشعور اپنے ودیعت شدہ علم سے جسم کے اعضاء کے ذریعے کرتا ہے۔ دوسرے وہ جن کو بیرونی علاج اور دوا سے شفا ملتی ہے۔

اس نتیجے کی طرف دو اشارے ہمارے مذہبی ادب میں بھی ملتے ہیں۔ پہلا اشارہ یہ ہے کہ "جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہ مجھے شفا دیتا ہے۔" لاشعور ودیعت شدہ علم سے جو شفا دیتا ہے۔ "وہ" کا اشارہ لاشعور کی قوت مدافعت کی طرف ہے۔ دوسرا اشارہ یہ ہے کہ "اس نے کوئی مرض ایسا نہیں پیدا کیا جس کی دوا نہ اتاری ہو۔" اس کا اشارہ جڑی بوٹیوں اور ڈرگز کی طرف ہے یہ بیرونی علاج ہے جو انسان اپنی کوشش سے کرتا ہے۔

قوت مدافعت

قوت مدافعت دو سطحی ہوتی ہے یعنی جسمانی اور نفسی۔ ہر سطح کی چند تہیں (Layers) ہیں۔ جسمانی مدافعت کی میکانکی اور کیمیکل تہہ خارش، آنکھ جھپکنے، ناک بہنے، چھینکنے، دست اور قے کے ذریعے بیماری کو باہر پھینکتی ہے۔ اس کے اوپر حیاتیاتی تہہ (Biological Layer) ماں کے خون سے منتقل ہو کر ہر وقت جسم میں موجود رہتی ہے اور زہریلے مواد کو تلف کرنے میں لگی رہتی ہے۔ اس کو Innate Layer کہتے ہیں۔ اس سے اوپر والی تہہ کو Adaptive Layer کہتے ہیں۔ جب نیچے کی تہہ مدد کے لئے پکارتی ہے تو اوپر کی تہہ ٹیلر میڈ (Tailor Made) انٹی باڈیز خصوصی طور پر بنا کر جراثیم کا خاتمہ کرتی ہے۔ اس کے علاوہ کئی خاص قسم کے جیسمے بنا کر بیماری کا مقابلہ کرتی ہے۔ خصوصی انٹی باڈیز کو بنانے میں وقت لگتا ہے۔

اور یہ بھی ضروری ہے کہ جسم میں موجود خوراک میں ایسے اجزاء موجود ہوں جن سے ٹیلر میڈ انٹی باڈیز بنتے ہیں۔ اگر یہ اجزاء جسم میں موجود نہ ہوں تو بیماری لاعلاج ہی رہتی ہے۔ اور ایسی کیفیت میں انٹی بائیوٹک کا استعمال ضروری ہو جاتا ہے۔

دوسری مدافعتی سطح نفسی یا ہارمونل سطح ہے۔ ہر بیماری میں تشویش شروع سے ہی موجود ہوتی ہے اور اگر بیماری نفس کو پہلے لگے تو اس صورت میں جذباتی تناؤ سے ہی بیماری کی ابتداء ہوتی ہے۔

تشویش اور جذباتی دباؤ کا مقابلہ کرنے کے لئے قوت مدافعت مختلف ہارمونز بنا کر جذباتی تناؤ کو ختم کرتی ہے۔ ایڈری نل گلینڈ سے پیدا کردہ ہارمونز ایڈری نالیں، کارٹی سول جذباتی تناؤ کو ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

MM کیسے عمل کرتی ہے؟

لاشعور بیماری سے نمٹنے کے لئے ایک عام طریقہ استعمال کرتا ہے یعنی مادی زہروں کو انٹی باڈیز سے اور جذباتی دباؤ کو ہارمونز سے کنٹرول کرتا ہے۔

مادی دوائیاں (ڈرگز اور جڑی بوٹیاں) نظام ہضم سے گزر کر خون میں شامل ہو کر سمّی مادوں کو تباہ کرتی ہیں۔ ایسی دوائیاں اگر ایک طرف بیماری سے نبرد آزما ہوتی ہیں تو دوسری طرف قوت مدافعت کے لئے بھی دوسری مصیبت بن جاتی ہیں۔ قوت مدافعت نہ صرف بیماری کا مقابلہ کرتی ہے بلکہ ڈرگز کے زہریلے اثرات سے بچانے کے لئے بھی تگ و دو کرتی ہیں۔

ہومیو ادویات اور MM چونکہ انرجی ہیں۔ لہٰذا نظام ہضم سے گزرے بغیر ہی لاشعور کو متحرک کر کے ایڈری نل گلینڈز سے ہارمونز اور انٹی باڈیز کے اخراج سے بیماری کو متضاد اثرات سے زائل کرتی ہے چونکہ یہ انرجی ہیں۔ اس لئے مضر اثرات نہ ہونے کی وجہ سے قوت مدافعت کے لئے مسئلہ پیدا نہیں کرتیں۔

MM کیوں کر ناکام ہوتی ہے؟

بعض مریض MM سے شفایاب نہیں ہو پاتے۔ اس کی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں، جن میں سے چند ایک کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

1. اگر MM بنانے میں کوئی غلطی ہو گئی ہو تو MM ناکام ہو جائے گی لہٰذا MM بنانے کا طریقہ اور احتیاطی تدابیر دوبارہ پڑھ لیں۔

2. اگر تشخیص صحیح نہیں ہو گی تو MM کام نہیں کرے گی۔ لاشعور کبھی غلطی نہیں کرتا۔ اگر پیغام ہو بہو بیماری کے مطابق ہو تو لاشعور یقیناً ردعمل میں شفادے گا۔ مثلاً ٹونسے لائی ٹس کو گلا خراب سے شفا نہیں ہو گی۔ عام نزلہ، فلو کے پیغام سے ٹھیک نہیں ہو گا۔ اسی طرح پیچش کو دستوں سے شفاء نہیں ہو گی۔ کن پیڑے کان درد سے ٹھیک نہیں ہوں گے۔ جوڑوں کا درد شیاٹیکا درد سے شفا نہیں پائے گا۔ لہٰذا کیس کو ایک مرتبہ پھر سمجھنے کی کوشش کریں۔

3. انفیکشن میں ٹیلر میڈ انٹی باڈیز بنانے میں وقت لگتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ان کو بنانے کے لئے مناسب پروٹین جسم میں موجود ہونے چاہیے۔ اگر مناسب پروٹین موجود نہیں تو MM سے شفا نہیں ہو گی۔ انفیکشن میں یخنی ضرور لینی چاہیے تاکہ انٹی باڈیز بنانے کے لئے خام مال ملے۔

4. بعض اوقات ایک ہی مرض کا بار بار حملہ ہوتا ہے۔ یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ تشخیص ظاہری علامات پر کی گئی ہے اور مرض کی حقیقت کچھ اور ہے۔ مثلاً ''بار بار پیشاب'' کے پیغام سے ذیابطس کا خاتمہ نہیں ہو گا۔ غیر اردی پیشاب کا اخراج اس بات کا غماز ہے کہ مثانہ چھوٹا ہو گیا ہے۔ یا یوٹرس سائز میں بڑھ کر مثانہ پر بوجھ ڈال رہی ہے وغیرہ وغیرہ۔ اس لئے نئی تشخیص پر توجہ دیں۔ بعض اوقات معدے میں جلن کا بار بار حملہ ہو تو ہو سکتا ہے کہ السر ہو۔ لہٰذا کیس کو دوبارہ سٹڈی کریں۔ بعض اوقات درد کی وجہ پتھری ہوتی ہے۔ صرف مثانے میں درد سے شفا نہیں ہو گی۔ بعض مریض MM کے ساتھ ڈرگز بھی استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ ان کا مرض ڈرگز سے ہی پیدا کردہ ہو۔ اس لئے زیادہ گہرائی سے مریض کا معائنہ کریں۔

5. جو امراض وٹامنز، منرلز اور انزائم کی کمی سے پیدا ہوتے ہیں وہ کبھی MM سے ٹھیک نہیں ہوتے۔ اسی طرح جو امراض جسمانی اعضاء کی کم کارکردگی یا مکمل بندش سے پیدا ہوتے ہیں وہ بھی MM سے ٹھیک نہیں ہوں گے۔ گلینڈز کی کم کارکردگی والے امراض بھی MM سے شفا نہیں پا سکیں گے۔

سمٹ کر سمندر کوزے میں بند

قدرت چند ہارمونز اور کچھ انٹی باڈیز وغیرہ سے تمام امراض کا سدباب کرتی ہے۔ MM بھی اسی طرح قدرتی علاج کو بڑھاوادے کر جلد شفایابی کی راہ کھولتی ہے۔ اس لئے MM میں تفصیل میں جائے بغیر امراض کا علاج ہوتا ہے۔ قدرت درد کو صرف درد سمجھتی ہے اس کے لئے چبھنے والے درد اور جلن والے درد بے معنی ہیں۔ درد صرف درد ہے اور اس کے ساتھ درد کے عضو کا نام لگانا کافی ہے۔ صرف اسی ایک تدبیر سے ہومیوری پرٹری (Homeo Repertory) سکڑ کر چھوٹی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح درد میں کمی بیشی، وقت اور کیفیتوں کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔ مثلاً یہ کہنا اٹھتے ہوئے، سیڑھیاں چڑھتے ہوئے درد اس کا کوئی مطلب نہیں صرف درد کہنا کافی ہے۔ لیکن اگر کبھی مرض کنٹرول میں نہ آئے تو پھر اضافہ کر کے دیکھ لینا چاہیے۔ اسی طرح اگر مرض کو نام دیا جائے تو اس لئے بھی شفا کا کام آسان ہو جاتا ہے۔ اگر ایک علامت موجود ہو تو اُسی سے MM بن سکتی ہے۔ مثلاً مسوڑھوں سے خون کے لئے 50 سے زیادہ دوائیاں ہیں لیکن اسی پیغام سے شفاء ہو جائے تو تفصیل میں جانے کی کیا ضرورت ہے۔

زبانیں لاتعداد ــــ ردعمل یکساں

MM یونہی زبان کے اعصاب سے لاشعور تک پہنچتی ہے لاشعور کے ردعمل سے شفا شروع ہو جاتی ہے۔ لاشعور صرف صحت دشمن الفاظ سے ہی متاثر ہوتا ہے۔ اس کے لئے اسم صفت، اسم ضمیر اور حروف جار بے معنی ہیں اور مثبت جذبات، خواہشات اور احکامات کو خاطر میں نہیں لاتا۔

ہم نے نوٹ کیا کہ تمام انسانوں کا ذہن (لاشعور) بلحاظ کلچر، مذہب، زبان، ملک، نسل اور تعلیم یکساں ردعمل دیتا ہے اور ایک ہی طرح کا کام کرتا ہے۔ خوراک کو ہضم کرنے کے لئے ایک جیسے کیمیکل بناتا ہے، بیماریوں کے سدباب کے لئے ایک ہی طرح کے ہارمونز اور انٹی باڈیز بناتا ہے۔

ایسے محسوس ہوتا ہے کہ مختلف زبانوں کے الفاظ منہ کے اعصاب سے ایک ہی طرح کی لہروں (نیورو سگنلز) میں تبدیل ہو کر لاشعور کو ایک ہی پیغام منتقل کرتے ہیں۔

انسان کے وجود میں آنے کے کئی صدیوں بعد زبانیں وجود میں آئیں۔ اس سے قبل انسان بھی باقی مخلوقات کی طرح غالباً لہروں سے پیغام رسانی کرتا تھا۔ آدم کا اسماء سکھائے جانے کا واقعہ غالباً اسی حقیقت کو ظاہر کرتا ہے کہ چیزوں کے نام ہی لاشعور میں جمع ہیں اور لاشعور چیزوں کے نام سے ہی متحرک ہوتا ہے۔ مثبت ناموں سے خوراک کو جزو بدن بنانے کے احکامات دیتا ہے اور بیماریوں کے منفی ناموں سے علاج کا حکم صادر کرتا ہے۔

اس بحث سے یہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ مختلف زبانوں میں MM کی لہریں یکساں اثرات پیدا کرتی ہیں۔

MM کی تعریف (Definition):

مختلف تجرباتی مراحل سے گزرنے کے بعد ہم MM کو یوں Define کرسکتے ہیں کہ:

”کسی میڈیم میں جذب بیماری کی آواز سے لاشعور ذہن کو متحرک کر کے شفا کے قدرتی عمل کو تیز کرنے کا نام میسج میڈیسن ہے۔“

45 آواز۔۔۔تصور سے نیورو سگنلز تک

میسج میڈیسن (MM) کے پہلے کامیاب تجربے نے یہ سوال کھڑا کر دیا کہ میسج (Message) کس زبان میں بنایا جائے۔ انگریزی، اُردو، مریض جو زبان سمجھتا ہو اس میں یا میڈیکل اصطلاحات میں۔ پہلا تجربہ ایسے مریض پر کیا گیا تھا جو صرف اُردو سمجھتا تھا اُسے انگریزی کی شدھ بدھ نہیں تھی۔ پہلا میسج کھانسی کیلئے Cough کہہ کر بنایا گیا تھا۔ اب سوال یہ پیدا ہوا کہ مریض انگریزی تو سمجھتا نہیں اُسے شفا کیسے ہو گئی؟ کہیں یہ خوش فہمی (Placebo Effect) تو نہیں۔ اس تشویش سے کامیابی کی خوشی کافور ہوتی نظر آئی۔ لیکن پھر ڈھارس بندھی کہ مزید تجربات سے اس کی تصدیق کی جائے۔ اس شبے کی صداقت جانچنے کیلئے متعدد تجربات کئے جن میں صرف چند کو اختصار کے ساتھ نیچے Table میں درج کیا جارہا ہے۔

مریض جو زبان سمجھتا ہے	میسج کی زبان	میسج	نتیجہ
اُردو	اُردو	کھجلی/کھانسی	شفا ہوئی۔
اُردو	انگریزی	Itching	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	انگریزی	Cramps	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	جرمن	Kali Bichrom	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	انگریزی	Potassium Bichromate	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	جرمن	Nat. Mure	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	انگریزی	Sodium Chloride	شفا ہوئی۔
اُردو۔۔۔انگریزی	پنجابی	کھبے گوڈے پیڑ	شفا ہوئی۔
شیر خوار بچہ کوئی زبان نہیں سمجھتا۔	انگریزی	Chamo mila	شفا ہوئی۔

اُردو — انگریزی	اُردو	دست	شفاہوئی۔
شیر خوار بچہ	پنجابی	پوٹیاں	شفاہوئی۔
اُردو — انگریزی — پنجابی	صرف شور	نزلے کیلئے شور	شفا نہیں ہوئی کوئی میسج نہیں تھا۔
اُردو — انگریزی — پنجابی	مرض شیاٹیکادرد	ٹانگ میں درد	شفانہیں ہوئی۔ میسج غلط
اُردو — انگریزی — پنجابی	اُردو	میسج مریض نے خود بنایا جبڑے میں درد	شفاہوئی۔

ان تجربات سے واضح ہوا کہ میسج کسی بھی زبان یا میڈیکل اصطلاحات میں بنایا جائے شفا ہو جاتی ہے بشر طیکہ میسج بیماری کے مطابق ہو۔ اگر میسج بیماری کی صحیح تصویر نہیں تو کوئی شفا نہیں۔ شیاٹیکا کے میسج سے یہ ظاہر ہو گیا کہ بیماری اور میسج میں صرف مشابہت ہی نہیں بلکہ یکسانیت (Same) ہونا ضروری ہے۔

اس سے مزید عیاں ہوا کہ انسانی شخصیت میں کوئی ایسی عالم فاضل قوت موجود ہے جو نہ صرف ہر زبان سمجھتی ہے بلکہ میڈیکل اصطلاحات پر بھی عبور رکھتی ہے اور شفا دینے پر بھی قادر ہے۔ شیر خوار بچوں پر MM کے اثرات سے مزید عیاں ہوا کہ یہ قوت مروجہ تعلیم حاصل کئے بغیر ہی جامع نظر، بالغ اور کلیّت کی حامل ہے۔ حیرانگی سے ہم نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہی ہینی مین کی قوت حیات (Vital Force) ہو جو بیماری کو شفا دیتی ہے۔ لہٰذا ہینی مین کی قوت حیات کی طرف رجوع کیا (بحوالہ مضمون ہومیو پیتھی کا ایک چھپا گوشہ)۔ ہینی مین کی قوت حیات زندگی کا باعث، یعنی "جان" ہے جو اندرونی اور بیرونی محرکات سے بیمار ہو کر بیماری جسم کو منتقل کر کے ذہن کے ذریعے علامات ظاہر کرتی ہے اور یہی قوت ہومیو ادویات کے اُکسانے (Stimulate) پر شفا دیتی ہے۔ اس تعریف کی رو سے انسان، جسم، قوت حیات اور ذہن کا مجموعہ ہے۔ جسم، عمر کیساتھ بڑھتا ہے۔ تعلیم اور تجربے سے سیکھتا ہے اور قوت حیات ان تمام مراحل میں جسم کیساتھ ساتھ نشوونما حاصل کرتی ہے اور علم اور تجربے سے سیکھتی ہے۔ لہٰذا جو قوت خود غیر ترقی یافتہ اور ناپختہ ہو وہ کیسے شفا دے سکتی ہے۔ ہم نے مشاہدہ کیا کہ شیر خوار بچوں میں شفا کی قوت پورے جوبن پر اور ترقی یافتہ ہے اور سائنٹیفک طریق سے شفا مکمل کرتی ہے۔ لہٰذا شفا کی قوت، قوت حیات نہیں بلکہ ذہن ہے جو پیدائش سے لیکر موت تک ہمیشہ اپنی کارکردگی اور صلاحیتوں میں بھرپور شباب میں رہتا ہے جبکہ قوت حیات آہستہ آہستہ نشوونما پاکر جوان ہو کر بوڑھی ہو کر مر جاتی ہے۔

اس بحث سے یہ ثابت ہوا کہ ہینی مین کی قوت حیات، شفا کی قوت نہیں ہے۔ قوت حیات اپنے جذباتی پن، ہوس اور زیادہ حاصل کرنے کی لگن کی وجہ سے بیماری پیدا کرنے کی وجہ ہے جس کو ذہن شفا دیتا ہے۔ اس لئے ہم نے قوت حیات کو نفس کہہ کر ہینی مین کی سوچ سے علیحدہ کر لیا۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ لاشعور ذہن لاتعداد زبانوں کو کیوں کر سمجھتا ہے؟

بیماری کے بیرونی اور اندرونی محرکات کو حواس خمسہ پہچان کر پہلے تصور (Visual Image) میں تبدیل کرتے ہیں پھر یہ تصور نیورو سگنلز میں بدل کر لاشعور ذہن پہنچتا ہے۔ زبان چاہے کوئی بھی ہو سب کا تصور ایک سا ہوتا ہے۔ مثلاً گاجر کا انگریزی متبادل Carrot ہے۔ جب آواز سے گاجر یا Carrot کہا جاتا ہے تو ہر صورت میں تصور (Visual Image) ایک ہی ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ تصور جب نیورو سگنلز میں تبدیل ہوتا ہے تو ایک جیسے نیورو سگنلز بنتے ہیں۔ زبان چاہے کوئی بھی ہو ان سب کا کسی چیز بارے تصور ایک ہی ہوتا ہے۔ جب مختلف زبانیں بولنے والے اپنی اپنی مقامی زبان میں MM بناتے ہیں تو ان کی آواز پہلے تصور میں ڈھلتی ہے جو تمام زبانوں کیلئے ایک جیسا ہی ہوتا ہے۔ یہی تصور ایک ہی طرح کے نیورو سگنلز میں تبدیل ہو کر ہر مریض کیلئے یکساں رد عمل سے شفا دیتا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ہر ذہن میں تمام اشیا بیماریوں، دوائیوں وغیرہ کا تصور ودیعت کیا گیا ہے جو یکساں / ایک جیسے نیورو سگنلز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔

46 ڈرگز سے ماوریٰ (Drug Free Treatment)

میسج میڈیسن۔ سمری

مختلف عوامل سے پیدا کردہ لاتعداد بیماریوں کے علاج کے کئی طریقوں سے ڈرگز (Drugs) سے علاج کو عوامی مقبولیت حاصل ہے۔ ڈرگز بیماری کے اسباب اور ان سے پیدا کردہ تبدیلیوں کو کیمیکلز کے متضاد اثرات سے زائل کر کے صحت بحال کرتے ہیں۔ ڈرگز ذیلی اثرات (Side Effects) پیدا کر کے بیماریوں کو مزید پیچیدہ کرنے کی شہرت بھی رکھتے ہیں۔ ڈرگز سے پیدا کردہ امراض (Drug Induced Diseases) سے کینسر، ایڈز اور اسی نوع کی لاعلاج بیماریاں ہمیں دعوتِ فکر دیتی ہیں کہ ڈرگز کے استعمال میں احتیاط برتی جائے۔ ان تمام خرابیوں کے باوجود ڈرگز جان بچانے اور ہنگامی حالت (Crisis) میں نہایت کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ جب دوسرے طریقہ ہائے علاج (Alternate Treatment) خاطر خواہ نتائج نہ دے رہے ہوں یا قوت مدافعت (Immunity) کمزور ہو گئی ہو تو ڈرگز ایک نعمت ہیں۔ لیکن ان تمام خوبیوں کے باوجود ڈرگز کے بے محابہ استعمال کی حمایت نہیں کی جا سکتی۔ دنیا صحت ایک ایسے بے ضرر طریقہ علاج کی تلاش میں سرگرداں ہے جس میں ڈرگز کا استعمال نہ ہو۔

اس کتاب میں ایک ڈرگ فری (Drug Free) طریقہ علاج کی وکالت کی گئی ہے جو قوت مدافعت کے اعضا (Immunity Organs) کو مہمیز دے کر شفا کو تیز کرتا ہے۔ بیماری کے سدباب کیلئے جسم بیماری کی نسبت سے ایسے ٹیلر میڈ (Tailor Made) کیمیکلز، انٹی باڈیز (Antibody) اور ہارمونز (Hormones) بناتا ہے جو سو فی صد (100%) اصابت سے بیماری پر اثر انداز ہو کر شفا دیتے ہیں۔ اس مضمون میں جس نئی اختراع کا ذکر کیا جا رہا ہے وہ اُسی قدرتی طریقہ شفا کی وسعت (Extension) ہے۔ اس طریقہ میں کوئی بیرونی دوا نہیں دی جاتی بلکہ لاشعور (Unconscious Mind) (جو کہ شفا کا مرکز اور مدافعتی اعضا کو کنٹرول کرتا ہے) کو متحرک کر کے (Stimulate) شفا کو سرعت سے مکمل کیا جاتا ہے۔

قدرتی قوانین کو سمجھ کر ان کے متوازی خطوط پر عمل پیرا ہو کر انسان نے پرندوں کی اُڑان سے ہوائی جہاز، کشش ثقل (Gravity) کے فہم سے (Space Travel)، مچھلیوں کی تیراکی سے بحری جہاز اور دماغ اور ذہن کے اشتراک سے کمپیوٹر بنایا ہے۔ اسی طرح اس مضمون میں صحت اور بیماری کی کیفیتوں کا مطالعہ کر کے ایک نئے طریقہ علاج کی راہ نمائی کی گئی ہے جس میں بغیر دوائی لاشعور کو متوجہ (Motivate) کر کے شفا کو زود اثر اور ذیلی اثرات سے محفوظ بنانے کی ٹیکنیک (Technique) کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

قدرتی بیماری، حواس خمسہ کو متاثر کرتے ہوئے اندرونی اعضا (Internal Organs) کے ذریعے سے ساری شخصیت کو گھیر لیتی ہے۔ بیماری کی ابتداء جذبات میں تبدیلیوں سے شروع ہو کر اینٹی باڈیز اور ہارمونز کے اخراجات سے ہوتے ہوئے بھوک پیاس، نیند اور اخراجات تک کو متاثر کرتی ہے۔ ان تبدیلیوں کا مختصراً ذکر کیا جا رہا ہے۔

حاسدوں کی آنکھوں سے ان کے خیالات کے نیورو سگنلز دوسروں کے دل چیر (Tear) لیتے ہیں۔ جس سے اندرونی اعضا سے اینٹی باڈیز اور ہارمونز کا اخراج، حسد کے منفی اثرات کو زائل کرتا ہے۔ بے بسی کی آہ، خوف سے لرزتی آواز، افسردگی اور مایوسی سے لڑکھڑاتی آواز سننے والوں کے دل موم کر کے ان کے اندرون جسم تبدیلیاں لاتی ہیں۔ خوفناک آوازیں، افسر، استاد اور والدین کی ڈانٹ ڈپٹ سے خوف کی سنسناہٹ (Sensation) ساری شخصیت پر خوف طاری کر دیتی ہے۔ خوف بیماری کا ایک اہم عامل ہے جس سے اندرون بدن تبدیلیاں پیدا ہوتی ہیں جن کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

اسی طرح دوسروں کا توہین آمیز رویہ اور گالی گلوچ کے نیورو سگنلز، دل و جگر چھلنی کر کے اندرون بدن کیمیکلز تبدیلیوں سے بیماری کی ابتداء کرتے ہیں۔ خوف اور جذباتی طوفانوں کا سامنا کرنے سے قوت مدافعت کمزور ہو جاتی ہے جس سے انفیکشن کے خطرات دوچند ہو جاتے ہیں۔ کان اور آنکھ سے بیماری کی ابتداء کے بعد انفیکشن ناک اور منہ سے بدن میں داخل ہوتی ہے۔ اس کو ناک اور منہ کے اعصاب پہچان کر (Identify) لاشعور ذہن (Unconscious Mind) کو نیورو سگنلز سے بیماری کے حملے کی اطلاع دیتے ہیں۔ اندرون جسم تمام پیغامات نیورو سگنلز سے انجام پاتے ہیں۔ لاشعور جوابی نیورو سگنلز سے مدافعتی اعضاء (Immunity Organs) کو صحت دشمن (Toxins) کو متضاد اثرات رکھنے والے کیمیکلز سے تباہ کرنے کا حکم صادر کرتا ہے۔ بیماری کے ٹوکسن لاشعور نہیں پہنچتے بلکہ ان کی اطلاع نیورو سگنلز سے لاشعور پہنچتی ہیں

جس سے لاشعور متحرک (Stimulate) ہو کر پیغامات شفا / مقابلہ جاری کرتا ہے۔ لاشعور میں ودیعت شدہ جسمانی علم کی تمام معلومات بصورت نیورو سگنلز جمع ہیں (حضرت آدم علیہ السلام کو چیزوں کے سکھائے نام بصورت سگنلز ذہن میں محفوظ ہیں۔ اس وقت کوئی زبان نہیں تھی۔ زبانیں کئی ہزار برس بعد تخلیق ہوئیں۔ اس عطائے ذہن سے قبل تمام مخلوقات اغلباً سگنلز کی خاموش زبان میں پیغام رسانی کرتی تھیں اور کرتی ہیں) جب آنکھوں کی بد نظری، خوفناک آوازوں، جذبات اور بیماری (انفیکشن) کے سگنلز لاشعور پہنچتے ہیں تو لاشعور ودیعت شدہ سگنلز سے مقابلہ کر کے بیماری وغیرہ کو پہچانتا ہے اور نیورو سگنلز سے جوابی پیغامات بھیجتا ہے۔

اس سے ہم نے یہ اخذ کیا کہ "اگر کسی بیماری کا علاج مقصود ہو تو اُسی بیماری کے سگنلز کو کسی طرح جسم میں داخل کر کے لاشعور کے ردِ عمل سے شفا ممکن ہونی چاہیے۔ لیکن بیماری کے سگنلز کیسے بنائیں اور ان کو جسم میں کیسے پہنچائیں۔"

ان سوالات کے جواب کی تلاش میں ان گنت تجربات جو کئی سالوں تک جاری رہے سے ہم پر منکشف ہوا کہ آوازیں کانوں کے پردے (Ear Drum) سے ٹکرا کر نیورو سگنلز میں تبدیل ہو جاتی ہیں۔ جن کو کان کے اعصاب (Auditory Nerve) ذہن تک لے جاتے ہیں اور اگر بیماری کے نام کو اونچی آواز میں پکار کر کسی میڈیم (پانی یا چینی یا شربت) میں جذب کر لیا جائے تو وہ بھی نیورو سگنلز میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اسی میڈیم کو اگر کسی مریض کو دیا جائے تو وہ لاشعور ذہن تک بیماری کے سگنلز لے جاتا ہے۔ ان ہی سے یہ راز بھی کھلا کہ

(A) آنکھوں کی بد نظری، طنز و تشنیع، توہین آمیز رویے، خوف ناک آوازیں اور گالی گلوچ لاشعور، مدافعتی اور اندرونی اعضاء کو ایسے متاثر کرتے ہیں جیسے بیکٹیریا، وائرس اور زہر۔

(B) بیماریوں کے نام اور پیدا کرنے والے عوامل کے نام کے سگنلز بھی لاشعور کو ایسے متحرک کرتے ہیں جیسے حقیقی بیماری اور بیکٹیریا / وائرس

ان انکشافات سے بغیر ڈرگز (Drug Free) شفاء کا راستہ کھل گیا۔ جس بیماری کا علاج کرنا چاہتے ہوں اس کے نیورو سگنلز بنانے کیلئے شیشے یا پلاسٹک گلاس (سرامک اور دھاتی برتن نہیں) میں پانی لے لیں یا چینی کو کاغذ میں لپیٹ کر پڑیا بنا کر ہونٹوں کے قریب لا کر بلند آواز سے بیماری کا نام 100 مرتبہ (یا 100 کے Multiplier) پکاریں۔ مثلاً سر درد، میگرین، روح افزاء سے پیٹ درد / اپھارہ (Kingtox Spray) سے

گلا خراب، فالسے، جامن، لیموں سے نزلہ، گلا خراب گھٹنے میں درد، شیاٹیکا درد، پیٹ درد، آنکھ دُکھتی، پیلا مواد سرخی، حیض کی زیادتی / درد / کمزوری، حسد، اضطراب، خوف اور نیند نہیں آتی، بھوک نہیں لگتی وغیرہ وغیرہ۔ بغیر ڈرگ دوائی تیار مریض کو دیں۔ انشاء اللہ شفا ہو گی۔ ان دوائیوں کو ہم مسیج میڈیسن (Message Medicine MM) کہتے ہیں۔ ان کو بنانے کیلئے کسی میڈیکل علم کی ضرورت نہیں۔ لیکن مرض کی تشخیص درست ہونی چاہیے۔ ان کو بچہ بوڑھا عورت و مرد اور مریض کسی بھی زبان میں بنا سکتا ہے۔ موبائل فون سے دور مقام پر موجود مریض کیلئے بھی دوائی بنائی جا سکتی ہے۔ بیماری کے خلاف لاشعور اور مدافعتی نظام کو متحرک کر کے بیماری کو زائل کرنا مسیج میڈیس (MM) ہے اس طریقہ علاج میں بیماری اور مسیج میں مشابہت (Same) ہونا ضروری ہے۔ ورنہ لاشعور متحرک نہیں ہو گا مثلاً گھٹنے کی درد کو ٹانگ درد کے مسیج سے شفا نہیں ہو گی۔ تفصیل کیلئے ہمارا مضمون فارمیسی پڑھیئے۔

یہ احتیاط ضروری ہے کہ MM بنانے والے کا چہرہ، ہاتھ، جسم اور میڈیم نہیں ملنا چاہیے تا کہ مسیج کی آواز لہریں ایک دوسرے پر پڑیں۔ یہ اہم بات یاد رہنی چاہیے کہ جسم لاشعور کے احکامات کے مطابق شفاء کیلئے مختلف ٹیلر میڈ کیمیکلز، اینٹی باڈیز اور ہارمونز بناتا ہے۔ اگر ان کو بنانے کیلئے خوراک (جسم / جگر / خون) میں مطلوبہ خام مال موجود نہیں ہو گا تو یہ کیمیکلز نہیں بن پائیں گے اور MM کام نہیں کرے گی۔ جن مریضوں کی خوراک غیر متوازن ہو ان میں MM موثر نہیں ہو گی۔

بیماری کے دفاع کیلئے جسم حیاتیاتی سطح پر اینٹی باڈیز بنا کر بیماری سے تحفظ کرتا ہے۔ جب یہ سطح دفاع ناکام ہوتی ہے تو اگلی دفاعی سطح کو مدد کیلئے سگنلز بھیجتی ہے اور یوں دفاع درجہ بدرجہ آگے بڑھتا ہے۔ MM کا مرکزی خیال یہ ہے کہ جس بیماری کا علاج مقصود ہو اُسی بیماری کے آواز سگنلز (خیال) جسم میں داخل کرنے سے لاشعور آواز سگنلز کو بھی حقیقی بیماری سمجھ کر اپنی کوششیں بھی ڈبل کر دیتا ہے۔

MM کے آواز سگنلز دراصل بیماری کے خیال سگنلز ہیں جن کو حیاتیاتی دفاع روک نہیں سکتا۔ بیماری کے خیال سگنلز کو صرف لاشعور ہی روک کر ردعمل میں خیالات دفاع کو بھی بیماری بھگانے پر لگا دیتا ہے یوں دفاع دو سطحوں یعنی حیاتیاتی اور ذہنی سطحوں تک پھیل کر بیماری کو سرعت سے سرنگوں کر دیتا ہے۔ MM کا بیماری سے مشابہہ ہونا ضروری ہے۔ اگر مسیج بیماری سے ہو بہو نہیں ہو گا تو شفا نہیں ہو گی مثلاً شیاٹیکا درد، ٹانگ درد سے ٹھیک نہیں ہو گا۔

اب اگر خیال کے سگنلز (آواز سگنلز) لاشعور ذہن پر ویسے ہی اثرات مرتب کرتے ہیں جیسے مادی وجود تو کیا ڈرگز کے خیال سگنلز (MM) کو ڈرگز کے متبادل استعمال کیا جا سکتا ہے؟

اس کے دو پہلو ہیں۔

پہلا: اگر کسی ڈرگ کے استعمال سے ذیلی بیماریاں پیدا ہو گئی ہوں تو ان کو اُسی ڈرگ کے MM سے زائل کیا جا سکتا ہے۔

دوسرا: کیا کسی ڈرگ کی بجائے اس کا MM استعمال کیا جا سکتا ہے؟

اس سلسلے میں ہم نے سر درد کے ایک کیس کو Paracetamol کے MM سے شفایاب کیا۔ ایک کیس کی بنیاد پر کوئی Generalisation نہیں کی جا سکتی۔ مزید کام کی ضرورت ہے۔

روزمرہ کی Acute Sicknesses کیلئے MM انتہائی زود اثر باکفایت اور بے ضرر طریقہ علاج ہے۔ البتہ یہاں ٹشوز (Tissues) میں تبدیلی سے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی ہوں ان پر MM کا کوئی تجربہ ہم نے نہیں کیا۔ اس لئے اس پر مزید کام کے بعد ہی کچھ کیا جا سکے گا۔

47 مثبت میسجنگ (Positive Messaging)

گذشتہ مضامین کے پس منظر میں MM ایک منفی میسج ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا مثبت پیغام سے بھی کچھ کام لیا جا سکتا ہے۔ اس کا جواب سمجھنے کیلئے مضمون ''انسانی شخصیت — تین پہلو'' کے اخیر میں دیئے گئے (Table) گوشوارے پر ایک نظر ڈال لیجئے، جس سے شعور، لاشعور اور نفس کے دائرہ کار اور ان کے آپس کے تعلقات واضح ہو جائیں گے۔

لاشعور جسم کی اندرونی حفاظت اور جسمانی نظام کو کنٹرول کرتا ہے۔ جس بیماری کا علاج کرنا ہو اسی کے آواز سگنلز (نیورو سگنلز) کو جسم میں داخل کر کے (تفصیل کیلئے دیکھئے مضمون ''فارمیسی'') لاشعور کو متوجہ کیا جاتا ہے کہ موجود بیماری سے ہو بہو مشابہ ایک اور بیماری جسم میں داخل ہو گئی ہے۔ اس منفی پیغام سے لاشعور اپنی دفاعی کوششیں ڈبل کر کے اصلی بیماری اور نیورو سگنلز بیماری سے نجات کیلئے مختلف کیمیکلز بنا کر بیماری کو دفع کرتا ہے۔

خوراک ہضم کرنا ایک مثبت کام ہے۔ اگر نظام ہضم کا کوئی عضو ہاضمے کیلئے مناسب کیمیکلز کم بنا رہا ہو (جیسے ایسڈ، بائیل سالٹ یا انزائم) تو اس کمی کو پورا کرنے کیلئے مثبت پیغام یہ ہو سکتا ہے کہ جو غذا ہضم نہ ہو رہی ہو مثلاً تیل (Fat) یا گوشت (Protein) یا سبزی (Vegetable) تو اس کا مثبت پیغام (Fat یا Meat یا Vegetable) بنا کر مریض کو کھانے سے ½ گھنٹہ قبل دے دیا جائے تو اغلب ہے کہ نظام ہضم متعلقہ کیمیکل جس کی کمی ہے بنا کر جسم میں جمع کر دے گا۔ اب ½ گھنٹہ بعد جب متعلقہ غذا کھائی جائے گی تو متعلقہ کیمیکلز دوبارہ بنانے سے ان کی مقدار ڈبل ہونے سے متعلقہ غذا آسانی سے ہضم ہو جائے گی۔

جسمانی کمزوری کا احساس اس وقت ہوتا ہے جب گلوکوز، انسولین، گلائی کوجن یا کارٹی سون جسم میں کم ہوں۔ اب اگر باری باری ان میں کسی ایک کا مثبت پیغام مریض کو دیا جائے تو جس کیمیکل کی جسم میں کمی سے کمزوری ہوتی ہے اس کا پیغام جسم میں جائے گا تو کمزوری ختم ہو جائے گی۔

اسی طرح الرجی (Allergy) سے نجات کیلئے Allergin الرجن (جو الرجی کا باعث) کا پیغام (مثلاً پھولوں کی خوشبو، گردوغبار، مچھلی یا انڈا وغیرہ) کا پیغام، کئی دنوں تک دینے سے الرجن کا جسم سے خاتمہ ہو جائے گا اور انشاء اللہ الرجن سے دوبارہ الرجی نہیں ہوگی۔

شعور، جسم کی بیرونی حفاظت، گفتگو، بحث و مباحثہ اور دلیل (Argument یا Reason) سے کرتا ہے۔ شعور کے فیصلے کو صرف دلیل سے تبدیل کروایا جا سکتا ہے ورنہ شعور سے فیصلہ بدلوایا نہیں جا سکتا ماسوائے نفس کے احکامات کے۔ تمام دنیاوی سرگرمیاں شعور اور نفس باہمی تعاون سے کرتے ہیں۔ نفس ایک برتر قوت ہے اور اصل انسان ہے جس کا حساب یوم آخرت ہونا ہے۔ ذہن کا نہ کوئی حساب ہے اور نہ اس کی اپنی کوئی خواہش۔ ذہن صرف نفس کے احکامات کو جسم کے ذریعے پورے کرتا ہے۔ اس وجہ سے نفس ہر وقت چوکنا رہتا ہے کہ تمام جسمانی سرگرمیاں اس کی مرضی سے انجام پائیں۔ انسانی اعمال، روّیوں، طرز عمل اور سلوک سے کردار تشکیل پاتا ہے جو شخصیت کی پہچان اور آزمائشوں سے گزر کر بنتا ہے۔ کردار کو سب سے زیادہ انسانی جبلتیں (Instincts) متاثر کرتی ہیں۔ غم اور خوف تو وقفے وقفے سے وارد ہوتے ہیں جبکہ جبلتیں تو ہر وقت اپنا جلوہ دکھاتی رہتی ہیں۔ انسان کو جان، مال، جائیداد، گھر، گاڑی، عزت و شرف، عظمت، شہرت اور بڑا بننے کی خواہش کسی نہ کسی سرگرمی میں مصروف رکھتی ہیں۔ ہر شخص ان نعمتوں سے متمتع ہونے کیلئے بے تاب ہے۔ ان دنیاوی آسائشوں کے حصول کیلئے مثبت پیغام سے نفس کے متاثر ہونے کا امکان ہے (ذہن پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوتا)۔ نفس، ان تمام کا حریص اور متمنی ہے۔ اس وجہ سے اغلب ہے کہ نفس ان ترغیبات سے متاثر ہو کر شعور سے مدد طلب کرے گا کہ ان نعمتوں کیلئے کوشش کرے۔ شعور، ان سے اجتناب کرنے کی کوششوں کے ناکام ہونے پر ان خواہشات کی تکمیل کیلئے سرگرم ہو جائے گا۔ ان ترغیبات نفس کے حصول کے کئی ممکنہ طریقے ہیں۔

پہلا: جو شے آپ حاصل کرنا چاہتے ہیں ہر وقت اس بارے سوچتے رہیں۔ اس کا تصور کریں تو امکان ہے کہ ذہن آپ کیلئے ایسی کوششیں کرے گا کہ یہ شے آپ کو مل جائے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ کسی آرام دہ نشست (کرسی، صوفہ) پر Relax کریں حتیٰ کہ نیم غنودگی طاری ہو جائے۔ یہ مشق رات کو لیٹنے پر بہت موئثر رہتی ہے۔ نیم غنودگی میں شعور کی گرفت اعصاب پر

کمزور ہو جاتی ہے اور آپ Directly نفس کو مخاطب کر کے اس کو ترغیب دیتے ہیں۔ ایک دفعہ اگر نفس میں یہ پروگرام نقش ہو گیا تو نفس یہ کام شعور سے کروا کر چھوڑے گا۔ نیم غنودگی میں تصور کریں کہ آپ متعلقہ شے ء کے مالک ہیں یعنی گھر، گاڑی، جاب یا بیوی / خاوند وغیرہ وغیرہ۔ یہ مشق کئی بار دن میں اور رات کو دہرایں اور اس وقت تک اس مشق کو جاری رکھیں جب تک وہ شے ء آپ کو مل نہ جائے۔ ہم وہی کچھ حاصل کرتے ہیں جس کیلئے ہم سوچتے اور کوشش کرتے ہیں۔ یہ مشق کردار اور شخصیت کی تعمیر کیلئے بہت اچھی ہے۔ مثلاً یہ مثبت پیغام کہ میں وقت کا پابند ہوں، دیانت دار ہوں، سچ بولتا ہوں، میری صحت اچھی ہے، یا نماز باقاعدگی سے ادا کرتا ہوں کے نتائج نہایت اچھے نکلتے ہیں۔

48 ہومیو پیتھی بمقابلہ MM کے پس منظر کی ہومیو پیتھی

ہومیو ادویات میں کچھ نہ ہونے کے باوجود شفا دینے کے فلسفے کو سمجھنے کی کوشش سے MM کی دریافت ہوئی۔ جس سے ہینی مین کے نظریات کو نئے علمی حقائق سے موازنہ کرنے سے ہینی مین کی تعلیمات کے کمزور پہلوؤں کی نشاندہی ہوئی۔ ہو سکتا ہے کہ اس کے خیالات، اس کے دور کے علم کے مطابق درست ہوں۔ لیکن قرآنی تعلیمات اور موجودہ سائنس اور MM کے شواہد کی روشنی میں اس کے خیالات درست نہیں لگتے۔ ان اختلافات پر اس کتاب میں کئی جگہ بحث کی گئی ہے۔ ان سب اختلافات کو ایک جگہ جمع کر کے پیش کیا جارہا ہے تاکہ ہینی مین کی سوچ اور MM کے تجربات کی روشنی میں ابھرتی ہومیو پیتھی کا موازنہ کیا جاسکے۔ ہماری نئی تعبیر و تشریح ہینی مین سے مختلف تو ضرور ہے لیکن عملی زندگی میں ہومیو پیتھی کی پریکٹس، مقبولیت اور اثر پذیری میں کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ ہو سکتا ہے تعلیمی اداروں میں پڑھائے جانے والے فلسفہ پر تبدیلیاں آہستہ آہستہ رونما ہوں۔ نیچے دیئے گئے Table میں ہینی مین کی ہومیو پیتھی اور MM کے پس منظر میں ابھرتی ہومیو پیتھی کا موازنہ پیش کیا جارہا ہے۔

نمبر شمار	ہینی مین کی ہومیو پیتھی	MM کے پس منظر کی ہومیو پیتھی
1.	سیکولر (Secular۔ بے خدا) نکتہ نظر کی حامل، انسان ایک جانور ہے اور جانوروں پر لاگو قوانین انسان پر بھی لاگو ہوتے ہیں۔	با خدا ہومیو پیتھی قرآنی تعلیمات کے پس منظر والی ہومیو پیتھی انسان ایک با مقصد، افضل اور اعلیٰ تخلیق۔ مقصد مختلف آزمائشوں سے گزار کر، اخلاق، کردار اور روّیوں سے انسانی افضلیت ثابت کرنا۔
2.	تمام جانداروں کی طرح انسانی شخصیت دو سطحی ہے یعنی جسم اور قوت حیات۔ ارتقائی ترقی سے کسی وقت ذہن پیدا ہو کر اب یہ شخصیت تین سطحی ہے۔	انسانی شخصیت دو سطحی ہے یعنی جسم اور نفس۔ حضرت آدمؑ کو اشیا کے نام سکھانے سے عطا ذہن سے اب یہی شخصیت تین سطحی ہو گئی ہے، یعنی جسم، نفس اور ذہن۔ نفس کو سب پر فوقیت، نفس ہی شخصیت

		کی پہچان ہے۔ نفس کو دل بھی کہتے ہیں۔ جب دنیاوی اشیاسے محبت ظاہر کرنا ہو تو یہ نفس اور جب غیر مادی اشیاسے چاہت کا اظہار کرنا ہو تو یہ دل۔ مثلاً ماں، باپ / ملک / دین / قوم سے محبت دل کا معاملہ ہے جبکہ کھانے، لباس، جائیداد، جنس مخالفت سے محبت، نفس کا معاملہ ہے۔
3.	قوت حیات، زندگی بخش قوت ہے۔ جانوروں کی طرح قوت حیات جسم کے نظام کو کنٹرول کرتی ہے اور بیماریوں سے تحفظ فراہم کرتی ہے۔ زندگی کی تمام سرگرمیوں کا باعث ہے۔ قوت حیات شفا کی قوت ہے۔	نفس، زندگی کا باعث قوت ہے۔ نفس کا تعلق، تحفظ جان و مال، جائیداد، عزت، شہرت، عظمت، محبت، ایثار، قربانی، ہوس، نفرت، تکبر جیسی سرگرمیوں سے ہے۔ نفس کا تعلق ایسی سرگرمیوں سے بھی ہے جن سے اخلاق، کردار اور روّیوں سے تشکیل شخصیت ہوتی ہے۔ لاشعور ذہن جسمانی نظام کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ نفس بیماری کی بڑی وجہ ہے۔
4.	بیرونی اور اندرونی صحت دشمن عناصر (Inimical Forces) کے حملے سے قوت حیات اور جسم اور ذہن تینوں بیمار ہوتے ہیں۔	تعمیر شخصیت کیلئے دنیاوی سرگرمیوں میں الجھا کر انسان کی جبلتوں کو اکسا کر، جذبات، نفرت، غصہ، ڈر، حسد، تکبر اور ہوس پیدا کیے جاتے ہیں تاکہ دیکھا جائے کہ کون جذبات سے پھٹ کر اپنے آپ کو بیمار کرتا ہے اور کون ثابت قدمی اور صبر سے آزمائش برداشت کرکے بیماریوں سے بچتا ہے۔ روزمرہ زندگی میں جب جسم میں بہت فاسد مادے (Toxins) پیدا ہو جاتے ہیں تو اللہ ان کی صفائی کیلئے کسی نہ کسی انفیکشن سے بیمار کرکے ان فاسد مادوں کا جسم سے اخراج کرواتے ہیں۔ یعنی آزمائشوں سے نفس کی

		تطہیر کی جاتی ہے اور انفیکشن سے جسم کی یعنی بیماری، اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانی شخصیت کی تعمیر کیلئے ایک بامقصد اصلاحی قدم ہے۔
5.	بیماری اور بلمثل دوا کا تعلق ایک جیسا چارج والے دو مقناطیسوں جیسا ہے جو ایک دوسرے کو بھگا (Repel) کے شفا دیتے ہیں۔ بیماری جسم، قوت حیات اور ذہن تینوں کو متاثر کرتی ہے۔ بیمار ذہن بیماری کی علامات (Mental Symptoms) سے ظاہر کرتا ہے۔	جسمانی دفاعی نظام، لاشعور، ذہن کی ہدایات کے مطابق جسم میں موجود خوراک کے اجزا سے ایسے کیمیکلز بناتا ہے جو بیماری (انفیکشن) اور جذبات کے ہیجان سے پیدا اتھل پتھل کو شفا دیتے ہیں۔ بیماری اس وقت ظاہر ہوتی ہے جب یہ نظام، مناسب مقدار میں دفاعی کیمیکلز نہیں بنا سکتا اس وقت دوا لی جاتی ہے۔ دفاعی عمل، کیمیائی اور حیاتیاتی ہے۔ یہ کسی طرح کی دو مقناطیسوں کے بھگانے کے عمل سے مشابہ نہیں۔
6.	ہر میڈیکل مادہ، تحلیل و تقلیل (Dilution & Succussion) سے پوٹاینسی میڈیسن بنتا ہے۔ یعنی مین پوٹاینسی میڈیسن، انرجی میڈیسن ہے جو قوت حیات کو متحرک کرکے شفا دیتی ہے یعنی جتنی زیادہ تحلیل و تقلیل اتنی زیادہ اونچی پوٹاینسی، اتنی ہی زیادہ شفائی قوت۔	ہومیو ادویات، تخلیقی عمل کا الٹ ہیں یعنی مادے کو دوبارہ خیالات میں بدلنا ہے۔ ہومیو ادویات، علامات مرض کے سگنلز ہیں جو لاشعور ذہن کو اکسا کر متضاد کیمیکلز سے بیماری کو ختم کرتے ہیں۔
7.	میازم تین ہیں یعنی سورا، سائی کوسز (Sycosis) اور سفلس (Syphilis)	میازم کئی ہیں۔ تمام Acute Diseases کے مابعد اثرات کو میازم کہتے ہیں۔ لہٰذا جتنی Acute Diseases اتنے ہی میازم۔

8.	وہ تمام امراض جہاں Tissues میں تبدیلیاں پیدا ہو جائیں، وہ کرانک ہیں اور ان کا ہومیو پیتھی میں علاج مشکل سے ناممکن ہے۔	تمام Self-Inflicted Wounds کرانک امراض ہیں۔ ان کا ہومیو پیتھی سے علاج مشکل سے ناممکن۔ یکساں نکتہ نظر۔
9.	ہومیو پیتھی کے مشہور قانون شفاء "Similar Cures Similar" کا مطلب ہے کہ جو دوا صحت مند انسانوں میں علامات بیماری پیدا کرتی ہے وہ ملتی جلتی علامات مرض کو قدرتی امراض میں شفا دیتی ہے۔ ابتداء میں قانون "Same Cures Same" ہی تھا۔ جس کو وسعت دینے کیلئے Same کو Similar میں بدل دیا گیا۔ بہت سے Similar مل کر Same بناتے ہیں۔ Tautopathy اور MM نے ثابت کر دیا ہے کہ قانون شفا Same اور Similar کیلئے یکساں طور پر لاگو ہے۔	MM کا قانون شفا "Same Cures Same" ہے یعنی ہر مرض / بیماری کا نام / علامت / وجہ مرض / جراثیم کے نام سے بنا Message شفا کی گارنٹی ہے۔

Table بحث کو ہم اختصار سے یوں بیان کر سکتے ہیں۔

ہومیو پیتھی —ہینی مین کی ہی ہومیو پیتھی ہے۔

آنے والے وقتوں میں اہل علم ہماری سوچ میں تبدیلیوں سے اس فکر کو مزید حقیقت پسندانہ بنائیں گے۔ فی الحال ہم مختصراً ہومیو پیتھی کی تعریف کچھ یوں کر سکتے ہیں:

”ہومیوپیتھی، ڈرگ فری (Drug Free) قدرتی شفا کی ایک وسعت پذیر شکل ہے۔ قانون بلمثل شفا، انتخاب دوا کا ایک سادہ قانون ہے۔ (Thumb Rule، جٹکا حساب ہے) بلمثل منتخب دوا، علامات مرض کے، میڈیم میں جذب سگنلز ہیں جو جسمانی مدافعتی نظام (Immunic System) کو اکسا کر (Stimulate) اس سے ہارمونز اور دافع جراثیم (Antibodies) بنوا کر، بیماری کو بلضد طریقے سے تباہ کرتے ہیں۔“

اس کو مزید اختصار کے ساتھ یوں بھی بیان کیا جاسکتا ہے۔

”بلمثل ہومیوپوٹینسی دوا علامات مرض کے سگنلز ہیں جو جسمانی مدافعت کو اُکسا کر اس سے ہارمونز اور اینٹی باڈیز بنوا کر بلضد طریقہ سے بیماری کو ختم کرتے ہیں۔“

MM کی دریافت سے ادویات کو آواز سگنلز یا ساؤنڈ فریکوینسی (Sound Frequency) سے بنانے کے آلات وجود میں آنے کا امکان ہے جس سے ہومیوپیتھی Digitalised ہو کر ڈرگز پر اپنی فوقیت ثابت کرے گی۔

49 ٹچ ہومیوپیتھی (Touch Homeopathy)

تمام جسمانی تبدیلیاں، جذبات سے ہوں یا جراثیموں سے نیورو سگنلز سے انجام پاتی ہیں۔ تمام اندرونی اور مدافعتی اعضاء آپس میں اور لاشعور ذہن (مدافعت کا مرکز) سے نیورو سگنلز سے ہی پیغام رسانی کرتے ہیں۔ یعنی جو شے جسم میں کسی قسم کی تبدیلی لاتی ہے۔ اس کا نیورو سگنلز میں ہونا ضروری ہے۔ اعصاب تمام صحت دشمن عناصر کو پہچان کر لاشعور کو سگنلز سے مطلع کرتے ہیں۔ مدافعتی اعضاء لاشعور کے احکامات کے مطابق صحت دشمن عناصر کو تباہ کرتے ہیں۔ کوئی صحت دشمن شے اور دوا (لاشعور کے مرکز) دماغ کے ہائی پوتھیلمس (Hypothalamus) تک نہیں پہنچتی بلکہ اس کے صرف نیورو سگنلز ہی وہاں پہنچ کر اس کو متحرک کرتے ہیں۔ ہومیو دوا بھی ایک صحت دشمن مماثل بیماری ہے جو لاشعور کو متحرک کرتی ہے۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ ہومیو دوائی بھی نیورو سگنلز ہیں۔

ہومیو دوائی نیورو سگنلز کیسے بنی؟ جب کسی میڈیکل مادے (Medical Substance) کو لگاتار تحلیل اور تقلیل (Dilution & Succussion) کے عمل سے گزارہ جاتا ہے تو سارا مادہ ضائع ہو جاتا ہے اور صرف جھٹکوں کا اثر میڈیم میں رہ جاتا ہے۔ جھٹکوں کے اثرات کو سمجھنے کیلئے تخلیق کائنات اور مادہ پر غور کرنا ضروری ہے۔

جب خالق کائنات نے "کن فیکون" کہہ کر اپنے خیالی منصوبہ تخلیق کی ابتدا کی تو ہر شے اپنی خیالی یا روحانی وجود میں پیدا ہو کر مادی وسائل اور وقت سے آہستہ آہستہ مادی وجود میں ڈھلی۔ اس وجہ سے ہر مادی شے کے دو رخ یا دو سطحیں ہیں۔ ایک خیالی (روحانی) رخ دوسرا مادی۔ جب کسی مادی شے کو بار بار تحلیل اور تقلیل کے عمل سے گزارہ جاتا ہے تو مادی وجود علیحدہ ہو کر ضائع ہو جاتا ہے اور میڈیم میں صرف روحانی وجود یا خیالات رہ جاتے ہیں۔ لہٰذا اگر جھٹکوں کے اثرات واقعی ہی خیالات ہیں تو ان کی تصدیق (ٹیسٹ) کی جا سکتی ہے۔

ہم سب جانتے ہیں۔ کہ موبائل فون، کمپیوٹر اور TV میں لکھے ہوئے خیالات پڑھے جاتے ہیں جو آواز بن جاتے ہیں آواز دور دراز مقامات پر سگنلز سے پہنچتی ہے۔ پھر سگنلز مختلف آلات سے گزر کر دوبارہ آواز بن کر سننے والوں میں خیالات پیدا کرتے ہیں۔ یعنی ہم کہہ سکتے ہیں. خیالات ' لکھے الفاظ، آواز اور سگنلز آپس میں ادلی بدلی ہوتے رہتے ہیں اور یہ خیالات کے ہی مختلف روپ ہیں۔ یعنی خیالات کو لکھے الفاظ ' آواز اور سگنلز بنایا جا سکتا ہے یا خیال کی بجائے آواز یا سگنلز کا استعمال ایک ہی بات ہے۔ اسی طرح خیالات اور جذبات بھی آپس میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ یعنی خیالات جذبات میں بدل جاتے ہیں اور جذبات خیالات میں۔ ایک خیال کو بار بار دہرانے سے خیال، جذبہ بن جاتا ہے جیسے قوالی میں ایک جملے کی بار بار دہرائی سے وجد (جذبہ) پیدا ہوتا ہے۔ خیال آواز سے ٹرانسفر ہوتا ہے جبکہ جذبے کو بغیر تصویر منتقل کرنا مشکل ہے۔

ہومیو دوائی میں مادہ ختم ہو جانے کے بعد جھٹکوں میں اسی میڈیکل مادے کی خصوصیات بصورت خیالات / سگنلز موجود ہوتی ہیں۔ جس مادے سے یہ دوا بنی ہے، ہم نے ہومیو دوا کی علامات کو آواز میں تبدیل کر کے آواز ہومیو میڈیسن بنا کر ثابت کر دیا ہے کہ ہومیو ادویات، علامات مرض کے سگنلز ہیں اور آواز میڈیسن ایسے ہی کام کرتی ہیں جیسے کمرشل دوائیاں۔

اب دو سوال پیدا ہوتے ہیں۔ پہلا یہ کہ کیا لکھے الفاظ (جو خیال کو ظاہر کرتے ہیں) سے ہومیو دوائی بنانی ممکن ہے؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ پانچ حسوں میں سے صرف زبان کے اعصاب سے ہومیو دوائی بنائی گئی ہے۔ کیا کسی دوسری حس سے بھی ہومیو دوائی بنانی ممکن ہے؟ اور کیا کسی دوسری حس سے ہومیو دوائی کے اثرات اندرون جسم منتقل کرنا ممکن ہے؟

دیکھنے، سننے، سونگھنے، چکھنے اور چھونے کے اعضاء مختلف ہونے کے باوجود ایک ہی پیغام (سگنل) لاشعور ذہن ٹرانسفر کرتے ہیں۔ لہٰذا پانچوں حسوں کا کسی شے کی پہچان کیلئے مشترکہ عمل ضروری نہیں۔ صرف ایک حس کے سگنلز ہی کافی ہیں۔ لکھے الفاظ اور ان کی زبان سے ادائیگی ایک ہی خیال کو ظاہر کرتے ہیں لہٰذا اگر آواز سے دوائی بنانا ممکن ہے تو لکھے ہوئے الفاظ کو دوائی میں تبدیل کرنا ممکن ہونا چاہیے۔ چونکہ ہومیو دوائی خیالات کے سگنلز ہیں تو ان سگنلز کو جسم سے Touch کر کے ان کے اثرات کی جسم میں منتقلی پر غور کرنا چاہیے۔ اسی طرح آنکھ، ناک، کان اور جلد سے کوئی دوائی بنانا ممکن نہیں۔ ہاں، البتہ ناک سے سونگھ کر اور جلد پر دوائی کی مالش (Massage) سے اندرون جسم، دوائی ٹرانسفر کے امکانات پر غور ہو سکتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں تعویذات، کندہ کیے ہوئے مقدس الفاظ والی انگوٹھیاں اور قیمتی پتھروں سے مزین انگوٹھیاں پہننے کا رواج ہے۔ کبھی کبھی ٹیٹو زدہ (Tattoo)[27] لوگ بھی نظر آجاتے ہیں۔ یہ تمام عملیات خیر و برکات کے حصول اور رزق میں کشادگی کیلئے کئے جاتے ہیں۔ عمل زدہ تعویذ اور ٹیٹو ہر وقت جسم کو چھوتے ہیں۔ عام تصور یہ ہے کہ ان اشیاء سے نکلی لہریں جسم میں داخل ہو کر رحمت اور برکت کا باعث بنتی ہیں۔

اس معاشرتی رواج نے ہماری توجہ ادھر مبذول کرائی کہ اگر یہ عمل زدہ اشیاء جسم کو چھو (Touch) کر اپنے اثرات سے لوگوں کو متاثر کرتی ہیں تو کیا ہومیو ادویات بھی جسم چھو کر کسی شفائی عمل کا باعث ہو سکتی ہیں۔ اس خیال کی تصدیق کیلئے متعدد تجربات کئے گئے۔ ہومیو ادویات کئی طریقوں سے جسم کو Touch کر کے اپنا اثر ظاہر کر سکتی ہیں۔ مثلاً

a) شیشی میں بند دوائی بمعہ لیبل، جیب میں رکھ کر۔
b) شیشی میں بند دوائی بغیر لیبل، جیب میں رکھ کر۔
c) پرنٹیڈ لیبل یا دوائی کا نام لکھ کر جیب میں رکھ کر۔
d) جسم پر مارکر سے دوائی کا نام لکھ کر۔
e) دوائی کے چند قطرے جلد پر مالش کر کے۔
f) دوائی کے بخارات (Vapours) سونگھ کر۔

1. تجربات کیلئے صرف 30 پوٹانسی استعمال کی گئی۔
2. ایک وقت میں ایک دوائی استعمال کی گئی۔
3. ہاتھ سے لکھے لیبل کیلئے سفید کارڈ استعمال کیا گیا۔
4. دوائی کے اثرات کو گھنٹوں (Hours) سے ناپا گیا۔ جب علامات بڑھ گئی یا ختم ہو گئیں تو دوائی جیب سے نکال لی گئی۔

---

27 ٹیٹو (Tattoo)۔ انسانی جلد کی اوپری تہہ (Epidermis) کو سوئی (Needle) سے پنکچر کر کے مخصوص نقوش میں نا مٹنے والی سیاہ روشنائی بھرنا۔

5. تجربات کیلئے ایسے مریض منتخب کئے گئے جن کی ایک علامت کو آسانی سے واضح طور پر Monitor کیا جا سکے۔ اس علامت کے غائب ہونے کو شفا سمجھا گیا۔

تجربات کیلئے کئی ادویات استعمال کی گئی لیکن صرف چند کا ذکر کیا جا رہا ہے تا کہ مضمون غیر ضروری طویل نہ ہو۔

6. ایلو 30 (Alo 30) ریح کیساتھ، خود بخود سٹول کا اخراج، شفا کئی دنوں میں ہوئی۔ لیبل لگی دوا استعمال کی گئی۔

7. اگاریکس 30 (Agaricus 30) کان اور ناک میں کھجلی۔ بار بار جگہ بدل کر۔ شفا میں 3 دن لگے۔ (بغیر لیبل دوائی استعمال کی گئی)۔

8. فائی ٹولیکا 30 (Phytolacca 30) دائیں گھٹنے میں درد کی لہریں۔ آنا فاناً حاضر اور غائب۔ 6 گھنٹوں میں Aggravation کے بعد دوائی نکال لی گئی۔ صرف دوائی کا لیبل استعمال کیا گیا۔ زیادتی مرض کے بعد پکی شفا ہو گئی۔

9. گلے میں کھانے کے دوران بلغم۔ ہاتھ کا لکھا لیبل۔ کئی دن تک جیب میں رہنے سے شفا۔ دوائی کا نام Carboveg 30 ہاتھ سے انگریزی میں لکھا گیا۔

10. کمر پر خارش دور کرنے کیلئے رسٹا کس 30 (Rhustax 30) کا لیبل استعمال کیا۔ لیکن شفا نہیں ہوئی۔ اغلباً دوائی کا انتخاب غلط ہونے سے ناکامی ہوئی۔

11. نیٹرم میور 30'(Nat. Mure 30)' ٹھنڈے پانی سے دانت میں درد" سے نجات کیلئے "نیٹرم میور 30" کالے مارکر سے بازو پر لکھ کر رات بھر آرام سے شفا حاصل کی۔

12. اوپر کے تجربات کی روشنی میں دوائی کی مالش اور دوائی سونگھنے، کے تجربات کی ضرورت نہیں رہی۔

13. ان تجربات سے معلوم ہوا کہ دوائی یا اس کے نام کو جسم سے لگاتار Touch کر کے شفا حاصل کی جا سکتی ہے۔ بعض غیر معمولی حالات میں جب دوا موجود نہ ہو تو اس علم سے شفا کا ایک نیا راستہ کھلتا نظر آتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر سے مشاورت اور انتخاب دوا کروانا ضروری ہے۔

14. ان تجربات سے معلوم ہوا کہ ہر شے سے اس کی پہچان کی شعاعیں (Radiations) ہر وقت نکلتی رہتی ہیں۔ یہ شعاعیں ہر رکاوٹ سے ایسے ہی گزرتی ہیں جیسے TV، موبائل اور کمپیوٹر انٹرنیٹ کی ریڈی ایشنز جو صرف ہدف تک پہنچتی ہیں۔

15. ہماری فضا مختلف طرح کی ریڈی ایشنز سے بھری ہوئی ہے۔ یہ شعاعیں ایک دوسرے کو Disturb نہیں کرتیں۔ ہر شعاع اپنے ہدف تک ایسے ہی پہنچتی ہے جیسے موبائل کی لہریں صرف مخصوص ریسیور تک۔ ڈبوں اور شیشوں میں بند دوائیوں سے نکلی شعاعیں کسی کو کوئی نفع و نقصان نہیں پہنچاتیں اور نہ ہی ایک شیشی کی دوا کسی دوسری شیشی میں موجود دوا کو Antidote کرتی ہے۔ ہر دوا صرف منہ سے لینے یا جسم سے Touch کر کے اثر کرتی ہے۔ جسم کو Touch کرنے سے فوری اثرات ہونے کا بہت کم امکان ہے۔ Touch سے دوائی کے اثرات کئی گھنٹوں یا دنوں میں ظاہر ہوتے ہیں۔ ہاں، البتہ مالش سے دوا فوری اثر کرنے کے امکان ہیں۔ اسی طرح لیبل اور ہاتھ سے لکھا نام بھی اثر کرنے کیلئے کافی وقت لیتا ہے۔

16. ہم نے اپنے ایک مضمون "جادو اور ہومیو پیتھی" میں ذکر کیا تھا کہ جادو کا اثر ہومیو دوائیوں سے اسی صورت ختم ہو سکتا ہے جب جادو زدہ اعضا نکال کر تلف کر دیئے جائیں۔ جو ظاہر ہے بہت مشکل اور ناممکن ہے۔ ایسے حالات میں ہومیو دوائیاں جادو ختم نہیں کر سکیں۔ اب ٹچ ہومیو پیتھی کی دریافت سے ہومیو دوائیوں سے جادو ختم کرنے کا امکان پیدا ہو گیا ہے۔ جادو زدہ شخص کی جیب میں منتخب کی گئی دوا کا نام کاغذ پر لکھ کر ڈال دیں تو اس سے نکلی شعاعیں جادو کی شعاعوں کو ہر وقت Antidote کرتی رہیں گی اور مریض پر جادو کے اثرات ظاہر نہیں ہوں گے۔

17. اس آرٹیکل کے شروع میں ذکر کیا تھا کہ لکھے، پرنٹیڈ اور بولے الفاظ "خیال" ہی کے مختلف روپ ہیں۔ ہمارے چاروں طرف پھیلا انٹرنیٹ اور موبائل فون کا نیٹ ورک ثابت کرتا ہے کہ خیالات کی لہریں، ہر مادی شے سے گزر کر منزل تک پہنچتی ہیں۔ شیشی میں بند دوائی سے نکلے سگنلز سے Touch شفا ثابت کرتی ہے کہ ہر ہومیو دوا خیالات کے سگنلز ہیں۔ اور یہ سگنلز نہ صرف دوا سے نکلتے ہیں بلکہ پرنٹیڈ اور ہاتھ سے لکھے لیبل سے بھی نکل کر شفائی اثرات منتقل کرتے ہیں اور جسم پر لکھا دوائی کا نام بھی شفائی اثرات جسم میں منتقل کرتا ہے۔

50 مشتاق — اب کیا کرنا؟

کاش ہمارا علم زیادہ ہوتا اور ہم نے MBBS کے بعد ہومیو پیتھی پڑھی ہوتی تو قانون بلشل کے کمزور پہلوؤں کو تجربات سے غلط ثابت کرتے۔ ہینی مین کے بعد لاکھوں طبی انکشافات نے تمام میڈیکل پس منظر تبدیل کر دیا ہے۔ لہٰذا ہینی مین کے خیالات کو نئے علوم کی روشنی میں پرکھنے کی ضرورت ہے۔ نئے سائنسی علوم ہمیں بتاتے ہیں کہ بیماری، دوا اور شفا کا:

1. وجوہات مرض (بیکٹیریا، وائرس اور سٹریس)
2. خون
3. ہارمونز

سے گہرا تعلق ہے:

ہینی مین نے صحت دشمن عناصر کیلئے لفظ "Inimical" استعمال کیا ہے جس سے مراد "ایسے مادی عوامل ہیں جو بیمار کرتے ہیں۔"

لیکن مادی ہی نہیں بلکہ غیر مادی عوامل بھی بیماری کا اتنے ہی ذمہ دار ہیں۔ موجودہ علم یہ بتاتا ہے کہ Inimical یا صحت دشمن عناصر بیکٹیریا، وائرس، فنگس، حیاتیاتی، نباتاتی اور معدنی زہریں ہیں جن کی پیمائش ہو سکتی ہے اور آلات سے پہچان اور گنتی بھی۔ یہ امراض کی سائنسی بنیاد ہیں۔ اس کے علاوہ معاشرتی، اخلاقی روّیے بھی انسان کو ایسے ہی بیمار کرتے ہیں جیسے بیکٹیریا وغیرہ۔ ان غیر مادی عوامل کی نہ پیمائش، نہ گنتی اور نہ آلات سے پہچان ممکن ہے۔ یہ امراض کا نفسیاتی پہلو ہیں۔

دوسرا بڑا انکشاف جسم میں موجود "مدافعتی نظام" ہے۔ جس کی بنیاد سائنسی بھی ہے اور نفسیاتی بھی۔ جوں ہی کوئی مادی یا غیر مادی صحت دشمن عنصر (جذبات) جسم میں داخل ہوتا ہے یہ دو سطحی مدافعتی نظام حرکت میں آ کر اس صحت دشمن عنصر کا خاتمہ کرتا ہے۔

اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ کس بیکٹیریا/وائرس وغیرہ سے کون سے امراض پیدا ہوتے ہیں۔ تو کیوں نہ ان بیکٹیریا/وائرس کو Potentize کر کے ان امراض کے علاج کیلئے استعمال کیا جائے جو ان سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہمارے زمانے کی Vaccines اور Nosode اس بات کی شہادت دیتی ہیں کہ انفیکشنز کا علاج اور بچاؤ ان سے ممکن ہے۔ لہٰذا ہمیں ممکنہ طور پر جانے پہچانے بیکٹیریا/وائرس کو Potentize کر کے، علاج میں تیزی لانا چاہیے۔ اس سے نہ صرف دوائی کے انتخاب میں غیر یقینی ختم ہو گی بلکہ وقت کی بچت بھی ہو گی۔

ہمارے اس خیال کی بنیاد ہومیو لٹریچر میں موجود ہے۔ ہینی مین کے بعد کے دور میں دوائیوں کے دوہرے کردار پر برسوں بحثیں ہوئیں جن کا ماحصل یہ ہے کہ مادی دوا جسم کی مدافعت پر غلبہ پا کر جسم پر علامات ظاہر کرتی ہے اور یہی غیر مادی دوا یعنی پوٹاینسی دوا ان ہی علامات کو ختم کر کے شفا دیتی ہے۔ اس کے عملی ثبوت بھی اس کتاب میں زیر بحث لائے گئے ہیں اور ان ہی کو دوہرا کر اپنی بات کو تقویت دی جا رہی ہے۔

a) ماچس فیکٹریوں میں فاسفورس کے استعمال سے نچلے جبڑے کے گھل جانے کی شکایت پر ایسے مریضوں کو فاسفورس پوٹاینسی سے شفا ملی۔

b) شیشے اور کراکری فیکٹریوں میں ریت (Silica Sand) کے استعمال سے پھیپھڑوں میں سختی (Silicosis) کو پوٹاینسی میں Silica (ریت) سے شفا نصیب ہوئی۔

c) جنگ عظیم دوم میں ہیضے کی وبا پھیلی تو مریض کے سٹول سے پوٹاینسی بنا کر ہیضے سے شفا ملی۔

d) پینسلین (Penciline) کے زیادہ استعمال سے پیدا امراض کو پینسلین پوٹاینسی سے شفایاب کیا گیا۔

یہ تمام شواہد ہمارے خیال کو تقویت دیتے ہیں کہ جن جراثیموں سے مرض پھیلا ہے ان ہی جراثیموں کی پوٹاینسی میڈیسن سے ان امراض کا علاج کرنا چاہیے۔ جراثیموں (بیکٹیریا) سے پیدا قے، دست، نزلہ، کھانسی، بخار، آنکھ/کان کی انفیکشن اور بخار کا علاج ان ہی جراثیموں کی پوٹاینسی سے کرنا چاہیے۔ اسی طرح Psorasis اور Eczema کیلئے بھی Nosode بنانے کی ضرورت ہے۔ اس مشورے پر ہمیں خود ہی عمل کر کے اپنے میں اعتماد پیدا کرنا چاہیے۔ جوں ہی آپ خود یا کوئی فیملی ممبر فلو سے متاثر ہو اس کے Nasal Discharges سے پوٹاینسی بنا کر علاج کی ابتدا کرنی چاہیے۔

چند سال قبل، کرونا کی وبا سے نجات کیلئے کسی طرف سے آواز نہیں اٹھی کہ کرونا، ہومیو پیتھی سے قابل علاج ہے۔ ہم سب اس ممکنہ علاج سے آگاہ ہیں لیکن اعتماد کی کمی آڑے آنے سے کوئی بھی نہیں بولا۔

مدافعتی شفائی عمل ہماری آنکھوں سے اوجھل، خون میں ہوتا ہے۔ ہم صرف علامات کو دیکھتے ہیں اور اصل جنگ کی میکانزم کو نظرانداز کرتے ہیں۔ موجودہ سائنس ہماری راہ نمائی کرتی ہے کہ خون میں موجود Phagocytes، Lymphocytes، T-Helper Cells، T, Killing Cells، Antibodies، Interferon's اور Complement بیماری کی وجوہات (بیکٹیریا) کا خاتمہ کرتے ہیں اور اس کو جاننے کیلئے مرض کی ابتدا، درمیان اور اخیر میں خون کے تجزیئے سے مدد لینی چاہیے۔ جس ہومیو دوا سے ان اجسام کی پیداوار میں بڑھوتی ہوتی ہو اسی دوا کو آئندہ ایسی علامات سے شفا کیلئے استعمال کرنا چاہیے۔

ہومیو پیتھی، انفرادیت کی قائل ہے یعنی ہر شخص کی ایک مخصوص شناخت اور پہچان ہے اور اسی نسبت سے اس کی مخصوص بیماریاں ہیں اور ہر شخص کیلئے منفرد ادویات کا ایک سیٹ (Set) ہے۔ ہماری دوائیاں ہمارا Alphabet (الفابیٹ۔ حروف تہجی) ہیں جس طرح حروف تہجی کی مختلف تراکیب سے بے شمار الفاظ ڈکشنری میں درج ہیں اسی طرح مختلف دوائیوں کے الفابیٹ کی مختلف تراکیب سے مریض کی علامات سے دوائیوں کا ایک Set بنتا ہے جس سے شفا ہوتی ہے۔ ہر شخص کا چہرہ، انگلیوں کے نشانات (Thumb Lines اور Biometric) اور آنکھوں کی Iris میں لائنوں کے جال میں اس کی پہچان چھپی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے ہر شخص کی پہچان کا کوئی عالمی نمبر یا عالمی سگنلز بھی ہوں جس سے فرشتے اس کو پہچان کر اس پر اللہ کے احکامات (بشمول موت) نافذ کرتے ہوں۔

اسی طرح ہر شخص کے خون میں اس کی جسمانی اور جذباتی پہچان اور بیماریاں چھپی ہوتی ہیں۔ خون میں موجود Red Cells، White Cells اور Platelets سے جسمانی بیماریوں کی تشخیص ہوتی ہے۔ خون کے برقی عکس (Electronic Image) میں جسمانی کے علاوہ ہر شخص کی جذباتی بیماریاں (کردار، اخلاق اور روّیے) پوشیدہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا اگر لاعلاج مریض کے خون کو Potentize کر لیا جائے تو اس شخص کی تمام لا علاج بیماریوں سے شفا ممکن لگتی ہے۔ یہ دوائی صرف اس مریض کیلئے ہو گی جس کا خون Potentize کیا گیا ہے۔

قیام پاکستان کے ابتدائی 15-20 سالوں تک ہماری زندگیوں میں ایک سکون، ٹھہراؤ اور جمود تھا۔ زرعی معیشت سے صنعتی اور کاروباری معیشت میں داخل ہونے سے افراتفری، آگے بڑھنے کے خبط اور زیادہ حاصل کرنے کی چاہت اور حسد نے یہ سارا سکون غارت کر دیا ہے، لیکن یہ مادی ارتقا کا تقاضہ ہے اور اس سے بچنے کی تدبیر جنہوں نے کرنی تھی وہ سیاست میں الجھ گئے۔ نتیجتاً یہ سارا بوجھ ڈاکٹروں کے کندھوں پر آپڑا ہے۔ اب پریشانیوں کے مارے لوگ ہمارے پاس قبض، بدہضمی، فوڈ الرجی، دائمی نزلے، کھانسی، گلے کی خرابی، جلدی امراض، پتھری، بلڈ پریشر، دل اور گردوں وغیرہ کے امراض کی شکایات لے کر آتے ہیں۔ ان میں شاید ہی کوئی آگاہ ہو کہ یہ سب امراض پریشانیوں کا مادی اظہار ہیں اور جب تک ٹینشن یا Stress سے نجات نہیں ملے گی یہ امراض لاعلاج ہی رہیں گے۔ لگاتار Stress یا حالات کے دباؤ میں زندگی گزارنے سے وہ تمام اعضا اور گلینڈز جو Stress کو کنٹرول کرتے ہیں، کثرت استعمال سے ناکارہ ہو جاتے ہیں یا ان کی کارکردگی کم ہو جاتی ہے اور ایسے حالت میں مریض کی کیفیت کو ہومیو دواسے وقتی طور پر تو کنٹرول میں آجاتی ہے لیکن دائمی حل کیلئے پہلے Stress کو کسی مناسب دوائی کی اونچی پوٹینسی سے ختم کرنا چاہیے ۔ اس کے بعد خوراک ، مدر ٹنکچر یا Herbs کے استعمال سے عضو کی مادی کمزوری (Deficiency) کو دور کرنا چاہیے۔

ایڈرینل گلینڈز سے پیدا ہارمون کارٹی سول، سٹریس کو کنٹرول کرتا ہے جبکہ ایک دوسرا ہارمون کارٹی سون، سوجن کم کرتا ہے۔ لگاتار سٹریس میں زندگی گزارنے سے جسم کے کسی نہ کسی حصے میں سوجن اور انفیکشن رہتی ہے۔ نتیجتاً ان دونوں ہارمونز کی ہر وقت ضرورت اور پیداوار سے ایڈرینل گلینڈز کی کارکردگی کم یا بند ہو جانے سے نہ سٹریس ختم ہوتی ہے اور نہ انفیکشن۔ ایسے میں ہومیو دوائی بھی فیل ہو جاتی ہے کیونکہ ہومیو دوائیاں ایڈرینل گلینڈز کو متحرک کرکے شفا دیتی ہیں۔ لہٰذا جب گلینڈز ہی ناکارہ ہو گیا ہو تو ہومیو دواسے شفا کیسے؟ ہم نے کئی ایسے مریضوں (جن پر ہومیو دوا ناکام ہو گئی تھی) کے خون ٹیسٹ سے ان دو ہارمونز کی شدید کمی سے اخذ کیا کہ ہومیو دوائیوں کی ناکامی کی ایک بری وجہ ایڈرینل گلینڈز کی ناکارکردگی ہے۔ ان گلینڈز کے کارکردگی ہومیو ادویات سے بحال نہیں ہوتی۔ اس ناکارکردگی کا تعلق متعلہ گلینڈز کیلئے خوراک میں مناسب کیمیکلز کی کمی اور ان کی ساخت میں تبدیلی ہے اور یہ کمی شاید خوراک کی تبدیلی یا ہربز (Herbs) سے پوری کی جاسکے۔ اس لیے کسی ماہر نیوٹریشن (Nutritionist) یا یونانی حکیم سے مدد لینی چاہیے یا انٹرنیٹ تلاش سے۔

ہمارا کئی سال کا مشاہدہ ہے کہ لگاتار پریشانیوں اور غموں میں زندگی بسر کرنے سے لوگوں کے پیچوٹری گلینڈ، ایڈرینل گلینڈز اور تھائی رائیڈ گلینڈز کی کارکردگی میں کمی آنے سے بہت سے جسمانی اور جذباتی امراض (سٹریس) سے نجات مشکل ہے۔ بطور محافظ صحت ہماری ذمہ داری ہے کہ ہمیں اپنے مریضوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے کی تلقین بھی کرنی چاہیے۔

ہینی مین کے کرانک امراض وہی ہیں جہاں اینڈوکرائنل گلینڈز کی ناکارکردگی وجہ سے شفائی ہارمونز کی پیدائش کم ہوگئی ہو۔

کارٹی سول اور کارٹی سون سٹریس اور انفیکشن کنٹرول کرتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں ان گلینڈز سے پیدا کردہ ہارمونز کے بارے مزید معلومات حاصل کرنے کی ضرورت ہے۔ ابھی صرف چند ہارمونز بارے اُردو میں معلومات دستیاب ہیں۔ ہمیں ان معلومات کو نہ صرف پھیلانا چاہیے بلکہ مزید ہارمونز کی Proving بھی کرنی چاہیے۔ ہمیں دوسروں کے انتظار میں رہنے کی بجائے آگے بڑھ کر Proving کیلئے کوئی سنٹر قائم کرنا چاہیے۔ اسی طرح نئی Nosdoes کو بھی Prove کرکے ہومیوپیتھی کو وسعت دینی چاہیے۔

حصہ چہارم

پوٹاینسی جو ایک راز تھا

ہومیوپیتھس، ہینی مین کے کہے کہ "ہومیو میڈیسن انرجی ہیں"۔ حرف اخیر سمجھتے ہیں۔ ہم نے یہ کتاب پوٹاینسی میڈیسن کے راز کو سمجھنے کیلئے کئے تجربات (1985ء سے اب تک) کے مشاہدات پر لکھی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ ہومیو ادویات تخلیق مادہ کا الٹ ہیں، یعنی مادہ کا ان خیالات میں منتقلی جن سے اس کی تخلیق ہوئی ہم نے آواز، جس سے خیال ظاہر کیا جاتا ہے سے ہومیو ادویات بنا کر ثابت کیا کہ ہومیو ادویات، علامات بیماری کے میڈیم میں جذب سگنلز ہیں۔ ہم سے بہت پہلے پنڈولم اور ریڈیونک کمپیوٹر نے نہ صرف ہومیو دوائیاں بنائیں بلکہ ان کو دور دراز مقامات پر بغیر کسی واسطے (میڈیم) مریضوں میں ٹرانسفر کر کے ثابت کیا کہ ہر مادی شی بشمول انسانوں کے غیر مرئی شعاعیں (Radionic Waves) نکلتی ہیں جو ان کی پہچان ہیں۔

دوائی کی فریکوینسی، مریض کی فریکوینسی میں ٹرانسفر (براڈکاسٹ) کر کے شفا کا عمل خاموشی سے کیا جا سکتا ہے۔ یہ کام ریڈیونک شعاعوں سے کیا جاتا ہے جن کو سائنسی آلات پہچان نہیں سکتے ہیں۔ اس وجہ سے سائنس اس طریقہ علاج کو نہیں مانتی۔ لہٰذا اب ایسے آلات کی ضرورت ہے جو سائنسی حدود میں آتے ہوں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی، موبائل فون اور مصنوعی ذہانت کی ترقی دیکھ کر ہم نے اپنی کتاب کے پانچویں ایڈیشن (اگست 2025ء) میں پیش گوئی کی تھی کہ عنقریب ایسے IT آلات ایجاد ہو جائیں گے کہ دوائیاں ان سے بنائی جائیں گی۔ شیشوں میں بند دوائیوں کا استعمال متروک ہو جائے گا اور ایسے صحت کمپیوٹرز وجود میں آجائیں گے جو علامات سے تشخیص مرض، انتخاب دوا' اور دوا براڈکاسٹ کر کے شفائی عمل مکمل کریں گے۔

ہمیں یہ علم نہیں تھا کہ ہمارا کہا اتنی جلد حقیقت کا روپ دھارلے گا۔22 دسمبر2025ء کو ڈاکٹر پروفیسر شمس الدین صاحب (0300-9425620) نے مجھے ڈاکٹر قاسم فتیانہ صاحب کے بنائے Potenizer سے متعارف کروایا۔ جو وہ کامیابی سے استعمال کررہے ہیں۔ ہمیں اس انسٹرومنٹ کو دیکھ کر ایسی خوشی ہوئی جو کبھی اپنے کسی کام سے نہیں ہوئی تھی۔ یہ انسٹرومنٹ ہماری سوچ سے کہیں آگے اور آواز کی فریکوینسی سے ہومیو دوائی بنانے اور براڈکاسٹ کرنے کا آلہ ہے۔اس میں اور بہت سے فنکشنز ہیں ہم نے ڈاکٹر قاسم فتیانہ صاحب سے بات کی تو انہوں نے اپنے انسٹرومنٹ کا تعارب بھجوادیا، جو اس کتاب میں شامل ہے۔ قارئین خود ڈاکٹر قاسم صاحب سے بات کرکے (فون نمبر0313-5436396)معلومات سے لیں۔

51 بالوں سے ہومیو دوا کی ترسیل(Hair Transmission)

شخصیت سازی اور اپنی من پسند اشیاء کے حصول کے علاوہ نفس سے ہومیو دوا کو بالوں اور پنڈولم کے ذریعے فاصلے پر موجود مریض کو منتقل کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ ہومیو دوائی کا انتخاب اور کھانا(لینا) ایک شعوری عمل ہے اور مریض دوائی لینے کے عمل سے آگاہ ہوتا ہے جبکہ بالوں کے ذریعے سے دوائی منتقلی سے مریض لاعلم ہوتا ہے لیکن شفا شروع ہو جاتی ہے۔

دوائی شعوری کوشش سے منتخب کی جاتی ہے لیکن دوائی کھانے کی بجائے دوائی کے اثرات نفس کے ذریعے مریض تک منتقل کئے جاتے ہیں۔ ذہن، جسم کے ساتھ بذریعہ اعصاب منسلک ہے جبکہ نفس بذریعہ اعصاب اور بغیر اعصاب جسم سے جڑا ہوا ہے۔ ذہن کی پہنچ صرف حواس خمسہ کی پہنچ تک ہے جبکہ نفس کی پہنچ اور اڑان اعصاب سے کہیں دور تک ہے۔ یہی چھٹی حس(Sixth Sense) ہے اور اسکو مختلف مشقوں سے ترقی دے کر صوفی، سادھو اور راہب فائدہ اٹھاتے ہیں۔ نفس کو اپنے جسم اور جسم سے علیحدہ ہوئے اعضاء(ٹشو، ناخن، بالوں، خون اور پسینہ وغیرہ) سے ایک لگاؤ، اُنس، محبت اور تعلق رہتا ہے۔ نفس اور علیحدہ ہوئے اعضاء غیر مرئی لہروں(Radionics Waves) سے منسلک رہتے ہیں اور آپس میں Communicate کرتے ہیں۔ اس حقیقت سے آگاہی کو جادوگر استعمال کرتے ہیں۔ اس کا ثبوت نبی پاک خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم کے بالوں پر کئے گئے جادو سے ملتا ہے۔ بالوں سے ہومیو ادویات کی منتقلی ایک طرح کا "مثبت جادو" ہے اور اس سے فائدہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ شعوری کوشش سے منتخب کی گئی دوا کی اونچی پوٹاینسی کو ایک بوتل میں ڈال کر مریض کے بال(خون، ٹشو وغیرہ) اس میں ڈال دیئے جائیں تو دوائی کے سگنلز (لہریں) بالوں میں جذب ہو جاتے (جاتی) ہیں۔ بالوں کا رابطہ اپنے نفس سے ہوتا ہے اور یوں ہومیو دوا کے سگنلز مریض کے نفس / جسم میں پہنچ کر شفا دیتے ہیں۔

52 پنڈولم سے ہومیو دوا کی ترسیل

تشخیص مرض، انتخاب دوا اور دوائی کھانا (لینا) ایک شعوری عمل ہے لیکن پنڈولم سے یہ تینوں عمل، ذہن اور نفس مل کر ایسے انجام دیتے ہیں کہ مریض کو ان مراحل کا پتا بھی نہیں چلتا اور شفائی عمل شروع ہو جاتا ہے۔

خیالات کی لہریں' اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت دماغ کے واسطے سے لاشعور، شعور اور نفس پر اترتی رہتی ہیں۔ دماغ' ان تینوں کیلئے ایک مشترکہ آلہ (Apparatus) ہے۔ ہومیو دوائی کی پنڈولم کے ذریعے ترسیل کیلئے دماغ کو خیالات سے خالی کرنا ضروری ہے۔ ورنہ دیگر خیالات ترسیل دوا کے خیالات میں گڈ مڈ ہو کر سارے عمل کو مشکوک کر دیں گے۔ پنڈولم کے استعمال کیلئے ایک آرام دہ سیٹ پر بیٹھ کر تھوڑا Relax کر کے ایک لمبا سانس لیکر جسم کو جھٹکا دے کر سارے خیالات کو دماغ سے نکال کر صرف مریض، تشخیص مرض، انتخاب دوا بارے سوچیں تو صرف مریض بارے ہی خیالات آئیں گے۔ عام طور پر خیالات ، دماغ کے اعصاب (Nerves) سے ہوتے ہوئے زبان، آنکھ اور ہاتھ پاؤں کی حرکات سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن پنڈولم کے استعمال سے خیالات کی لہریں ہاتھ کے اعصاب سے شہادت کی انگلی اور انگوٹھے میں پکڑے دھاگے سے پنڈولم پہنچ کر پنڈولم کو حرکت دیتی ہیں۔ پنڈولم بولتا نہیں بلکہ اپنی گرفت میں آئے خیالات کو تین طرح کی حرکات سے ظاہر کرتا ہے، جب کوئی سوال ذہن سے پنڈولم پہنچتا ہے تو اگر پنڈولم کلاک کی سوئیوں کی سمت (Clock wise) حرکت کرے تو یہ حرکت مثبت شمار ہوتی ہے اور سوال کا جواب "ہاں" ہوتا ہے اور اگر پنڈولم اینٹی کلاک سمت (Anti Clock Wise) گھومے (Rotate) کرے تو یہ حرکات منفی (Negative) ہوتی ہیں اور ان کا مطلب ہے کہ سوال کا جواب "نا" ہے اور اگر پنڈولم آگے پیچھے حرکت کرے تو یہ جواب نیوٹرل ہے یعنی پنڈولم کو کچھ پتا نہیں۔

بعض اوقات اگر پنڈولم آگے پیچھے یا Irregular حرکات کرے تو اس کا مطلب ہے کہ ذہن خالی نہیں اور دیگر خیالات دخل اندازی کر رہے ہیں۔ اس صورت میں دوبارہ سے Relax ہو کر عمل دوہرائیں۔

پنڈولم کی حرکات، ایک طرح سے غائب میں جھانکنا ہے یعنی چھٹی حس سے ایسی معلومات حاصل کرنا ہے جو حواس خمسہ کی پہنچ سے دور ہیں۔ پنڈولم کے جوابات "ہاں" یا "نا" میں ہوتے ہیں۔ اس لئے سوال ہمیشہ ایسا بنانا چاہیے جس کا جواب "ہاں یا نا" میں دیا جا سکے۔ پنڈولم سے دوائی کی تلاش کی مماثلت TV میں دکھائے جانے والے چند سال قبل کے پروگرام "کسوٹی" میں ملتی ہے۔ غائب میں دیکھنے کی ایک مثال پنجاب میں بچیوں میں کھیلے جانے والے ایک کھیل "کوٹلہ چھپائی" میں نظر آتی ہے۔ اس کی وضاحت ایک مثال سے دی جاتی ہے۔ آپ کو کھانے کی تلاش ہے کہ کہاں رکھا ہے؟ کیا کھانا فریج میں ہے یا باورچی خانے میں یا Hot Pot میں؟ تو آپ ذہن میں یہ سوال لائیں کہ کیا کھانا فریج میں ہے؟ اگر پنڈولم منفی سمت گھومے تو کھانا فریج میں نہیں۔ تب دوبارہ سوال کریں کہ کیا کھانا باورچی خانے میں ہے؟ اور اگر پھر جواب منفی ہو تو پھر تیسرا سوال کریں کہ کیا کھانا Hot Pot میں ہے؟ اور اگر جواب مثبت سمت گھومنے سے ملے تو کھانا آپ کو Hot Pot میں ملے گا اور اگر کھانا نہ ملے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ کی چھٹی حس ابھی ناپختہ ہے۔ چھٹی حس کو Develop کرنے کیلئے کچھ مشقیں (Exercises) ہیں جن میں چند یہ ہیں۔ لمبے سانس لیکر روکنا اور نکالنا، ایک نتھنے سے سانس لیکر روکنا اور نکالنا، ٹکٹکی باندھ کر موم بتی شعلے کو دیکھنا، کالے کاغذ پر سفید دھبے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا یا سفید کاغذ پر کالے دھبے کو ٹکٹکی باندھ کر دیکھنا۔ زیادہ وقت اندھیرے کمرے میں رہنا، لوگوں اور ان کے مسائل سے لاتعلق رہنا، اخبار اور Mobile/TV سے تعلق نہ رکھنا، پھل زیادہ کھانا، گوشت، پیاز، لہسن کا استعمال کرنا چھوڑ دینا، خوراک کی پرہیز سے ایسے ہارمونز بننے بند ہو جاتے ہیں جو منفی جذبات، غصہ، نفرت، ڈر وغیرہ پیدا کرتے ہیں۔ ان ہارمونز کی موجودگی جذبات پیدا کرتی ہے اور جذبات سے چھٹی حس کمزور ہوتی ہے۔ لہٰذا ایسے تمام کام، عمل، اخلاق سے پرہیز لازم ہے جو جذبات پیدا کریں اور چھٹی حس کو کمزور کریں۔

اب ہم اصل مسئلے کی طرف لوٹتے ہیں۔ ایک سفید کاغذ پر مریض کے بال (ناخن، ہڈی یا خون) رکھ کر ان کے اوپر پنڈولم لٹکا کر مرض کی تشخیص کیلئے سوال ذہن میں لائیں کہ کیا مرض، معدہ، دل، گردوں، پھیپھڑوں، گلے، ناک یا منہ ہے۔ اور یہ سوالات اس وقت تک جاری رکھیں جب تک مثبت جواب نہ مل جائے۔ فرض کریں پنڈولم سے مثبت جواب ملتا ہے کہ مرض 'معدہ' میں ہے تو پھر ذہن میں یہ سوالات باری باری لائیں کہ معدہ میں تکلیف تیزابیت، انفیکشن یا الرجی وغیرہ کس سے ہے؟ جب یہ جواب

ملے کہ انفیکشن سے ہے تو پھر سوالوں کا رُخ ممکنہ دوائیوں کے انتخاب پر مذکور کریں۔ اور پھر سوالات پوٹاینسی کے انتخاب کیلئے کریں۔ یہ ایک لمبا، تھکا دینے والا کام ہے۔ اس طریقے کی ترقی یافتہ شکل میں پنڈولم کی حرکات اور سوالات کمپیوٹر کے ذریعے اس طرح کئے جاتے ہیں کہ سوال Type بھی کیا جاتا ہے اور ذہن میں بھی رکھا جاتا ہے۔ پنڈولم کی حرکات کا ریکارڈ کمپیوٹر رکھتا ہے اور اخیر میں سارے نتائج سکرین پر ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پنڈولم سے ترسیل دوا کا سارا عمل نیچے دی گئی ڈایا گرام سے ہوتا ہے۔

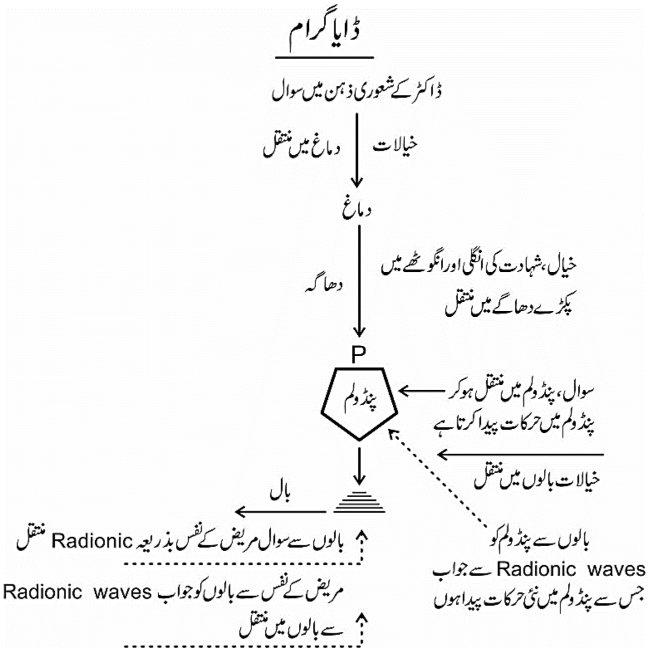

پنڈولم خیالات اور Radionic Waves سے متاثر ہوتا ہے۔ خیالات کی لہریں ڈاکٹر کے ذہن سے جبکہ Radionic مریض کے نفس سے۔

KEY

53 جادو اور ہومیوپیتھی

بعض اوقات ایسے مریضوں سے واسطہ پڑتا ہے جن کو ہر ممکن زاویہ تشخیص اور وجہ مرض (میازم، سابقہ امراض، اخراجات کی بندش، خاندانی اور وراثتی امراض، ڈرگز اور نشہ آور اشیاء) کو دُور (Eliminate) کر کے بہترین منتخب دوا (Best Selected Remedy) سے صرف وقتی فائدہ ہوتا ہے۔ ہر دوائی پر رد عمل سے مریض کی Susceptibility کی تصدیق ہوتی ہے۔ مریض بار بار پلٹ کر اپنی بپتی سناتا ہے کہ شاید وقتی شفا کبھی مستقل ہو جائے۔ ایسے مریض بے شمار جذباتی علامات (Mental Symptoms) کا مرقع ہوتے ہیں۔ جن کی مزاجی کیفیت کو کسی ایک دوا سے سمیٹنا مشکل ہوتا ہے۔ ایک علامت پر توجہ دیتے ہیں تو دوسری تکالیف سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔ انہیں دیکھتے ہیں تو پہلی یا تیسری تکالیف سے واسطہ پڑتا ہے۔ غرض بیماریوں کا ایک چکر ہے جن سے برسوں نجات نہیں ملتی۔ اسی دوران قدرتی اور موسمی امراض کے حملے کیس کو مزید الجھا دیتے ہیں۔ ایسے مریض چڑچڑے، غصیلے، جلد باز، پریشان، بے چین، نفرت، حسد، کینے اور توہمات (Delusion) کا ایک عجیب مرکب ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ان کی علامات کا کسی ری پرٹری میں ذکر نہیں ملتا۔ ہم ایسے مریضوں کو لاعلاج سمجھ کر صرف وقتی آفاقے کیلئے کچھ نہ کچھ دے کر ٹرخا کر ہومیوپیتھی کی بے بسی کو دل ہی دل میں محسوس کر کے چپ رہتے ہیں۔ ہمارا گذشتہ کئی سالوں کی پریکٹس کا مشاہدہ ہے کہ یہ مریض ممکنہ طور پر جادو یا تعویذوں کے زیر اثر مصنوعی بیماریوں میں مبتلا ہیں۔

ہو سکتا ہے ہمارا تجزیہ غلط ہو اور مریض کسی ایسے مریضاتی وجوہات سے بیمار ہوں جن کو ہم نہیں جانتے۔ اس مضمون کی نسبت سے ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ مریض جادو یا تعویذوں کے اثرات کا شکار ہے۔ اس موضوع پر گذشتہ ادوار میں شاید ہی کبھی کسی نے کچھ لکھا ہو۔ ہم سب جادو سے واقف ہیں اور ہو سکتا ہے بہت سوں کی توجہ ادھر جاتی ہو لیکن ناکافی معلومات کی وجہ سے نہ آپس میں گفتگو کرتے ہیں اور نہ لکھتے ہیں کہ ہماری کم علمی کا مذاق اڑایا جائے گا۔ اس مضمون میں تنقیدی استقبال کو نظر انداز کر کے سب کو دعوت دی جاتی ہے کہ اپنے خیالات کا اظہار کریں، ہو سکتا ہے کہ اس موضوع پر چھائی دھند صاف ہو جائے۔

ہمارے معاشرے کی اٹھان ہندو معاشرے کے اجزاء ترکیبی میں گندھی ہوئی ہے۔ اکٹھے رہنے

سے بہت سی منفی سوچیں ہمارے معاشرے کا ایک جز بن گئی ہیں۔ ایک ہی گھر میں کئی کنبوں کے قیام (Joint Family) سے بہت سی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں جن سے خواتین سب سے زیادہ متاثر ہو کر ایک دوسرے سے بد ظن، شاکی، حسد سے جلی بھنی نظر آتی ہیں۔ وہ ناخوش گوار ماحول سے نکلنا چاہتی ہیں لیکن معاشی اور معاشرتی مجبوریاں آڑے آتی ہیں۔ گھٹن زدہ ماحول سے نجات کی راہ نکالنے اور اپنے سے بلند مقام کی حامل رشتہ دار خواتین کو زیر کرنے کیلئے جادو یا تعویذوں کا سہارا لیتی ہیں۔ ہمارے اکثر گھرانوں میں اگر چند خواتین جادوگرنیاں ہیں تو دوسری متاثرین جادو / تعویذات ہیں۔

مشترکہ رہائش کے پس منظر میں جادو کی وراثت بھی ہندو کلچر سے ہمارے ہاں آئی ہے۔ گلی محلوں میں کئی بابے اسلامی لبادے میں جادو کے کرتبوں سے خواتین کو گرویدہ بنا کر اپنے من کی مرادیں پوری کرتے ہیں۔ انہیں کے متوازی علما تعویذ گنڈوں سے معاشی اور معاشرتی مسائل اور بیماریوں کا علاج کرتے بھی نظر آتے ہیں۔ تعویذوں سے منفی اور مثبت کام لیے جاتے ہیں۔ یوں بعض لوگ جادو کی بجائے تعویذوں سے بھی مصنوعی بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ تعویذوں کی روایات حضور خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی دور میں شروع ہوئی جب عیسائی، یہودی اور ہندو عالم اسلام لائے تو انہوں نے جادو کو اسلامی لبادہ پہنانے کیلئے اس میں مقدس عربی الفاظ اور اعداد اور معنی خیز علامات کو شامل کر کے تعویذ بنا دیا۔ اگر اس بحث کو نظر انداز کر دیں تو معلوم ہو گا کہ تعویذ، نقصان کے علاوہ مثبت کاموں کیلئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً بچھڑے ہوئے لوگوں کو ملانے، میاں بیوی کے درمیان الفت پیدا کرنے، افسروں کے ظلم سے نجات، کاروباری، ملازمت، اولاد، ٹرانسفر، ترقی اور اولاد کی اصلاح کیلئے۔ جادو کی ہلاکت آفرینیاں صرف پاکستانیوں کا ہی مقدر نہیں بلکہ دنیا کے اکثر ملکوں میں یہ دھندا جاری ہے۔ چند صدیاں قبل یورپ میں جادوگرنیوں کو زندہ جلایا گیا تھا تاکہ جادوگر عبرت پکڑیں۔ انگریزی کہانیوں کی کتابوں میں ابھی بھی جادوگروں کا ذکر ملتا ہے۔ مثلاً Harry Potter اور Alice in Wonderland مشہور کہانیاں، جادوگروں سے متعلق ہی ہیں۔

عمومی تصور یہ ہے کہ بیماری جراثیموں اور زہریلے کیمیکلز سے پیدا ہوتی ہے۔ جادو جیسی نادیدہ قوتوں سے بیماری کے جنم لینے کو سمجھنے کیلئے انسانی جسم میں موجود نظام مدافعت پر غور کرنا ضروری ہے۔ قدرتی وجوہات مرض (جراثیم / وائرس، خوراک، موسم اور مختلف زہریلی اشیاء) سے جسم بیمار ہوتا ہے۔ ان وجوہات پر انسان کا کنٹرول نہیں۔ ان وجوہات مرض سے شفا کیلئے جسم میں ایک خودکار نظام مدافعت ہر وقت مصروف رہ کر زندگی ممکن بناتا ہے۔

مادی وجوہات کے علاوہ غیر مادی وجوہات بھی انسان کو بیمار کرتی ہیں۔ روزمرہ زندگی میں انسانوں

کے مفادات کے ٹکراؤ سے جذبات غصہ، نفرت، حسد، کینہ، تکبر ادر مایوسی وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان تمام جذبات کے پس پردہ خوف کا جذبہ پنہاں ہوتا ہے۔

یہ جذبات بیماری کی ابتدائی علامات ہیں اور اندروں جسم منتقل ہو کر اندرونی اعضا میں ابتری پیدا کرتے ہیں۔ یعنی خوف تمام امراض کی جڑ اور ماں ہے۔ جس سے نہ صرف جذباتی امراض پیدا ہوتے ہیں بلکہ مادی امراض بھی۔ ودیعت شدہ نظام مدافعت، ہارمونز سے ان امراض جذبات کو شفا دیتا ہے۔ انسان کی تخلیق-جادو- بھی ایک غیر مادی مصنوعی سبب مرض ہو سکتا ہے۔ خوف کا اظہار خیالات اور جذبات سے ہوتا ہے۔ لہذا آگے بڑھنے سے پہلے ان پر گفتگو کرنا ضروری ہے۔

ہم دنیاوی کام، خیالات اور جذبات کے ذریعے انجام دیتے ہیں۔ جب ایک دفعہ کہنے سے کام نہ بنے تو حکم (خیال) بار بار دھرا کر کام کروایا جاتا ہے۔ یا بعض اوقات ایک ڈانٹ سے ہی کام ہو جاتا ہے۔ ڈانٹنا ایک جذبہ ہے اور بار بار دھرائی خیال ہے۔ یعنی بار بار دھرائی سے خیال، جذبے میں بدل جاتا ہے یا یوں کہہ لیں کہ جذبات، خیالات کی گاڑھی شکل ہے(Concentrated) یعنی خیالات کی بار بار دھرائی جذبات کے اثرات پیدا کرتی ہے۔

نفس (قوت حیات) کو معروف معنوں میں دل بھی کہا جاتا ہے۔ جب مفادات جان، مال، عزت، شہرت، عظمت، دنیاوی اشیاء کی چاہت اور جنسی مخالف سے محبت کا ذکر ہو تو یہ نفس ہے اور جب اللہ رسول دین، آخرت کا بیان ہو یا ملک و قوم سے وفاداری، والدین کی فرمانبرداری، اپنے بزرگوں سے عقیدت وغیرہ کا ذکر ہو تو یہ دل ہے۔ نفس اور دل، سورج کے دو پہلوؤں کی طرح ہیں۔ سورج کا ایک چہرہ حدت (گرمی، آگ) ہے تو دوسرا چہرہ روشنی۔ جذبہ غصہ، نفرت، حسد، تکبر اور ہوس وغیرہ نفس ہے جبکہ بہادری، شہادت، ایثار، محبت، وفاداری، احسان مندی اور شکریہ دل ہے۔

ہم خیال کو زبان سے بول یا لکھ کر ظاہر کرتے ہیں جس سے چہرے اور جسم کی حرکات پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ یعنی خیال سے جسمانی افعال اور اشغال میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی جبکہ جذبات سے جسمانی حرکات چہرے کے تاثرات، اعصاب سے منسلک اندرونی اعضا (جگر، دل اور گردوں وغیرہ) کی کارکردگی میں تبدیلیوں سے بیماری پیدا ہوتی ہے۔

روزمرہ، دنیاوی کام دو طرح کے ہیں۔ پہلے ذہنی اعمال، جن کی پیمائش یا گنتی ہو سکتی ہے وہ حسابی اور سائنٹیفک ہیں۔ جیسے کھانا پکانا، کپڑے سینا، زراعت اور صنعت گری۔ دوسرے وہ جن کو کسی طرح بیان کرنا مشکل ہو اور نہ گنتی، نہ پیمائش ہو۔ ان کا تعلق مفادات، چاہت، پیار محبت یا جذبات سے ہے۔ ان اعمال کا تعلق نفس (قوت حیات) سے ہے جبکہ پہلے بیان کئے گئے اعمال ذہنی ہیں۔

خیالات، میڈیم اور بغیر میڈیم منتقل ہو سکتے ہیں(Transfer of Thought) لیکن جذبات کو بغیر تصویر نہیں منتقل کیا جاسکتا۔ اس کو موبائل اور TV کو مثال سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اس وجہ سے خیالات (ذہنی عمل) کی منتقلی کو جادو کیلئے استعمال کیا گیا۔ لیکن خیالات بیماری نہیں پیدا کر سکتے جبکہ جذبات بیماری پیدا کرتے ہیں۔ بیماری پیدا کرنے کیلئے خیالات کو بار بار دھرانا یا لگاتار حملہ آور رکھنا ضروری ہے۔ یعنی لگاتار حملہ آور رہنے سے خیالات، جذبات میں تبدیل ہو کر بیماری پیدا کرتے ہیں۔ T.V اور موبائل فون کی سرگرمیوں کے مشاہدے کے بعد یہ کہنا درست ہے کہ خیالات، جذبات، آواز سے بولے الفاظ، لکھے ہوئے اور پرنٹ الفاظ اور سگنلز ایک ہی چیز (خیالات) کے مختلف روپ اور ہم معنی ہیں۔

جادو ایک راز ہے۔ اس بارے معلومات نا ہونے کے باوجود چند باتیں ہم سب کو معلوم ہیں جن کی تصدیق ہمارے زمانے کے Radionic Computers سے بھی ہوتی ہے۔ ہو سکتا ہے جادو کی بے شمار اقسام ہوں مگر ہم صرف درج ذیل چند اقسام سے ہی واقف ہیں۔

1. غائب سے مادی اشیاء لانا۔ اس کا تعلق بیماری سے نہیں لہٰذا اس پر مزید گفتگو نہیں ہو گی۔
2. مادی اشیاء کی ماہیت بدلنا جیسے فرعون کے دربار میں رسیوں کا سانپ بننا چونکہ اس کا تعلق بھی بیماری سے نہیں لہٰذا اس پر مزید بات نہیں ہو گی۔
3. جسم سے علیحدہ ہوئے اعضا (ناخن، بال، ہڈی، دانت اور پسینہ زدہ کپڑے) جن سے کسی مریض کی پہچان ہوتی ہو۔ ان پر جادو کے اثرات مریض پر منتقل کرنا۔ حضور خَاتَمُ النَّبِيِّينَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَأَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے بالوں پر جادو کر کے ان کو کنوئیں میں چھپا دیا گیا تھا۔ وحی الٰہی کی راہ نمائی میں ان بالوں کو ڈھونڈ کر بالوں میں پڑی گانٹھوں کو آیات قرآنی کی تلاوت سے کھول کر جادو ختم کیا گیا۔ جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جادو زدہ اعضا کو ضائع کر کے ہی جادو کے اثرات کا خاتمہ ممکن ہے۔
4. والدہ کے نام کو شناخت کیلئے استعمال سے متعلقہ شخص پر جادو کے اثرات منتقل کرنا۔
5. بغیر شناخت جادو کیلئے استعمال کی گئی اشیاء (پرندوں کے پر یا ہڈیاں یا کاغذ پر لکھے حروف کو متعلقہ شخص کی جائے رہائش یا کام کی جگہ چھپا دینا۔ جب تک جادو زدہ اشیاء چھپی رہیں گی تب تک جادو اثر کرتا رہے گا۔

جسم میں ودیعت شدہ نظام مدافعت تمام صحت دشمن عناصر کو تباہ کر کے صحت بحال رکھتا ہے۔ جادو ایک مصنوعی عامل مرض (Cause) ہے۔ جو جذبات کو منتقل کر کے بیماری پیدا کرتا ہے۔ جادو کی لہروں (Radionic) (جن کا ذکر آگے آئے گا) کو بھی یہ نظام ختم کرتا ہے لیکن وجہ مرض (جادو) سے نقصان دہ لہریں ہر لمحہ حملہ آور رہتی ہیں اور اس وقت تک موئثر رہتی ہیں جب تک جادو زدہ اعضا کو تلف نہ کر دیا جائے۔ لگاتار مدافعتی عمل سے ہارمونز بنانے والے اینڈوکرائینل گلینڈز کی کارکردگی کم یا ختم ہو جانے

سے مدافعتی عمل رکھنے سے شفا کا عمل بھی رک جاتا ہے۔ اور کوئی دوا بشمول ہومیو دوا، گلینڈز کی کارکردگی شاید ہی بحال کر سکے۔ صحت بحالی کا ایک مسلمہ اصول ہے کہ جب تک وجہ مرض موجود ہے مریض صحت یاب نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا جادو زدہ اعضا کا تلف کرنا ضروری ہے۔ شاید Radionic Computer کچھ راہ نمائی کر سکیں۔

دبیز پردوں نیچے چھپے جادو کی ماہیت کو ریڈیونک کمپیوٹر (Radionic Computer) نے کسی حد اشکارہ کیا ہے۔ شخصیت کی پہچان کیلئے جسم سے علیحدہ ہوئے اعضا، جادو اور ریڈیونک آلات میں استعمال ہونے کی مماثلت سے لگتا ہے کہ دونوں کی بنیاد "خیالات کی منتقلی" (Transfer of thought) ہے۔ جادوگروں نے آگ میں جلنے سے بچنے کیلئے ایک سائنٹیفک اور حسابی بنیاد سے ریڈیونک کمپیوٹر بنا کر جادو کے مثبت استعمال سے بنی نوع انسان کی خدمت سے اپنے سابقہ گناہوں کا کفارہ ادا کر دیا ہے۔ انٹرنیٹ والا کمپیوٹر بھی خیالات کی منتقلی کے اصول پر کام کرتا ہے۔ خیال، آواز، تصویروں کے سگنلز کو مختلف آلات سے گزار کر اپنا پیغام دوسری جگہ آناً فاناً پہنچاتا ہے۔ یہ معلوم سے نامعلوم کا سفر ہے جبکہ ریڈیونک کمپیوٹر نامعلوم سے نامعلوم کا سفر ہے۔ انٹرنیٹ کمپیوٹر میں ذہن (خیالات) کا استعمال ہے جبکہ ریڈیونک کمپیوٹر میں ذہن اور نفس بیک وقت استعمال ہوتے ہیں۔ مریض کا نفس (قوت حیات) ہر وقت اپنے جسم سے علیحدہ ہوئے اعضا سے Radionic لہروں سے رابطے سے ڈاکٹر کے ذہن میں موجود خیالات کا جواب فراہم کرتا ہے۔ اس طرح ڈاکٹر کے ذہن، مریض کے نفس اور علیحدہ ہوئے اعضا سے بیماری کی تشخیص، انتخاب دوا اور ترسیل دوا آسانی سے ہو جاتی ہے۔

Radionic شعاعوں / لہروں کے بارے یہ سمجھا جاتا ہے کہ ہر مادی شی سے اس کی پہچان (Identity) کی لہریں نکلتی ہیں۔ یہ ایک عالمی / یونی ورسل نمبر ہے۔ یہ ہمارے ID کارڈ کی طرح ہے جس سے ہر شی کی پہچان ہوتی ہے۔ یہ نمبر ریڈیونک کمپیوٹر سے ہی معلوم کیا جاتا ہے۔ سائنس Radionic شعاعوں کے وجود سے انکاری ہے۔ یہ شعاعیں اگر فرضی ہوتیں تو ہومیو دوائی کسی طرح بھی متعلقہ شخص تک پہنچ کر شفا نہ دیتی۔

Radionic سے اگلی پیش رفت یہ ہوئی ہے کہ انسانی اعضا کی بجائے شناختی دستاویزات مثلاً ID کارڈ، بنک اکاؤنٹ نمبر اور ڈرائیونگ لائسنس جو موبائل فون سے Digitally منسلک ہیں کو بھی شناخت اور ہومیو دوائی کی ترسیل کیلئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

عام حالات میں لاشعور ودیعت شدہ طریق سے جسمانی اور مدافعتی نظام کنٹرول کرتا ہے اور کسی کے حکم یا دعا سے اپنے کام میں تبدیلی نہیں کرتا۔ لیکن جب نفس سے خوف کے سگنلز ملتے ہیں تو جان، مال

اور عزت بچانے کیلئے اپنی کارکردگی ایسے بدلتا ہے کہ خوف کا مقابلہ کر سکے۔ جادو کے خوف کے سگنلز سے اندرونی اعضاء کی کارکردگی بدلنا ایک بیماری ہے اور جب جادو کے سگنلز ہر وقت جاری رہیں تو یہ بیماری مستقل ہو جاتی ہے اور اس وقت تک رہے گی جب تک جادوزدہ اعضا کو تلف نہ کر دیا جائے چونکہ جادوزدہ اعضا کی دریافت تقریباً ناممکن ہوتی ہے۔ لہٰذا بیماری بھی ہمیشہ کی مہمان رہے گی۔

نہ صرف جادو بلکہ عام کمپیوٹرز اور ریڈیونک کمپیوٹرز بھی خیالات کی منتقلی سے کام کرتے ہیں۔ ذرا مزید غور کریں تو منکشف ہو گا کہ ہومیوادویات، میسج میڈیسن، تعویذ گنڈے، جذبات اور دعائیں بھی خیالات کی منتقلی سے جڑے ہوئے ہیں۔ ہر ایک کا میدان عمل اور مقصد تو ضرور مختلف ہیں لیکن ان کی بنیاد خیالات کی منتقلی پر ہے۔ خیالات کی منتقلی میں Cerebellum Brain کا ایک عضو ہائی پو تھیلمس (Hypothalamus) بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ ایک طرف تو ہائی پو تھیلمس، لاشعور (اللہ کے احکامات اور دُعاؤں کی ترسیل) سے جڑا ہے تو دوسری نفس (قوت حیات) کے جذبات کے سگنلز سے ملا ہوا ہے تو تیسری طرف جسمانی نظام اور مدافعتی نظام سے منسلک ہے اور یوں یہ اللہ، نفس اور جسم کا صدر دفتر ہے۔

اوپر کی گئی بحث سے یہ واضح پیغام ملتا ہے کہ ہومیوادویات سے جادو سے نجات اس وقت تک تقریباً ناممکن ہے جب تک جادوزدہ اشیاء کو نکال کر ضائع نہ کر دیا جائے۔ یہ یاد رہے کہ ہومیوپیتھی حرف آخر نہیں۔ جادو سے نجات کے اور بھی بے شمار طریقے ہیں۔ ہمارے مذہبی ادب، فیس بک اور انٹرنیٹ پر لاتعداد حوالے مل جائیں گے۔ جادو کے مریض کے ارد گرد کے ماحول کو ایسا رکھنا چاہیے کہ مریض مشتعل نہ ہو۔ مریض کو اللہ کے ذکر کے طرف راغب کرنا چاہیے۔ اللہ کے ذکر سے دلوں کو سکون ملنے سے جذباتی اثرات جادو، موثر نہیں ہو پاتے۔ جذبات کو کنٹرول میں رکھنے سے بیماری بھی شدت اختیار نہیں کر پاتیں اور وقفے وقفے سے مناسب ہومیودوائی بھی جذباتی علامات کی مناسبت سے دیتے رہنا چاہیے۔

پیشن گوئی

اوپر کی گئی بحث اور AI اور Digital ترقی دیکھ کر یہ پیشن گوئی کوئی مشکل نہیں کہ مستقبل میں شیشیوں میں پیک ادویات کا استعمال متروک ہو جائے گا اور ہم Digital Homeopathy کے دور میں داخل ہو جائیں گے۔ ہر شخص کے پاس صحت کمپیوٹر ہو گا جس میں اس کی علامات کا Software ہو گا اور بارکوڈ پڑھنے والے آلے سے ملتا جلتا ایک آلہ، تشخیص مرض، انتخاب دوا اور ترسیل دوا آناًفاناً کر کے صحت بحال رکھے گا۔

54 ڈاکٹر قاسم فتیانہ کا بنایا "نیہائے NIHI پوٹینٹائزر"

میں تو اپنی مگن میں مست اپنا کام کئے گیا، لوگوں کی بے جا تنقید بھی سنی الحمدللہ بہت سوں کو شائستگی سے اور بہت سوں کو ان کی زبان اور لہجے میں جواب بھی دیا، بالآخر ایک دن ڈاکٹر سید شمس الدین شاہ صاحب نے لاہور سے کال کر کے بتایا کہ ڈاکٹر سر مشتاق احمد علی محمد صاحب مجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں میری ایجاد نیہائے NiHi پوٹینٹائزر سے متعلق!!!

مجھے ناں صرف خوشی ہوئی بلکہ میری عمر بھر کی تھکاوٹ اتر گئی ان کی باتیں سن کے کہ وہ ماشاءاللہ میری ایجاد سے متعلق بہت پہلے پیشگوئی کر چکے تھے

الحمدللہ ثم الحمدللہ، اللہ پاک کے عطا کئے گئے علم سے اور ادنیٰ سے کاوش سے نہ صرف ہومیوپیتھک برادری بلکہ عام لوگ بھی نیہائے NiHi پوٹینٹائزر سے مستفید ہوسکیں گے جیسا کہ ڈاکٹر سر مشتاق احمد علی محمد صاحب بہت عرصہ قبل پیشگوئی فرما چکے ہیں۔

میری کاوش نیہائے NiHi پوٹینٹائزر مشین کا تعارف درج ذیل ہے۔

FATYANICS NiHi QAF 007 GPS

نیہائے مشین کا مکمل تعارف:

انسان ازلی سہل پسند ہے وہ ہر کام کو آسانی اور کم وقت میں مکمل کرنے کا ہمیشہ خواہاں ہوتا ہے۔ علم طب کو سامنے رکھتے ہوئے ایک وقت تھا جب حکماء حضرات سب کی سب دواؤں کے اجزاء خصوصاً جڑی بوٹیاں یا ان کے خاص حصے اپنے ہاتھ سے چن کر لاتے، انہیں دوا کے مطلوبہ تناسب کے ساتھ دوسری جڑی بوٹیوں کے ساتھ ملاتے، کوٹتے، چھانتے اور مکمل قابل استعمال حالت تک اپنے ہاتھ سے بناتے تھے۔

پھر جب کسی طبیب کے پاس وقت کم ہوتا تو وہ اپنے شاگردوں یا معاونین کے ذمے کچھ کام لگاتا اور کچھ کام خود کرتا، پھر آہستہ آہستہ سارا کام ہی کسی ایک یا دو شاگردوں کے ذمے لگا دیتا۔ پھر ایک وقت

آیا کہ کچھ کمپنیاں دوائیں تیار کرنے لگیں اور حکما و اطباء کو پیش کرنے لگیں تو ان پر شروع میں بہت مشکل سے یقین کیا گیا اس شک کی بنا پر کہ ہو سکتا ہے کسی دوا میں مطلوبہ جڑی بوٹیاں یا ان کے اوزان شامل کئے گئے ہوں گے یا نہیں۔ بالآخر اب یہ کمپنیاں ایک باقاعدہ عالمی سطح پر ایک صنعت کی شکل اختیار کر چکی ہیں۔ بالکل اسی طرح ہومیوپیتھک فارمیسیز کا قیام بھی اسی طرح موجودہ شکل تک پہنچا ہے۔

اب بات کرتے ہیں جدید ترین نیہائے مشین کی اور کراتا ہوں اس کا مکمل تعارف کہ اس سے آپ کیا کیا کام لے سکتے ہیں۔

جدید ترین نیہائے NiHi مشین کو کمپیوٹر، لیپ ٹاپ، موبائل یعنی موبائل ایپ یا آپ کی اپنی آواز سے کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔

جدید ترین نیہائے NiHi مشین میں پوٹینٹائزر، براڈکاسٹر، آٹو ریپرٹرائزر، میڈیسن کاپیئر، پوٹینسی نیوٹرلائزر، ہائی سے لو اور لو سے ہائی پوٹینسی میکر، ایکس سکیل سے سی سکیل یا ایل ایم سکیل میں کنورٹر، قرآنی علم الاعداد سے مریضوں کا علاج کرنا، FNF فتیانکس نیومرالوجی Numerology فیچر، ریکی ہیلنگ اور جی پی ایس فیچر کی بدولت بالکل درست دوا، درست مریض تک براڈکاسٹ کرنا شامل ہیں۔

درج ذیل لائنز میں نیہائے NiHi پوٹینٹائزر مشین QAF 007 GPS ماڈل کا تفصیلی تعارف پیش خدمت ھے۔

1. **پوٹینٹائزر** سے آپ کوئی بھی سنگل یا کمبینیشن پوٹینسی بنا سکتے ہیں وہ بھی اپنی ایک وائس کمانڈ سے یعنی آپ نے کسی بھی ہومیوپیتھک (پلانٹ، کیمیکل، منرل، نوسوڈ، سارکوڈ، امپاؤنڈرا ایلیا یا سنتھیٹک دوا)، الیکٹروہومیوپیتھک، بائیوکیمک یا بیچ فلاور Bach Flower ریمیڈی کا نام بولنا ھے تو صرف دو سیکنڈز میں وہ آپ کو تیار ملے گی۔

اگر کسی دوست کو سٹیمرنگ Stammering یعنی زبان میں لکنت یا ہکلاہٹ ہو اور وہ دوا کا نام ٹھیک سے بول نہ سکتے ہوں تو نیہائے NiHi ایپ بھی بنائی گئی ہے جس میں وہ کسی بھی دوا کا نام، پوٹینسی اور سکیل مخصوص جگہوں پر لکھیں گے اور Send to NiHi کا بٹن ایپ سے پریس کریں گے تو مطلوبہ دوا نیہائے NiHi مشین میں منتقل ہو جائے گی اور آپ وہاں سے اپنی مطلوبہ دوا اور پوٹینسی اپنے مطلوبہ وہیکل پر امپرنٹ کر لیں گے۔

اب اگر کسی دوست کو یہ خدشہ ہو کہ جو دوا نیہائے NiHi مشین میں منتقل ہوئی ہے کیا وہی پہنچی ہے تو اس کی آواز سن بھی سکتے ہیں اس فیچر کا بھی ایپ میں اضافہ کر دیا گیا ھے جسے ٹیکسٹ ٹو سپیچ Text to speech کانام دیا گیا ہے۔

یاد رہے پوٹینٹائزر کے فیچر سے آپ کوئی بھی ہومیوپیتھک، الیکٹروہومیوپیتھک، بائیوکیمک، بیچ فلاور سنگل یا کمبینیشن دوا صرف دو سیکنڈز میں بنا سکتے ہیں۔

2. **براڈکاسٹر:** براڈکاسٹر فیچر سے دنیا میں کہیں بھی موجود اپنے مریض تک اپنی منتخب شدہ دوا کی شفائی انرجی کو پہنچا سکتے ہیں اور انہیں شفایاب کر سکتے ہیں۔ نیہائے کی مخصوص جگہ پر آپ نے مریض کا موبائل فون نمبر یا شناختی کارڈ نمبر یا جی پی ایس لوکیشن یعنی لٹیچیوڈ اور لانگیچیوڈ سیلیوز لکھ کے رکھنی ہیں اور دوا کا نام لکھنے یا ریکارڈ کرنے کے بعد تین سیکنڈز تک براڈکاسٹنگ کا بٹن دبائے رکھنا ہے اور آپ کے مریض تک منتخب شدہ دوا کی انرجی کی لہریں پہنچ کے اسے شفایاب کر دیں گی۔ ایپ میں بھی براڈکاسٹنگ کا فیچر موجود ھے، آپ اپنی ریکارڈ کی ہوئی یا لکھی ہوئی دوا جو نیہائے NiHi مشین میں ٹرانسفر کریں گے براڈکاسٹ کرنے سے قبل دوا کے نام اور پوٹینسی کو سن بھی سکتے ھیں اور تسلی کر سکتے ہیں کہ ٹھیک دوا اور پوٹینسی منتقل کی گئی ہے۔ مریض آپ کے ساتھ آڈیو یا ویڈیو کال پر ہو تو رزلٹ اچھا ملتا ھے۔ پرانے ماڈلز میں ایکسٹرنل اینٹینا تھا جو بعض دفع ڈاکٹرز باہر نکالنا بھول جاتے تھے اور رزلٹ خاطر خواہ نھیں ملتا تھا اور دوبارہ یا کبھی سہہ بارہ بھی براڈکاسٹنگ کی ضرورت پڑتی تھی اب انٹینا بلٹ ان Built in ہے جیسے موبائل فونز کا ہوتا ھے اور غلطی کا امکان ناہونے کے برابر ہے۔

3. **آٹورپیرٹرائزر:** نیہائے NiHi کے اس لاجواب فیچر سے آپ ایسے مریضوں کو بھی شفایاب کر سکتے ہیں جو آپ کے پاس اس وقت آتے ھیں جب جگہ جگہ سے علاج کرا کرا کے کچھ فیسبک اور یوٹیوب سے خود سے آدھے سے زیادہ میٹریا میڈیکا استعمال کر چکے ہوتے ھیں اور انھیں خاطر خواہ فایدہ نھیں ھوا ھوتا اور وہ آپ کی خدمات لینے آتے ہیں اور اگر آج ان کو آپ سے پہلی چند خوراکوں سے آفاقہ ناہوا تو وہ آپ سے بددل یا بدظن ہو جائیں گے اور آپ کے پاس فالواپ کے لئے نھیں آئیں گے۔ اس یعنی آٹورپیرٹرائزر فیچر سے آپ ان کا نیہائے NiHi مشین میں بنی جگہ پر انگلی، انگوٹھا یا خون، سیلائیوا، ناخن یا بال کا سیمپل رکھ کے آٹورپیرٹرائزر کمانڈ سے مریض کے اس دن اور

اس وقت کے ٹاپ موسٹ پر درد سمٹمز کو آرام پہنچا سکتے ھیں وہ بھی صرف پانچ سیکنڈز میں۔ یہ فیچر ایپ میں بھی موجود ھے اور ایپ کے بغیر نیہائے مشین سے براہ راست بھی آپریٹ کیا جا سکتا ہے۔

4. **فتیانکس نیومرالوجی Numerology فیچر یا FNF:**

یہ فیچر بہت ہی شاندار فیچر ہے اور کئی بار کے کامیاب تجربات کے بعد نیہائے میں اس کا اضافہ کیا گیا ہے۔
اس فیچر سے آپ نیہائے NiHi ایپ میں مخصوص جگہ پر مریض کا شناختی کارڈ نمبر لکھ کر اس کی منفرد ترین انرجی سے اپنے مریض کو دو سیکنڈز میں یونیک دوا بنا کے استعمال کرا کے بہت ہی قلیل وقت میں شفایاب کر سکتے ہیں۔

یاد رہے یہ فیچر صرف نیہائے ایپ سے ہی آپریٹ اور اپلائی ھو سکتا ہے براہ راست نیہائے مشین سے استعمال نہیں کیا جا سکتا اور اس فیچر میں کم سے کم جو پوٹینسی ریکمنڈڈ recommended ہے وہ ٹین ایم M10 ہے جو بہت اچھے نتائج دیتی ہے۔

5. اگر کسی کو دوا کے سپیلنگز نا آتے ہوں تو ایک ہزار سے زیادہ ہومیوپیتھک دواؤں کے ناموں کی لسٹ دے دی گئی ہے وہاں سے مطلوبہ دوا کے سپیلنگز کاپی کر کے مقررہ جگہ پر پیسٹ کئے جا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی الیکٹرو ہومیوپیتھک اور بیچ فلاور ریمیڈیز کی مکمل لسٹیں بھی فراہم کر دی گئی ہیں۔

6. اگر کوئی ڈاکٹر دوا بنانے کے ساتھ یہ بھی یقین دہانی کرنا چاھے کہ اس کی بنائی جانے والے دوا سنگل یا کمبینیشن اس کے مریض کی علامات سے مطابقت یا مماثلت بھی رکھتی ہے کے نھیں تو نیہائے NiHi ایپ میں سات مشہور مٹیریا میڈیکاز ڈال دئے گئے ہیں کسی نا کسی میں آپ کو اپنی دوا کی تفصیل مل جائے گی۔

مزے کی بات یہ بھی ہے کہ نیہائے بغیر بلٹ ان built-in بیٹری کے کام کرتی ہے یعنی اس میں بیٹری نھیں ہوتی کیونکہ بلٹ ان بیٹری بھلے کتنی بھی اچھی قسم کی لگائیں آخر خراب ہو جاتی ھے۔ آپ اس کو پاور دینے کے لئے موبائل چارجر، لیپ ٹاپ، کمپیوٹر یا پاور بینک سے پاور شیئر power share کر سکتے ہیں اور اگر بجلی نا ہو، درج بالا آلات میں سے آپ کے پاس کچھ بھی نا ہو تو آپ اپنے موبائل فون سے کسی بھی وقت کہیں بھی پاور کیبل لگا کے کرنٹ شیئر کر سکتے ھیں اور ہاں ڈاکٹرز کی خواہش ہر بلٹ ان بیٹری بھی لگا کے دی جا سکتی ہے۔

یہ مشین وزن میں بہت ہی ہلکی پھلکی ہے صرف اور صرف دو سو دس گرام 210 gram اس لئے آپ اسے ہر وقت اپنے پاس رکھ سکتے ہیں کہیں بھی سفر میں ساتھ لے جاسکتے ہیں ہوم سروس کی صورت میں یا ایمر جنسی کی صورت میں عموماً دوائیں میسر نہیں ہوتی تو نیہائے NiHi کی موجودگی میں آپ کبھی بھی کسی وقت بھی اور کسی بھی دوا یا پوٹینسی کی کمی محسوس نہیں کریں گے میری طرف سے ہومیو پیتھک اور الیکٹرو ہومیو پیتھک برادری کو یہ یقین دہانی ہے کہ انہیں نیہائے NiHi مشین کی موجودگی میں تاحیات کوئی بھی دوا خریدنی نہیں پڑے گی۔

ان سب کے علاوہ نیہائے NiHi پوٹینٹائزر مشین میں ریکی ہیلنگ کا فیچر بھی موجود ہے جو ریکی ہیلرز کے لئے بہت زیادہ آسانی کا باعث بن چکا ہے، اس مقصد کے لئے سینکڑوں ریکی ہیلنگ کوڈز اس میں شامل کئے گئے ہیں۔

اب اگر آپ کسی دوا کا نام لکھنا نہیں چاہتے تو اس کا مخصوص فریکوینسی کوڈ لکھ کے نیہائے NiHi پوٹینٹائزر مشین میں کوڈ بھیج کے دوا امپرنٹ کرسکتے ہیں اور مطلوبہ وہیکل پر دوا امپرنٹ کرسکتے ہیں۔

کتاب چھپنے کیلئے جاچکی تھی کہ محترم جناب راجہ نعیم صاحب (لاہور 0320–4979493) سے پتا چلا کہ پوٹاینسی بنانے کے آلات جناب ڈاکٹر محسن شاہ صاحب (عبدالحکیم: فون نمبر 0303–2889011) بھی بنا رہے ہیں۔ ان آلات کا تعارف نیچے دیئے جارہا ہے۔ قارئین شاہ صاحب سے رجوع فرما کر مزید معلومات لے لیں۔

یہ انگوٹھی والی مشین ہے؛
سفر میں یا گھر میں تقریبا تمام
ادویات بنانے کیلئے

یہ والی مشین تقریبا دو
ماچس کی ڈبیا کے سائز کی
ہے اس کو بھی جیب میں
کیری کیا جاسکتا ہے۔

یہ کریڈٹ کارڈ سائز مشین
ہے جو پرس میں رکھ سکتے
ہیں۔

حوالہ جات

1. Boericke William
   Homeopathic Materia Medica
2. Campbell Anthony
   The Two Faces of Homeopathy
   B. Jain Publisher (P) Ltd, India.
3. Hall, E. John and Hall E. Michael
   Guyton and Hall Text Book of Medical Physiology 14th Edition
   Elsevier USA.
4. Hussain Karamat
   Elements of Psychology (1974)
   M.R. Brothers, Lahore, Pakistan.
5. Jollyman Norman
   My Practice of Homoeopathy (1999)
   B. Jain Publishers (P), Delhi, India.
6. Kent, Taylor
   Repertory of Materia Medica
7. Mathur, K.N.
   Systematic Materia Medica (1982)
   B. Jain Publisher (P) Ltd, India.
8. Mathur, K.N.
   Principles of Prescribing (1983)
   B. Jain Publisher (P) Ltd, India.
9. Mathur, K.N.
   Guide to Organon (1980)
   B. Jain Publisher (P) Ltd, India.
10. Murphy, Richard
    Homeopathic Medical Repertory
    B. Jain Publisher (P) Ltd, India.
11. Rehman, Abdur
    Dictionary of Causation in Homeopathic Materia Medica
    Homeopathic Stores and Hospital Lahore, Pakistan
12. Satya Pual
    Glimpses into Symptoms that Guide
    B. Jain Publisher (P) Ltd, India.